نصاب برائے

پندرہ روزہ دورہ

ردِّ قادیانیت

از افادات

رئیس المناظرین، فاتح ربوہ، سفیر ختم نبوت، قاطع مرزائیت، شیر پیشہ حریت

حضرت مولانا علامہ منظور احمد چنیوٹی نور اللہ مرقدہ

سابق جنرل سیکرٹری انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ

ناشر:

شعبہ نشر و اشاعت ادارہ مرکزیہ دعوت و ارشاد چنیوٹ اسلامی جمہوریہ پاکستان

فون: 0466-332820 فیکس: 0466-331330 www.dawadtoirshad.org

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب .... ردقادیانیت

افادات .... مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ

سن اشاعت .... ستمبر 2004ء

کمپوزنگ .... محمد سلمان سالک

مطبع .... شنگریلا پرنٹرز فیصل آباد 610226

ناشر .... ادارہ دعوت وارشاد، چنیوٹ،
اسلامی جمہوریہ پاکستان

ہدیہ .... -/60روپے

محدث العصر حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے دو ملفوظ

ملفوظ نمبر ۱

مرض الموت میں حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیری نے اپنی چارپائی اٹھوائی اور دار العلوم دیو بند کی مسجد کے محراب کے پاس رکھوا کر آخری وصیت ارشاد فرمائی ہے کہ ''اس امت کیلئے اب تک قادیانیت سے بڑھکر فتنہ وجود میں نہیں آیا۔ مسلمانوں کے ایمان کو اس فتنۂ ارتداد سے بچاؤ اور اپنی ساری قوتیں اس میں صرف کر ڈالو۔ یہ ایسا جہاد ہے جس کا بدلہ جنت ہے، میں اس بدلے کا ضامن بنتا ہوں''

یہ روایت حضرت علامہ مولانا شمس الحق افغانی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمائی جسے نقل کر کے انکے تصدیقی دستخط کروالئے گئے حضرت افغانی نے فرمایا کہ حضرت شاہ صاحب کی یہ روایت مجھے مولانا محمد صدیق صاحب جو حاضر مجلس تھے کی وساطت سے پہنچی تھی، انہوں نے فارسی میں خط لکھا جس کا ایک جملہ یہ تھا:

''دریں بارہ کلام پر اثر نمود کہ سنگ خارہ موم مے کرد''

ملفوظ نمبر ۲

ہم پہ یہ بات کھل گئی ہے کہ گلی کا کتا بھی ہم سے بہتر ہے اگر ہم تحفظ ختم نبوت نہ کرسکیں۔

(نقش دوام از مولانا انظر شاہ کاشمیری مطبوعہ ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان ص ۱۹۱)

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وحدہ والصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ ،

اما بعد:

دارالعلوم الاسلامیہ ٹنڈو الہ یار سندھ سے فراغت کے بعد ملتان میں امیر شریعت سید عطاءاللہ شاہ صاحب بخاریؒ کے قائم کردہ ختم نبوت مدرسہ میں ردقادیانیت کی تربیت حاصل کرنے کیلئے 1951ء میں بندہ ناچیز داخل ہوا، فاتح قادیان استاذ محترم حضرت مولانا محمد حیات صاحبؒ سے تربیت حاصل کی، ہم کل چار ر پانچ ساتھی تھے۔ 1952 کے اوائل میں فارغ ہوا اور اس کے بعد مدرسہ دارالہدیٰ چوکیرہ ضلع سرگودہا میں تدریس کی خدمت پر مامور ہوگیا، درسی کتب پڑھانے کے ساتھ ساتھ طلباء کو ردقادیانیت کی تربیت دینا بھی شروع کردی، وہاں سے 1954ء میں اپنے آبائی شہر چنیوٹ آکر جامعہ عربیہ کی بنیاد رکھی، اور حسب معمول طلباء کی تربیت جاری رہی، پھر میرے مربی اور شفیق استاد حضرت علامہ مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کے حکم پر شعبان کی تعطیلات میں کراچی میں ان کے جامعہ علوم الاسلامیہ میں مدت تک یہی خدمت سرانجام دینے کی سعادت حاصل کرتا رہا، اسی طرح تنظیم اہل سنت کے زیر اہتمام ملتان میں بھی حضرت علامہ دوست محمد قریشیؒ اور حضرت علامہ عبدالستار تونسوی مدظلہ کے حکم پر دس ر پندرہ روزہ تربیتی کورس کراتا رہا۔ اپنی کاپی جو راقم نے اپنے استاد مرحوم فاتح قادیان سے دوران تربیت لکھی تھی اس سے ضروری حوالہ جات طلباء کو لکھواتا تھا اور بندہ نے اپنے تجربہ کی روشنی میں ایک نئی ترتیب دیدی جس میں استاد

محترم کی تربیت کے برعکس پہلا موضوع بجائے ''حیات عیسیٰ علیہ السلام'' کے ''مرزا قادیانی کے صدق و کذب'' کو اصل موضوع قرار دیا اور قادیانیوں سے موضوع گفتگو طے کرنے کیلئے عقلی اور نقلی دلائل سے ثابت کیا کہ اصل موضوع مدعی نبوت کی ذات اور کردار ہے۔ اگر وہ ایک سچا اور شریف النفس انسان بھی ثابت ہو جائے تو ہمیں دوسری بحثوں ''حیات مسیح علیہ السلام'' اور ''ختم نبوت'' کے موضوعات پر گفتگو کرنے اور فریقین کا وقت ضائع کرنے کی ضرورت نہیں، ہم بغیر کسی قسم کی بحث کئے اسے اپنے تمام دعاوی میں سچا مان لیں گے اور اگر وہ اپنی تحریرات سے شریف اور سچا انسان ہی ثابت نہ ہو بلکہ پرلے درجہ کا کذاب، بدزبان، بدکردار، بداخلاق، شرابی اور زانی، انگریز کا ٹاؤٹ ثابت ہو رہا ہو تو پھر دوسری بحثوں میں پڑنا فریقین کا وقت ضائع کرنا ہے جیسا کہ مرزا قادیانی اور اسکے دونوں جانشینوں نے خود اس بات کا فیصلہ دے دیا ہے اس لئے میری ترتیب میں پہلا عنوان ''تعین موضوع'' ہے اور یہی اصل موضوع ہے جس پر راقم نے عقلی، نقلی دلائل پیش کئے ہیں اس موضوع کو طے کر لینے کے بعد حدیث رسول کریم ﷺ کی مطابق قادیانی کے کذاب و دجال ہونے پر چند دلائل دیے گئے ہیں اس کے بعد ''حیات مسیح'' پھر ''ختم نبوت'' کا موضوع پیش کیا گیا ہے۔

جامعہ علوم اسلامیہ اور دفتر تنظیم اہلسنت میں تیاری کراتے ہوئے شریک درس طلباء سے نوٹس تیار کرنے کیلئے کہا، ان نوٹس کی جانچ پڑتال کر کے ایک کاپی تیار کی۔ آئندہ ہر سال اسی کاپی کی فوٹو سٹیٹ اپنے طلبہ میں تقسیم کر دی جاتی۔ اس طرح ان نوٹس سے طلباء کا وقت بھی بچا اور دوران تحریر وہ عجیب غریب غلطیوں سے بھی بچ گئے۔ دوران کورس قادیانی کتب سے حوالہ جات دکھا دیے جاتے تا کہ انہیں عین

الیقین ہو جائے اور حوالہ جات کی مزید تشریح زبانی کر دی جاتی۔

اسی کاپی کی مدد سے مسجد نبوی شریف میں کئی سال مغرب اور عشاء کے درمیان یونیورسٹی کے طلبہ کو عربی میں پڑھاتا رہا۔ ۱۹۸۵ء میں مدینہ یونیورسٹی کے چانسلر نے شاہ فہد کی خصوصی اجازت سے سرکاری طور پر اس حقیر کو دعوت دی تو بندہ یونیورسٹی میں طلباء کو عصر سے مغرب تک اسی کاپی کی مدد سے تیاری کراتا رہا۔ ایشیا کی عظیم اسلامی یونیورسٹی اور ہماری مادر علمی دارالعلوم دیوبند کے منتظمین نے 1990ء میں دارالعلوم میں ایک تربیتی کیمپ کا انتظام کیا، پورے ہندوستان سے منتخب علماء کو جمع کیا گیا اور دارالعلوم سے فارغ ہونے والے طلباء کی ایک کثیر تعداد اس کے علاوہ تھی۔ بندہ نے ان نوٹس کی ایک کاپی وہاں ارسال کی کہ اس کی فوٹوسٹیٹ کروالیں تاکہ حاضرین کورس میں تقسیم کی جاسکے۔ چونکہ حاضرین کی تعداد زیادہ تھی اسلئے انہوں نے دو ہزار کے قریب اسی کاپی کو چھپوا لیا۔

چونکہ قلمی کاپی کی نسبت پرنٹ کاپی کے صفحات کی تعداد کم تھی نیز اکابرین علماء دیوبند کی خواہش تھی کہ اس کاپی کو کتابی شکل میں بھی شائع کیا جائے، اگرچہ راقم اس رائے سے کچھ زیادہ متفق نہیں تھا کیونکہ اس کا کامل فائدہ باضابطہ پڑھنے سے ہی ہوتا ہے، لیکن اکابر کی رائے سے اتفاق کرتے ہوئے بندہ ناچیز نے اس کی اجازت دے دی۔ چنانچہ میرے مشورہ اور رائے سے اس میں چند مفید اضافے کر کے اور کچھ ترتیب درست کر کے عزیز محترم مولانا سلمان منصور پوری اطال اللہ عمرہ نائب مفتی واستاذ جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مراد آباد، نواسہ حضرت شیخ العرب والعجم مولانا سید حسین احمد مدنی ؒ نے اسے کتابی شکل میں ترتیب دیدیا۔ میری نظر ثانی اور چند ضروری

صفحہ فہ جات کے بعد اب یہی کتاب ''ردمرزائیت کے سنہری اصول'' کے عنوان سے کتابی شکل میں تقریباً اڑھائی سوصفحات پر مشتمل کتاب دارالعلوم دیو بند کی کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام چھپ چکی ہے اور وہاں سے دستیاب ہو سکتی ہے۔

اس تمام وضاحت کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ یہ واضح ہو جائے کہ یہ کوئی باضابطہ تصنیف نہیں ہے بلکہ میرے ضروری نوٹس ہیں۔ اگر چہ ہر اردو پڑھا لکھا عالم، غیر عالم اپنی استعداد کے مطابق اس سے استفادہ کر سکتا ہے مگر اس سے مکمل استفادہ وہی کر سکتا ہے جو شریک دورہ ہو کر باضابطہ طور پر پڑھے اور سمجھے کیونکہ دوران تدریس ان حوالہ جات کی تشریح میں اور کئی مفید باتیں بھی آ جاتی ہیں جو اس پندرہ روزہ کورس میں درج نہیں یا جو صرف دوران سبق ہی بتائی اور سمجھائی جا سکتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ راقم موصوف کی اس کاوش اور محنت کو قبول فرمائیں اور گم گشتہ راہ قادیانیوں کے لئے ذریعہ ہدایت بنائیں۔

بندہ نے اس میں مزید اضافہ کر کے اسے ایک مستقل کتاب ''ردّ مرزائیت کے زریں اصول'' کے عنوان سے ترتیب دے دیا ہے۔ جو کہ ادارہ مرکزیہ دعوت وارشاد چنیوٹ سے دستیاب ہے۔

تمام حضرات سے درخواست ہے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ میری اس خدمت کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت بخشیں۔ آمین

احقر

منظور احمد چنیوٹی عفا اللہ عنہ

باب اول

مرزا غلام احمد قادیانی کا مختصر تعارف

خاندانی پس منظر:

''میں ایک ایسے خاندان سے ہوں کہ جو اس گورنمنٹ (برطانیہ) کا پکا خیر خواہ ہے۔ میرا والد مرزا غلام مرتضیٰ گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار اور خیر خواہ آدمی تھا جن کو دربار گورنری میں کرسی ملتی تھی اور جن کا ذکر مسٹر گریفن صاحب کی تاریخ رئیسان پنجاب میں ہے اور ۱۸۵۷ء میں انہوں نے اپنی طاقت سے بڑھکر سرکار انگریزی کو مدد دی تھی یعنی پچاس سوار اور گھوڑے بہم پہنچا کر عین زمانہ غدر کے وقت سرکار انگریزی کی امداد میں دیے تھے ان خدمات کی وجہ سے جو چٹھیات خوشنودی حکام ان کو ملی تھیں مجھے افسوس ہے کہ بہت سی ان میں سے گم ہوگئیں مگر تین چٹھیات جو مدت سے چھپ چکی ہیں ان کی نقلیں حاشیہ میں درج کی گئی ہیں پھر میرے والد صاحب کی وفات کے بعد میرا بڑا بھائی مرزا غلام قادر خدمات سرکاری میں مصروف رہا اور جب تیموں کے گزر پر مفسدوں کا سرکار انگریزی کی فوج سے مقابلہ ہوا تو وہ سرکار انگریزی کی طرف سے لڑائی میں شریک تھا۔ پھر میں اپنے والد اور بھائی کی وفات کے بعد ایک گوشہ نشین آدمی تھا تاہم سترہ برس سے سرکار انگریزی کی امداد اور تائید میں اپنی قلم سے کام لیتا ہوں۔''

(کتاب البریہ مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۳ ص ۴ تا ۶)

نام ونسب:

"اب میرے سوانح اس طرح پر ہیں کہ میرا نام غلام احمد میرے والد کا نام غلام مرتضیٰ اور دادا صاحب کا نام عطاء محمد اور میرے پر دادا صاحب کا نام گل محمد تھا اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے ہماری قوم مغل برلاس ہے اور میرے بزرگوں کے پرانے کاغذات سے جو اب تک محفوظ ہیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس ملک میں سمرقند سے آئے تھے۔"

(کتاب البریہ ص ۱۴۴ برحاشیہ روحانی خزائن ص ۱۶۲، ۶۳ ج ۱۳، مثلہ سیرۃ المہدی حصہ اول ج ۱ ص ۱۱۶)

تاریخ ومقام پیدائش:

مرزا غلام احمد قادیانی بھارت کے مشرقی پنجاب ضلع گورداسپور تحصیل بٹالہ قصبہ قادیان میں پیدا ہوا۔ اپنی تاریخ پیدائش کے بارے میں اس نے یہ وضاحت کی ہے: "اب میرے ذاتی سوانح یہ ہیں کہ میری پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی ہے اور میں ۱۸۵۷ء میں سولہ برس کا یا سترھویں برس میں تھا۔" (کتاب البریہ ص ۱۵۹ حاشیہ روحانی خزائن ص ۱۷۷ ج ۱۳)

ابتدائی تعلیم:

مرزا قادیانی نے قادیان ہی میں رہ کر متعدد اساتذہ سے تعلیم حاصل کی جس کی تفصیل خود اس کی زبانی حسب ذیل ہے:

"بچپن کے زمانہ میں میری تعلیم اس طرح ہوئی کہ جب میں چھ سات سال کا تھا تو ایک فارسی خواں معلم میرے لئے نوکر رکھا گیا۔ جنہوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں مجھے پڑھائیں اور اس بزرگ کا نام فضل الٰہی تھا۔ اور جب میری عمر

تقریباً دس برس کی ہوئی تو ایک عربی خواں مولوی صاحب میری تربیت کیلئے مقرر کیے گئے جن کا نام فضل احمد تھا میں خیال کرتا ہوں کہ چونکہ میری تعلیم خدائے تعالیٰ کے فضل کی ایک ابتدائی تخم ریزی تھی اس لئے ان استادوں کے نام کا پہلا لفظ 'فضل' ہی تھا۔ مولوی صاحب موصوف جو ایک دیندار اور بزرگوار آدمی تھے وہ بہت توجہ اور محنت سے پڑھاتے رہے اور میں نے صرَف کی بعض کتابیں اور کچھ قواعد نحو اِن سے پڑھے اور بعد اس کے جب میں سترہ یا اٹھارہ سال کا ہوا تو ایک اور مولوی صاحب سے چند سال پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ ان کا نام گل علی شاہ تھا ان کو بھی میرے والد نے نوکر رکھ کر قادیان میں پڑھانے کیلئے مقرر کیا تھا اور ان آخر الذکر مولوی صاحب سے میں نے نحو اور منطق اور حکمت وغیرہ علوم مروجہ کو جہاں تک خدا تعالیٰ نے چاہا حاصل کیا اور بعض طبابت کی کتابیں میں نے اپنے والد صاحب سے پڑھیں اور وہ فن طبابت میں بڑے حاذق طبیب تھے۔" (کتاب البریہ بر حاشیہ ۱۶۱ تا ۱۶۳۔ روحانی خزائن ج ۱۳ ص ۱۷۹ تا ۱۸۱)

جبکہ مرزا غلام احمد قادیانی خود لکھتا ہے کہ "تمام نفوس قدسیہ انبیاء کو بغیر کسی استاد یا اتالیق کے آپ ہی تعلیم اور تادیب فرما کر اپنے فیوض قدیم کا نشان ظاہر فرمایا۔" (دیباچہ براہین احمدیہ ص ۷، روحانی خزائن ص ۱۶ ج ۱)

ملازمت:

مرزا غلام احمد قادیانی کا بیٹا لکھتا ہے:

"بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ اپنی جوانی کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام تمہارے دادا کی پنشن وصول کرنے گئے تو پیچھے پیچھے

مرزا امام الدین بھی چلا گیا جب آپ نے پنشن وصول کرلی تو وہ آپ کو پھسلا کر اور دھوکہ دے کر بجائے قادیان آنے کے باہر لے گیا اور ادھر اُدھر پھراتا رہا پھراتا رہا پھر جب آپ نے سارا روپیہ اڑا کر ختم کر دیا تو آپ کو چھوڑ کر کہیں اور چلا گیا۔ حضرت مسیح موعود اس شرم سے واپس گھر نہیں آئے اور چونکہ تمہارے دادا کا منشاء رہتا تھا کہ آپ کہیں ملازم ہو جائیں اس لئے آپ سیالکوٹ شہر میں ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں قلیل تنخواہ پر ملازم ہو گئے۔'' (سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۴۳ روایت نمبر ۴۹، مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی) واضح رہے کہ پنشن کی یہ رقم سات صد روپیہ تھی۔ (سیرۃ المہدی ج ا ص ۱۳۱ روایت نمبر ۱۲۲)

منکوحات مرزا :

مرزا غلام احمد قادیانی کی تین بیویاں تھیں، پہلی بیوی جس کو 'پھجے کی ماں' کہا جاتا ہے اور اس کا نام حرمت بی بی تھا اس سے ۱۸۵۲ء یا ۱۸۵۳ء میں شادی ہوئی دوسری بیوی جس کا نام نصرت جہاں بیگم ہے اس سے نکاح ۱۸۸۴ء میں ہوا۔ اس کی ایک اور بیوی بھی تھی جس کے ساتھ بقول اسکے اس کا نکاح آسمانوں پر ہوا تھا، جس کا نام محمدی بیگم تھا مگر اس کے ساتھ اس کی شادی ساری زندگی نہ ہو سکی اس کا مفصل تذکرہ آئندہ پیش گوئی نمبر ۶ کے ذیل میں آئے گا۔

اولاد:

۱) مرزا سلطان احمد ۲) مرزا فضل احمد

(یہ دونوں مرزا پر ایمان نہ لائے تھے میرزا فضل احمد مرزا قادیانی کی زندگی میں مر گیا لیکن مرزا نے اس کا جنازہ نہ پڑھا (روزنامہ الفضل قادیان ۷ جولائی ۱۹۴۳ء ص ۳) جبکہ

مرزا سلطان احمد کو مرزا نے عاق کر دیا تھا)

مرزا کی دوسری بیوی سے درج ذیل اولاد ہوئی:

لڑکے ❁ مرزا محمود احمد۔ مرزا شوکت احمد۔ مرزا بشیر احمد اول۔ مرزا شریف احمد۔ مبارک احمد۔ بشیر احمد ایم اے۔

لڑکیاں ❁ مبارکہ بیگم۔ امۃ النصیر۔ امۃ الحفیظ بیگم۔ عصمت

ان میں سے فضل احمد، بشیر اول، شوکت احمد، مبارک احمد، عصمت اور امۃ النصیر کا مرزا کی زندگی میں ہی انتقال ہو گیا تھا جبکہ باقی اولاد (سلطان احمد، محمود احمد، بشیر احمد، شریف احمد، مبارک بیگم، امۃ الحفیظ بیگم) مرزا قادیانی کی موت کے بعد بھی زندہ رہی۔ (دیکھئے نسب نامہ مرزا، سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۱۱۶ روایت ۱۱۶)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ مرزا کے ہاں دونوں بیویوں سے آٹھ لڑکے اور چار لڑکیاں پیدا ہوئی تھیں۔ چار لڑکے اور دو لڑکیاں مرزا کی زندگی میں انتقال کر گئیں جبکہ چار لڑکے اور دو لڑکیاں زندہ رہیں۔

مرزا کے دعوے:

مرزا نے درجہ بدرجہ دعوے کئے تھے جس کا نقشہ حسب ذیل ہے

ملہم من اللہ۔ مجدد۔ مسیح موعود۔ مہدی۔ ظلی بروزی نبوت۔ مستقل نبوت

ان دعووں پر چند حوالہ جات

(۱) ”جب تیرھویں صدی کا آخر ہوا اور چودھویں صدی کا ظہور ہونے لگا تو خدا نے

الہام کے ذریعہ مجھے خبر دی کہ تو اس صدی کا مجدد ہے"

(کتاب البریہ حاشیہ ۱۸۳، روحانی خزائن ج ۱۳ ص ۲۰۱)

(۲) "میں خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو کر آیا ہوں"

(کتاب البریہ ص ۱۸۴، روحانی خزائن ج ۱۳ ص ۲۰۲)

(۳) " انی فضلتك علی العالمین قل ارسلت الیکم جمیعا"

(ترجمہ: میں نے تجھ کو تمام جہانوں پر فضیلت دی تو کہہ دے کہ میں تم سب کی طرف بھیجا گیا ہوں)۔ (تذکرہ ص ۱۲۹ طبع دوم)

(۴) "اللہ جل شانہ کی وحی اور الہام سے میں نے مثیل موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے"

(تذکرہ ص ۱۷۷/۱۷۷ طبع دوئم)

(۵) " جعلناك المسيح ابن مريم " ہم نے تجھے مسیح ابن مریم بنایا۔

(ازالہ اوہام ص ۵۷۳، روحانی خزائن ج ۳ ص ۴۰۹، تذکرہ ص ۱۹۱، ۲۱۹، ۲۲۳ طبع دوم)

(۶) "خدا نے مجھے بشارت دی اور کہا کہ وہ مسیح موعود اور مہدی مسعود جس کا لوگ انتظار کرتے ہیں تو ہے۔" (اتمام الحجہ ص ۳، روحانی خزائن ج ۸ ص ۲۷۵)

(۷) "جبکہ میں بروزی طور پر آنحضرت ﷺ ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں تو پھر کون سا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔"

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۸، روحانی خزائین ج ۱۸ ص ۲۱۲)

(۸) " انا انزلنه قريباً من القاديان " ہم نے اس کو قادیان کے قریب اتارا ہے۔ (براہین احمدیہ ص ۴۹۸ حاشیہ، روحانی خزائن ج ۱ ص ۵۹۳، تذکرہ ص ۷۶ طبع دوم)

(۹) ''سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا''

(دافع البلاء ص ۱۱، روحانی خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۱)

(۱۰) " قل یا ایها الناس انی رسول الله الیکم جمیعا ای مرسل من الله "۔ اور کہہ کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف خدا تعالی کا رسول ہو کر آیا ہوں

(تذکرہ ص ۳۶۰)

(۱۱) " یٰس انك لمن المرسلین علی صراط مستقیم "۔

اے سردار تو خدا کا مرسل ہے راہ راست پر۔

(حقیقت الوحی ص ۱۰۷، روحانی خزائن ج ۲۲ ص ۱۱۰، تذکرہ ص ۶۵۸، ۶۵۹)

(۱۲) ''شریعت کی تعریف یہ ہے کہ جس میں امر اور نہی پایا جائے اور یہ دونوں میری وحی میں بھی پائے جاتے ہیں''

(خلاصہ عبارت اربعین نمبر ۴ ص ۶، روحانی خزائن ص ۴۳۵، ۴۳۶ ج ۱۷)

(۱۳) ''اور مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن و حدیث میں موجود ہے۔ اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے۔ 'هوالذی ارسل رسوله بالهدیٰ ودین الحق لیظهره علی الدین کله'۔'' (اعجاز احمدی ص ۷۔ روحانی خزائن ص ۱۱۳ ج ۱۹)

مرزا کے جانشین:

مرزا غلام احمد قادیانی کی وفات ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء بروز منگل لاہور میں ہوئی اس کا پہلا خلیفہ حکیم نورالدین ہوا جو بھیرہ کا تھا یہ بڑا اجل طبیب تھا اور عالم تھا یہ کشمیر کے راجہ کے پاس رہتا تھا، راجہ کشمیر نے اسے انگریز کی جاسوسی کے الزام میں نکال دیا تھا اس کا چونکہ مرزا قادیانی سے پہلے سے رابطہ اور تعلق تھا اس لئے دونوں اکٹھے ہو گئے

پھر دونوں نے مل کر اس دھندے کو چلایا یہ اس کا دست راست تھا اور علم میں اس سے بہت اونچا تھا حکیم نورالدین کی خلافت ۱۹۱۴ء تک رہی اس کے بعد خلافت کے دو امیدوار تھے:

(۱) مولوی محمد علی لاہوری (۲) مرزا محمود احمد

مولوی محمد علی لاہوری، مرزا کا بڑا قریبی مرید تھا اور بہت پڑھا لکھا آدمی تھا قابلیت کے لحاظ سے واقعی وہ خلافت کا حقدار تھا مگر مقابلہ میں چونکہ خود مرزا کا بیٹا تھا، اس لئے اس کو کامیابی نہ ہوئی اور چونکہ مرزا بشیر الدین کے حق میں اس کی والدہ کا ووٹ بھی تھا جس کو مرزائی ام المؤمنین کہتے ہیں اس لئے مرزا بشیر الدین خلیفہ بن گیا۔ بوقت خلافت مرزا بشیر الدین کی عمر ۲۴ سال تھی اس کی شہزادوں کی سی زندگی تھی اور خوب عیاش تھا۔ ۱۹۶۵ء تک یہ خلیفہ رہا اس نے اپنے والد کی سیرت پر کتاب بھی لکھی جس کا نام ''سیرت مسیح موعود'' ہے اس کے علاوہ بھی اس نے متعدد کتب لکھیں۔

مولوی محمد علی لاہوری ۱۹۱۴ء سے ۱۹۲۰ء تک قادیان میں رہا اگرچہ جماعت کا کام کرتا رہا مگر اس نے بیعت نہ کی اور نہ اس کی پارٹی نے بیعت کی ان کو غیر مبایعین کہا جاتا تھا اس نے ۱۹۲۰ء میں باقاعدہ علیحدہ دکان بنانا چاہی چنانچہ اس نے لاہور آکر ایک تنظیم بنائی جس کا نام ''انجمن اشاعت الاسلام احمدیہ'' رکھا اور خود اس جماعت کا پہلا امیر بنا۔ چونکہ مرکز ان کے پاس نہ تھا اس لئے اس کا کام زیادہ نہ چلا لیکن بڑا سمجھدار تھا اپنی تنظیم کو خوب مضبوط کیا اور غیر ممالک میں پھیلایا اور غیر ممالک میں اس کی جماعت کو بڑی کامیابی ہوئی۔

یہ مرزا کو نبی نہیں مانتے بلکہ محض مصلح یا مجدد مانتے ہیں اور نبوت کو ختم مانتے

ہیں ۔ہم کہتے ہیں یہ محض ان کی منافقت ہے اگر ان کا اختلاف حقیقی ہے تو لاہوری جماعت والوں کا چاہیے کہ وہ قادیانیوں کو کافر کہیں کیونکہ وہ ایک غیر نبی کو نبی مانتے ہیں اور سلسلہ نبوت جاری مانتے ہیں اسی طرح قادیانیوں کو بھی چاہیے کہ وہ لاہوریوں کو کافر کہیں کیونکہ وہ ایک سچے نبی کی نبوت کے منکر ہیں ۔محمد علی لاہوری کے مرنے کے بعد جماعت کا امیر صدر الدین بنا اور اب ڈاکٹر نصیر احمد ہے ۔ان دو پارٹیوں کے علاوہ مرزائیوں کی چند اور پارٹیاں بھی ہیں مگر یہ دونوں پارٹیاں زیادہ مشہور ہیں ۔ان دو پارٹیوں کا مباحثہ چار نکات پر راولپنڈی میں ہوا تھا، جو کہ درج ذیل ہے:

۱) مرزا غلام احمد قادیانی کی پیش گوئی متعلقہ مصلح موعود کا مصداق کون ہے؟

۲) مرزا قادیانی کی جانشین انجمن ہے یا خلیفہ؟

۳) مرزا نبی ہے یا مجدد؟ ۴) مرزا کا منکر کافر ہے یا نہیں؟

یہ مباحثہ بصورت رسالہ ''مباحثہ راولپنڈی'' کے نام سے شائع ہوا، یہ ایک نہایت اہم رسالہ ہے اس میں دونوں پارٹیوں کے دلائل خود مرزا کی تحریرات سے موجود ہیں۔

مرزا بشیر الدین کی وفات کے بعد اس کا بیٹا مرزا ناصر احمد خلیفہ بنا، یہ برابر ۱۹۸۲ء تک خلیفہ رہا۔ بروز بدھ مورخہ ۸ اور ۹ جون ۱۹۸۲ء کی درمیانی شب ہارٹ اٹیک سے ہلاک ہو کر واصل جہنم ہوا۔اس کی موت کے بعد خلافت کے بارے میں جھگڑا ہوا بعض کی رائے تھی کہ مرزا بشیر الدین کے بیٹے مرزا رفیع احمد کو خلیفہ بنایا جائے جبکہ بعض مرزا طاہر احمد کے حق میں تھے ۔ بہر حال اسی کشمکش میں مرزا رفیع احمد کو اغوا کر لیا گیا اور یوں مرزا طاہر احمد جو مرزا ناصر احمد کا بھائی ہے خلیفہ بن گیا۔

﴿ باب دوم ﴾

مرزائیوں اور مسلمانوں کے مابین متنازع فیہ مسائل

تعین موضوع:

مرزائیوں اور مسلمانوں کے مابین متنازع فیہ مسائل تین ہیں:

۱﴾ حیات ووفات عیسیٰ علیہ السلام

۲﴾ اجرائے نبوت وختم نبوت

۳﴾ صدق وکذب مرزا یعنی سیرت وکردار مرزا

مرزائی عموماً کوشش کرتے ہیں کہ پہلے دو موضوعات پر بحث کی جائے تیسرے موضوع پر بحث کرنا انہیں موت نظر آتی ہے، حتیٰ کہ بعض اوقات اس موضوع سے گھبراتے ہوئے وہ مناظرہ ہی کو خیر باد کہہ دیتے ہیں وہ عموماً حیات عیسیٰ یا اجرائے نبوت کے متعلق مناظرہ کرتے ہیں، مگر ہمیں چاہیے کہ سب سے پہلے انہیں مجبور کریں کہ وہ سیرت مرزا پر مناظرہ کریں کیونکہ اصل بحث کسی مدعی ماموریت کی سیرت وکردار پر ہی ہونی چاہیے اگر اس کی سیرت وکردار بے داغ ہو تو پھر دوسرے مسائل کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ ہر مدعی پہلے اپنی سیرت قوم کے سامنے پیش کرتا ہے جیسا کہ نبی اکرم خاتم النبیین ﷺ نے اہل مکہ کے سامنے صفا پہاڑی پر چڑھ کر اپنی چالیس سالہ زندگی پیش کی۔ قرآن مجید میں ہے:

” فقد لبثت فیکم عمرا من قبله افلا تعقلون “

اس لئے ہم بھی چاہتے ہیں کہ ہم سب سے پہلے مرزا صاحب کی زندگی اور کردار کو ان کی اپنی تحریروں کے آئینہ میں دیکھیں اگر وہ اپنی تحریروں کی رو سے ایک پاکیزہ سیرت، شریف، دیانتدار اور سچا انسان ثابت ہو جائے تو اسکے تمام مسائل دعاوی کو بلا حیل و حجت مان لیں گے اور دوسرے مسائل میں بحث کرنے اور وقت ضائع کرنے کی ضرورت ہی نہ ہوگی اور اگر وہ کسی ایک بات میں جھوٹا ثابت ہو جائے تو بقول خود مرزا کے اس کی کسی بات کا اعتبار نہیں رہے گا چنانچہ مرزا صاحب خود تحریر کرتے ہیں کہ:

''ظاہر ہے کہ جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا۔'' (چشمہ معرفت ج۲ ص۲۲۲، روحانی خزائن ص۲۳۱ ج۲۳)

لہذا پہلے ہم مرزا صاحب کی سیرت و کردار دیکھتے ہیں۔

ہم بلا خوف تردید کہہ سکتے ہیں کہ کسی مرزائی کے اندر یہ جرأت نہیں ہے کہ وہ مرزا کو اس کی اپنی تحریروں کی رو سے ایک سچا اور شریف انسان ثابت کر سکے۔ ہم آگے چل کر مشت نمونہ از خروارے اس کے کذاب ہونے کے چند دلائل پیش کریں گے لیکن اس بحث سے قبل ہم اپنی تائید میں مرزا صاحب کے دونوں خلفاء کی تحریریں پیش کرتے ہیں۔

حوالہ نمبر ۱﴾ ''جب یہ ثابت ہو جائے کہ ایک شخص فی الواقع مامور من اللہ ہے تو پھر اجمالاً اس کے تمام دعاوی پر ایمان لانا واجب ہو جاتا ہے......الغرض اصل سوال یہ ہوتا ہے کہ مدعی ماموریت فی الواقع سچا ہے یا نہیں اگر اس کی صداقت ثابت ہو جائے تو اسکے تمام دعاوی کی صداقت بھی ساتھ ہی ثابت ہو جاتی ہے اگر اس کی سچائی ہی

ثابت نہ ہو تو اس کے متعلق تفصیلات میں پڑنا وقت کو ضائع کرنا ہوتا ہے۔''

(دعوۃ الامیر مصنفہ بشیر الدین محمود ص ۴۹،۵۰)

حوالہ نمبر ۲﴾ ''خاکسار (بشیر احمد ایم۔اے) عرض کرتا ہے کہ حضرت خلیفہ اول (حکیم نورالدین) فرماتے ہیں کہ ایک شخص میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مولوی صاحب کیا نبی کریم ﷺ کے بعد بھی کوئی نبی ہوسکتا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔اس نے کہا کہ اگر کوئی نبوت کا دعویٰ کرے تو پھر؟ میں نے کہا پھر ہم دیکھیں گے کہ کیا وہ صادق اور راست باز ہے یا نہیں۔اگر صادق ہے تو بہر حال اس کی بات کو قبول کریں گے۔''

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۹۸ حدیث نمبر ۱۰۹)

ان دو حوالہ جات سے بخوبی معلوم ہو گیا کہ اصل بحث صدق و کذب پر ہونی چاہیے اگر وہ ہو ہی جھوٹا تو پھر اس کے دعاوی وغیرہ پر بحث کرنے کی ضرورت ہی نہیں ۔اب ہم اس بات پر دلیل دیں گے کہ وفات و حیات مسیح پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں ۔

حوالہ نمبر ۱﴾ ''اول تو یہ جاننا چاہیے کہ مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں ہے جو ہمارے ایمانیات کی کوئی جز و یا ہمارے دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہو بلکہ صدہا پیش گوئیوں میں سے یہ ایک پیش گوئی ہے جس کو حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں جس زمانہ تک یہ پیش گوئی بیان نہیں کی گئی تھی اس زمانہ تک اسلام کچھ ناقص نہیں تھا اور جب بیان کی گئی تو اس سے اسلام کچھ کامل نہیں ہو گیا۔''

(ازالہ اوہام ص ۱۴۰، روحانی خزائن ص ۳ ص ۱۷۱)

اس حوالہ سے چند امور واضح ہوئے:

۱) عقیدہ نزول مسیحؑ ہمارے ایمانیات کی جز نہیں ہے۔

۲) یہ مسئلہ دین کے ارکان میں سے کوئی رکن نہ ہے۔

۳) یہ ایک پیش گوئی ہے اس اس کا حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں۔

۴) اس کے بیان نہ کرنے سے اسلام ناقص نہیں ہوتا اور بیان کرنے سے کامل نہیں ہوتا۔

حوالہ ۲ ﴿ ''کل میں نے سنا تھا کہ ایک شخص نے کہا کہ اس فرقہ میں اور دوسرے لوگوں میں سوائے اس کے کچھ فرق نہیں کہ یہ لوگ وفات مسیح کے قائل ہیں اور وہ لوگ وفات مسیح کے قائل نہیں باقی سب عملی حالت مثلاً نماز، روزہ، اور زکوٰۃ اور حج وہی ہے سو سمجھنا چاہیے کہ یہ بات صحیح نہیں کہ میرا دنیا میں آنا صرف حیات مسیح کی غلطی کو دور کرنے کے واسطے ہے اگر مسلمانوں کے درمیان صرف یہی غلطی ہوتی تو اتنے کے واسطے ضرورت نہ تھی کہ ایک شخص خاص مبعوث کیا جاتا اور الگ جماعت بنائی جاتی اور ایک بڑا شور بپا کیا جاتا یہ غلطی دراصل آج نہیں پڑی بلکہ میں جانتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ کے تھوڑے ہی عرصہ بعد یہ غلطی پھیل گئی تھی اور کئی خواص اور اولیاء اور اہل اللہ کا یہی خیال تھا اگر یہ کوئی ایسا اہم امر ہوتا تو خدا تعالیٰ اسی زمانہ میں اس کا ازالہ کر دیتا۔''

(احمدی اور غیر احمدی میں فرق ص۲ از مرزا غلام احمد قادیانی)

اس حوالہ سے چند امور واضح ہوئے:

۱) حیات عیسیٰؑ کا عقیدہ آنحضرت کے تھوڑے ہی عرصہ بعد پھیل گیا تھا۔

۲) کئی خواص، اولیاء، اہل اللہ کا یہی عقیدہ تھا۔

۳) یہ کوئی ایسا اہم امر نہیں ہے جس کا ازالہ خدا تعالیٰ نے ضروری سمجھا ہو۔

حوالہ نمبر ۳﴾ ''اور مسیح موعود کے ظہور سے پہلے اگر امت میں سے کسی نے خیال بھی کیا کہ حضرت عیسیٰؑ دوبارہ دنیا میں آئیں گے تو ان پر کوئی گناہ نہیں صرف اجتہادی خطا ہے جو اسرائیلی نبیوں سے بھی بعض پیش گوئیوں کے سمجھنے میں ہوتی رہی ہے۔''

(حاشیہ حقیقت الوحی ص ۳۰، روحانی خزائن ج ۲۲ ص ۳۲)

اس حوالہ سے جو امور واضح ہوئے وہ یہ ہیں:

۱) نزول عیسیٰؑ کے معتقد پر کوئی گناہ نہیں ہے۔

۲) یہ محض اجتہادی خطا ہے اور اس قسم کی خطا اسرائیلی نبیوں سے بھی ہوتی رہی۔

حوالہ نمبر ۴﴾ ''ہماری یہ غرض ہرگز نہیں کہ مسیح علیہ السلام کی وفات و حیات پر جھگڑے اور مباحثے کرتے پھرو یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے۔''

(ملفوظات احمدیہ ج ۲ ص ۷۲ جدید)

اس حوالہ سے یہ واضح ہوا کہ:

۱) مرزائیوں کی غرض یہ نہیں ہونی چاہیے کہ وفات و حیات مسیح پر مباحثے و جھگڑے کریں۔

۲) یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے

سو ہم کہتے ہیں کہ جب یہ مسئلہ ہمارے ایمانیات کی جز نہیں ہے، جب یہ دین کے رکنوں میں سے رکن نہیں، جب اسلام کی حقیقت سے اس کا کچھ تعلق نہیں، جب اس کے بیان کرنے یا نہ کرنے سے اسلام میں کچھ فرق نہیں پڑتا، جب یہ مسئلہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ کے بعد جلد ہی پھیل گیا تھا، جب یہ عقیدہ خواص کا تھا، اولیاء

کا تھا، اہل اللہ کا تھا، اور جب یہ کوئی خاص امر نہیں ہے، جب اس کا ازالہ خدا نے ضروری نہیں سمجھا، جب اس کے عقیدہ رکھنے والے پر کوئی گناہ نہیں، جب یہ محض اجتہادی غلطی ہے، جب اس قسم کی خطائیں سابقہ انبیاء سے بھی ہوتی رہیں، جب آپ کی غرض اس پر مباحثہ کرنے کی نہیں اور جب یہ ادنیٰ سی بات ہے تو اس مسئلہ پر بحث کرنے کی کوئی ضرورت واہمیت باقی نہ رہی لہذا ہم سب سے پہلے مرزا کی سیرت و کردار پر بحث کریں گے جو انتہائی اہم اور ضروری ہے۔

تعین موضوع نہایت اہم اور کٹھن معاملہ ہے مسلمان مناظر کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ سیرت مرزا کا موضوع طے کیا جائے اور مرزائی مناظر کی یہ تمنا ہوتی ہے کہ حیات ووفات مسیح، اجرائے نبوت جیسے موضوعات میں وقت ضائع کیا جائے۔ اس لئے اس مرحلہ میں ہمارے مناظر کو انتہائی سمجھداری سے کام لینا چاہیے۔ ہمارے مناظر کے اندر اتنی قوت ہونی چاہیے کہ وہ اپنا موضوع منوالے اگر کسی صورت میں بھی مرزائی مناظر یہ موضوع نہ مانے تو پھر بے شک مناظرہ نہ کرو۔ تیسرا درجہ یہ ہے کہ اگر ان کا ایک موضوع مانو، تو اپنا بھی ایک موضوع منوالو اگر ان کے دو موضوع مانو، تو پھر اپنے بھی دو موضوع منوالو یعنی

سیرت مرزا غلام احمد قادیانی و سیرت بشیر الدین محمود

مرزائی حربہ:

مرزائی مناظر موضوع طے ہونے سے قبل ہی ہمارے مناظر کے سامنے چالاکی سے کوئی نہ کوئی آیت یا حدیث وفات مسیح پر بطور دلیل پیش کر دیتے ہیں حالانکہ

ابھی موضوع بحث طے نہیں ہو چکا ہوتا اور ہمارا مناظر ان کی دلیل کو معمولی سمجھتے ہوئے اس کے پرخچے اڑانا شروع کر دیتا ہے اور یوں خود بخود مرزائیوں کا من بھاتا موضوع وفات مسیح شروع ہو جاتا ہے اس لیئے ہمارے مناظر کو چاہیے کہ جب تک موضوع طے نہ ہو، جواب نہ دے بلکہ یہی چالاکی اور یہی حربہ ان سے کرنا چاہیے کہ بات چیت کے دوران ہی مرزا کا کوئی جھوٹ کوئی بدمعاشی وغیرہ انتہائی رعب سے بیان کرنا چاہیے اوراس طرح دباؤ ڈالنا چاہیے کہ تمہارا نبی ایسا تھا اگر ایسا نہ ہو تو گویا میں ہار گیا وغیرہ تو اس طرح کرنے سے مرزائی مناظر جب اس کا جواب دے گا تو خود بخود سیرت مرزا کا موضوع شروع ہو جائے گا اور میدان ان شاءاللہ آپ کے ہاتھ میں ہوگا۔

☆ایک اہم نکتہ

اگر کوئی شخص حضرت عیسیٰؑ کو فوت شدہ مانے مگر مرزا کو نبی نہ مانے تو مرزائیوں کے نزدیک وہ پھر بھی کافر ہے معلوم ہوا اصل مدار مرزا کی ذات ہے اس لیے سب سے پہلے مرزا کی سیرت پر بحث ہونی چاہیے اسی طرح اگر کوئی شخص عیسیٰؑ کی وفات مانے اور نبوت کو بھی جاری مانے مگر مرزا کو نبی نہ مانے تب بھی وہ مرزائیوں کے نزدیک مسلمان نہیں معلوم ہوا کہ اصل مدار مرزا کی ذات ہے اسی لئے سب سے پہلے مرزا کی ذات وسیرت پر بحث ہوگی جیسا کہ بہائی فرقہ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا بھی قائل ہے اور نبوت بھی جاری مانتا ہے مگر مرزائیوں کے نزدیک وہ پھر بھی کافر ہے کیونکہ وہ مرزا کو نبی نہیں مانتا۔ اس لیے معلوم ہوا کہ اصل محل نزاع مرزا کی ذات ہے اور اسی پر ہم بحث کرنا چاہتے ہیں۔

﴿باب سوم﴾

بحث اول

صدق وکذب مرزا

مذکورہ بالا موضوع میں ہم مدعی ہوں گے مرزائی صاحبان اول تو اس موضوع کو تسلیم ہی نہیں کرتے اگر بامر مجبوری انہیں تسلیم کرنا پڑے تو وہ مدعی بن جاتے ہیں حالانکہ یہ اصول غلط ہے، جو فریق جو موضوع پیش کرے اصولاً اس کو اس کا مدعی ہونا چاہیے مرزا صاحب کی سیرت وکردار کا موضوع چونکہ ہماری طرف سے پیش ہوا ہے لہذا مدعی ہمیں ہونا چاہیے اور حیات ووفات کا موضوع عموماً مرزائیوں کی طرف سے پیش ہوتا ہے اور وہ اس پر مصر ہوتے ہیں لہذا وفات مسیح کے مسئلہ میں مدعی انہیں ہونا چاہیے۔

﴿پہلی دلیل﴾

کذبات مرزا:

کذبات مرزا بیان کرنے سے قبل ان آیات کو بار بار دہرانا چاہیے:

"لعنة الله على الكاذبين، ومن اظلم ممن افترى على الله كذبا اوقال اوحى الى ولم يوح اليه شىء" وغیرہ،

نیز جھوٹ کے متعلق مرزا صاحب کے اپنے فتوے بھی بار بار بیان کرنے

چاہئیں۔

جھوٹ کے متعلق مرزا صاحب کے اپنے فتوے

۱) ''جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں''

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ حاشیہ ص۲۰، روحانی خزائن ص۵۶ ج۱۷)

۲) ''جھوٹ بولنے سے بدتر دنیا میں اور کوئی برا کام نہیں''

(تتمہ حقیقت الوحی ص۲۶، روحانی خزائن ص۴۵۹ ج۲۲)

۳) ''تکلف سے جھوٹ بولنا گوہ (پاخانہ) کھانے کے مترادف ہے''

(ضمیمہ انجام آتھم ص۵۹، روحانی خزائن ص۳۴۳ ج۱۱، حقیقت الوحی ص۲۰۶ ج۲۲ ص۲۱۵)

۴) ''جھوٹ کے مردار کو کسی طرح نہ چھوڑنا یہ کتوں کا طریق ہے نہ انسانوں کا۔''

(انجام آتھم مطبع قادیان ص۴۰، روحانی خزائن ص۴۳ ج۱۱)

۵) ''ایسا آدمی جو ہر روز خدا پر جھوٹ بولتا ہے اور آپ ہی ایک بات تراشتا اور پھر کہتا ہے کہ یہ خدا کی طرف سے وحی ہے جو مجھ پر ہوئی ہے ایسا بدذات انسان تو کتوں اور سوؤروں اور بندروں سے بدتر ہے۔''

(براہین احمدیہ ج۵ ص۱۲۶، ۱۲۷۔ روحانی خزائن ج۲۱ ص۲۹۲)

۶) ''وہ کنجر جو ولدالزنا کہلاتے ہیں وہ بھی جھوٹ بولتے ہوئے شرماتے ہیں۔''

(شحنہ حق ص۶۰، روحانی خزائن ج۲ ص۳۸۶)

۷) ''جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا۔''
(چشمہ معرفت ص۲۲۲، روحانی خزائن ص۲۳۱ ج۲۳)

اب ہم مرزا کے چند ایک جھوٹ پیش کرتے ہیں اس کے کذبات کا کماحقہ احاطہ کرنا کارے دارد ہے۔ ہم نمونے کے طور پر چند اکاذیب مرزا بیان کریں گے۔

﴾جھوٹ نمبرا

''اولیاوگزشتہ کے کشوف نے اس بات پر قطعی مہر لگادی ہے کہ وہ (مسیح موعود۔ناقل) چودہویں صدی کے سر پر پیدا ہوگا اور نیز یہ کہ پنجاب میں ہوگا۔''

(اربعین نمبر۲ص ۲۳ طبع چناب نگر (ربوہ)، روحانی خزائن ج ۱۷ص ۳۷۱)

﴿مطبع قادیان میں انبیاء کا لفظ ہے بعد کے ایک ایڈیشن میں یہ وضاحت کی گئی کہ یہ لفظ غلطی سے لکھا گیا اور اب نئے ایڈیشن میں یہ وضاحت بھی حذف کر دی گئی ہے﴾

اولیاء جمع کثرت ہے اور جمع کثرت دس سے اوپر ہوتی ہے اس لئے کم از کم دس معتمد اولیاء کے نام پیش کرو جنہوں نے بذریعہ کشف مہر لگائی ہو اور ولی ایسا ہو جس کو دونوں فریق صحیح ولی مانیں۔ہم کہتے ہیں کہ مرزا کا یہ سفید جھوٹ ہے کسی مسلمہ ولی نے اس بات کی تصریح نہیں کی کہ مہدی چودہویں صدی میں ہوگا اور نیز یہ کہ پنجاب میں ہوگا۔یہ تمام اولیاء کرام پر جھوٹ ہے۔

﴾جھوٹ نمبر۲

''اے عزیزو تم نے وہ وقت پایا ہے جس کی بشارت تمام نبیوں نے دی ہے اور اس شخص کو یعنی مسیح موعود کو تم نے دیکھ لیا جس کے دیکھنے کیلئے بہت سے پیغمبروں نے بھی خواہش کی تھی۔''

(اربعین نمبر۴ص ۱۳، روحانی خزائن ص ۴۴۲ ج ۱۷)

یہ بھی بالکل صاف جھوٹ ہے کسی ایک پیغمبر سے یہ خواہش کرنا ثابت نہیں ہے۔

هاتوا برهانكم ان كنتم صدقين ـ

جھوٹ نمبر۳

''یہ بھی یاد رہے کہ قرآن شریف میں بلکہ توراۃ کے بعض صحیفوں میں بھی یہ خبر موجود ہے کہ مسیح موعود کے وقت میں طاعون پڑے گی بلکہ مسیح علیہ السلام نے بھی انجیل میں یہ خبر دی ہے۔'' (کشتی نوح ص ۵، روحانی خزائن ص ۵ ج ۱۹)

اسی عبارت کے متعلق اسی صفحہ پر حاشیہ لکھا ''مسیح موعود کے وقت میں طاعون کا پڑنا بائبل کی ذیل کی کتابوں میں موجود ہے: زکریا باب ۱۴ آیت ۱۲ بائبل ۸۹۱، انجیل متی باب ۲۴ آیت ۸، مکاشفات باب ۲۲ آیت ۸، عہد نامہ جدید ص ۲۵۹۔''

اس عبارت میں ایک جھوٹ نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی چار آسمانی کتابوں پر چار عدد جھوٹ ہیں۔ مذکورہ کتب کے مذکورہ صفحات پر ہرگز مسیح موعود کے وقت طاعون کے پڑنے کا ذکر نہیں ہے۔

مرزائی عذر:

جب مرزائیوں سے سوال کیا جاتا ہے کہ قرآن مجید میں مسیح موعود کے وقت طاعون پڑنے کا ذکر کہاں ہے تو مرزائی جواب دیتے ہیں کہ قرآن مجید کی اس آیت میں مسیح موعود کے وقت میں طاعون پڑنے کا ذکر ہے اور یہ آیت پڑھتے ہیں:

'' واذا وقع القول علیهم اخرجنا لهم دابة من الارض تکلمهم ......الخ'' (پ ۲۰، سورۃ النمل آیت ۸۲)

اور کہتے ہیں کہ مرزا صاحب نے اپنی کتاب نزول مسیح ص ۳۸، ۳۹، ۴۰ روحانی خزائن ص ۴۱۶ تا ۴۱۸ ج ۱۸ میں اس '' دابة الارض '' سے مراد طاعون لیا

ہے اور مرزائی اس آیت کو طاعون پر اس طرح چسپاں کرتے ہیں کہ دابة الارض سے مراد چوہا ہے جو زمین سے نکلے گا اور تکلمھم کا مطلب ہے کہ ان کو کاٹے گا۔

جواب اول:

کسی مفسر، کسی محدث، کسی مجدد نے یہاں دابۃ سے مراد طاعون اور طاعون کا چوہا نہیں لیا، یہ مرزا کا اپنا افتراء ہے ہم بلا خوف تردید قادیانی امت کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ تیرہ صدیوں کے کسی مجدد کا نام پیش کریں جس نے اس آیت میں دابۃ الارض سے مراد طاعون لیا ہو۔

جواب ثانی:

اگر بالفرض تمہاری یہ من گھڑت تفسیر مان بھی لی جائے تو اس میں یہ کہاں لکھا ہے کہ یہ طاعون مسیح موعود کے وقت میں پڑے گا؟ تقریب تام نہیں ہے۔

جواب ثالث:

خود مرزا غلام احمد قادیانی نے اس آیت کی متعدد تفسیریں بیان کی ہیں۔ اپنی کتاب ازالہ اوہام ج ۲ ص ۲۰۹، روحانی خزائن ص ۳۷۰ ج ۳ پر لکھتا ہے:

" واذا وقع القول علیہم اخرجنا لھم دابة من الارض......الخ"
﴿پ۲۰ النمل ۸۲﴾

یعنی جب ایسے دن آئیں گے جب کفار پر عذاب نازل ہو اور ان کا وقت مقرر قریب آجائے تو ایک گروہ دابۃ الارض کا زمین سے نکالیں گے وہ گروہ متکلمین کا ہوگا جو اسلام کی حمایت میں تمام ادیان باطلہ پر حملہ کرے گا یعنی وہ علماء ظاہر ہوں گے جن کو علم

کلام اور فلسفہ میں ید طولیٰ ہوگا۔''

اس عبارت میں خود مرزا نے دابة الارض سے مراد متکلمین وعلماء ظاہر لئے ہیں۔ معلوم ہوا دابة الارض سے مراد طاعون وطاعون کا چوہا نہیں ہے۔

اسی طرح اپنی کتاب 'حمامة البشریٰ' میں دابة الارض سے مراد علماء سوء لیا ہے:

" ان المراد من دابة الارض علماء سوء الذين يشهدون باقوالهم ان الرسول حق والقرآن حق ثم يعملون الخبائث ويخدمون الدجال كان وجودهم من الجزئين جزء مع الاسلام وجزء مع الكفر اقوالهم كاقوال المومنين وافعالهم كافعال الكافرين فاخبر رسول الله ﷺ عن ان هم يكثرون فی آخر الزمان وسموا دابة الارض لانهم اخلدو الی الارص وما ارادوان يرفعوا الی السماء ......الخ " (حمامة البشریٰ ص۸۶، روحانی خزائن ص۳۰۸ ج۷)

یہاں مرزا صاحب نے دابة الارض سے مراد علماء سوء یعنی منافقین کو لیا ہے پھر اس سے مراد طاعون کا چوہا کیسے ہوگیا، کہاں علماء سوء کہاں علماء متکلمین اور کہاں طاعون کا چوہا، اور یہ تین اقوال آپس میں متضاد ہیں۔ ایک ہی آیت کی تین تفسیریں مرزا صاحب کے کذاب اور منافق ہونے کی واضح دلیل ہیں اور مرزا خود تسلیم کرتا ہے کہ جاہل، پاگل، مجنون منافق کے کلام میں تضاد ہوتا ہے۔ (ست بچن ص۳۱، روحانی خزائن ص۱۴۳ ج۱۰) معلوم ہوا کہ خود مرزا صاحب جاہل، پاگل، مجنون اور منافق ہیں۔

مذکورۃ الصدر حمامة البشریٰ کی عبارت میں ایک اور جھوٹ بھی ہے کہ یہ

''فاخبر رسول اللہ ﷺ'' سے شروع ہوتا ہے ہم پوچھتے ہیں کہ حضور ﷺ نے یہ کس حدیث میں خبر دی ہے وہ حدیث پیش کریں۔ یہ حضور ﷺ پر صریح افتراء اور بہتان ہے اور آپ ﷺ نے فرمایا:

'' من كذب علي متعمدا فليتبوا مقعده من النار ''

''یعنی جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولا پس وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے''

لہذا یہ جھوٹ بول کر بھی مرزا جہنمی ہوا۔

جھوٹ نمبر۴:

''ہمارے نبی اکرم ﷺ نے اور نبیوں کیطرح ظاہری علم کسی استاد سے نہیں پڑھا مگر عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام مکتبوں میں بیٹھے تھے اور حضرت عیسیٰ نے ایک یہودی استاد سے تمام توراۃ پڑھی تھی......۔سو آنے والے کا نام جو مہدی رکھا گیا سو اس میں یہ اشارہ ہے کہ وہ آنے والا علم دین خدا سے ہی حاصل کرے گا اور قرآن و حدیث میں کسی استاد کا شاگرد نہیں ہوگا سو میں یہ حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میرا حال یہی حال ہے کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ میں نے کسی انسان سے قرآن و حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا ہو یا کسی مفسر یا محدث کی شاگردی اختیار کی ہو۔''

(ایام صلح ص ۱۴۷، روحانی خزائن ص ۳۹۴ ج ۱۴)

یہ صریح جھوٹ ہے۔ حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام نے کون سے مکتبوں میں بیٹھ کر تعلیم حاصل کی؟ یہ ان انبیاء پر صریح الزام ہے، قرآن و احادیث صحیحہ سے ثابت کرو کہ حضرت عیسیٰ نے کون سے یہودی عالم سے توراۃ پڑھی تھی۔ حالانکہ قرآن پاک میں ہے '' ويعلمهم الكتاب والحكمة والتوراة والانجيل ''

یعنی میں خودان کوتعلیم دوں گا اسی طرح قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائیں گے "واذعلمتك الکتاب والحکمة والتوراة والانجیل "اور جب میں نے کتاب اور حکمت توراۃ وانجیل سکھائی۔(پ ۷ سورۃ المائدۃ آیت ۱۱۰ رکوع ۱۰)

اس میں بھی تعلیم کی نسبت خدا تعالیٰ نے اپنی طرف کی ہے آگے جو اپنے بارے میں لکھا ہے کہ میرا یہی حال ہے......الخ۔ یہ بھی صاف جھوٹ ہے ہم ثابت کرتے ہیں کہ مرزا کے متعدد اساتذہ تھے۔کتاب البریۃ ص ۱۶۱ تا ۱۶۳،روحانی خزائن ص ۱۸۰۔۱۸۱ ج ۱۳ کے حاشیہ پر اس کے اپنے ہاتھوں سے اس کی تعلیم کا حال موجود ہے جیسا کہ شروع میں گذر چکا ہے۔

مرزائی عذر:

مرزائی ان ہر دو حوالوں میں تاویل کر کے تطبیق کرتے ہیں کہ یہ سفید جھوٹ نہیں ہے جو پڑھا ہے اس سے مراد قرآن کے ظاہری الفاظ ہیں اور جہاں لکھا کہ نہیں پڑھا اس سے مراد معارف ومعانی ہیں۔

جواب

یہ تاویل درج ذیل متعدد وجوہ سے غلط ہے:

وجہ اول:

مرزا غلام احمد نے اپنے حال کو حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے حال سے تشبیہ دی ہے کیا حضور ﷺ نے بھی ظاہری الفاظ کسی استاد سے پڑھے تھے؟ یہ اس کا تشبیہ دینا بتا رہا ہے کہ وہ خود یہاں ظاہری الفاظ ومعانی وغیرہ کا فرق مراد نہیں لے رہا۔

وجہ ثانی:

اس سے معارف و معانی مراد لینا غلط ہے کیونکہ اس نے خود تین چیزیں بیان کیں: ۱) قرآن ۲) حدیث ۳) تفسیر معارف و معانی تو تفسیر میں ہوتے ہیں یہ اس کا علیحدہ علیحدہ بیان کرنا یعنی ایک جگہ قرآن بولنا اور آگے تفسیر بولنا اس پر دال ہے کہ وہ ظاہری الفاظ و معارف دونوں کی نفی کر رہا ہے کہ دونوں میں میرا استاد کوئی نہیں۔

وجہ ثالث:

اس عبارت میں یہ تاویل کرنا کہ اس سے مراد معارف و معانی ہیں ٹھیک نہیں ہے کیونکہ اس میں اس نے قسم اٹھائی ہے ''سو میں یہ حلفاً کہہ سکتا ہوں ......الخ'' اور قسم میں ظاہر معنی مراد ہوتا ہے وہاں تاویل استثناء وغیرہ نہیں چل سکتے مرزا صاحب نے خود قسم کے متعلق اصول بیان کیا ہے، یہ بڑا اہم اصول ہے جو ہمیں نزول مسیح کی احادیث میں بھی کام دے گا۔ جہاں نبی کریم ﷺ نے قسم اٹھا کر ایک مضمون بیان فرمایا ہے اسی طرح یہاں بھی یہ اصول کام دے گا اور ایک جگہ مرزا کا ایک مرید مرزا کی صفت میں یہ شعر کہتا ہے:

خدا سے تو خدا تجھ سے ہے واللہ
تیرا رتبہ نہیں آتا بیاں میں

جواب از احسان الخالق خلیق

شیطاں سے تو شیطاں تجھ سے ہے واللہ

تیری خباثت نہیں آتی بیاں میں

مرزائی اس کی تاویل کرتے ہیں مگر چونکہ یہاں اس نے واللہ کے لفظ سے قسم اٹھادی اس لے تاویل نہیں چل سکے گی اس طرح یہ اصول بیشمار مواقع میں کام دے گا اصول یہ ہے:

" والقسم يدل على ان الخبر محمول على الظاهر لاتاويل فيه ولا استثناء والا فاى فائدة كانت فى ذكر القسم "

(حمامة البشریٰ ص ۲۶ حاشیہ روحانی خزائن ص ۱۹۲ ج ۷)

علاوہ ازیں خود مرزا صاحب نے تسلیم کیا ہے کہ تمام انبیاء کا کوئی استاد اور اتالیق نہیں ہوتا: ''اور تمام نفوس قدسیہ انبیاء کو بغیر کسی استاد اور اتالیق کے آپ ہی تعلیم اور تادیب فرما کر اپنے فیوض قدیمہ کا نشان ظاہر فرمایا۔''

(دیباچہ براہین احمدیہ ص ۷ روحانی خزائن ج ۱ ص ۱۶)

جھوٹ نمبر ۵:

''احادیث صحیحہ میں آیا تھا کہ مسیح موعود صدی کے سر پر آئے گا اور چودھویں صدی کا مجدد ہوگا۔'' (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۸۸، روحانی خزائن ج ۲۱ ص ۳۵۹)

جبکہ کتاب البریہ ص ۱۸۷۔۱۸۸ بر حاشیہ روحانی خزائن ج ۱۳ ص ۲۰۵۔۲۰۶ کی عبارت یہ ہے:

''بہت سے اہل کشف نے خدا تعالیٰ سے الہام پا کر خبر دی تھی کہ وہ مسیح موعود چودہویں صدی کے سر پر ظہور کرے گا اور یہ پیش گوئی اگرچہ قرآن شریف میں صرف اجمالی طور پر پائی جاتی ہے مگر احادیث کی رو سے اس قدر تواتر تک پہنچی ہے کہ

جس کا کذب عند العقل ممتنع ہے۔"

احادیث جمع کثرت ہے اس لئے کم از کم دس احادیث صحیحہ متواترہ دکھاؤ جن میں مسیح موعود کے چودھویں صدی کے سر پر آنے کے الفاظ وغیرہ موجود ہوں مگر ہمارا دعویٰ ہے کہ مرزائی امت تا قیامت کوئی ایک بھی صحیح حدیث نہیں دکھا سکتی۔

جھوٹ نمبر ٦:

"اگر احادیث کے بیان پر اعتبار ہے تو پہلے ان حدیثوں پر عمل کرنا چاہیے جو صحت اور وثوق میں اس حدیث پر کئی درجہ بڑھی ہوئی ہیں مثلاً صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت خبر دی گئی ہے خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کیلئے آواز آئے گی کہ:

"هذا خليفة الله المهدى"

اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے جو ایسی کتاب میں درج ہے جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے۔" (شہادۃ القرآن ص ۴۱، روحانی خزائن ص ۳۳۷ ج ٦)

جھوٹ بالکل جھوٹ! بخاری شریف میں اس قسم کی کوئی حدیث نہیں۔

فاتوا برہانکم ان کنتم صادقین۔

قادیانی عذر:

۱) اسکے متعلق قادیانی جواب دیتے ہیں کہ یہ حدیث کنز العمال میں موجود ہے مگر ہمارا سوال یہ ہے کہ بخاری شریف سے دکھاؤ۔ کیونکہ مرزا نے بخاری شریف کا حوالہ دیا ہے

۲) بعض دفعہ وہ ہمارے بعض علماء کے اس قسم کے حوالہ جات پیش کرتے ہیں کہ انہوں

نے بھی غلط حوالہ دیا۔ جواب یہ ہے کہ کیاان کے غلط حوالہ دینے سے مرزا کی بات سچی بن جائیگی؟ ہرگز نہیں۔

۳)ہمارے کسی عالم نے بطور استدلال اتنے زور سے غلط حوالہ نہیں دیا، عام حوالہ کا غلط ہوجانا اور بات ہے مگر اتنی تحدی اور زور شور سے حوالہ دینا اور پھر غلط دینا یہ دھوکہ اور فریب ہے۔

۴)اگر وہ کہیں کہ نسیاناً لکھا گیا تو پھر اس کی معذرت ہونی چاہیے۔ مرزا صاحب سے اس کی معذرت دکھاؤ اور کوئی سچا نبی نسیان پر قائم رہ نہیں سکتا۔ نسیان کا وقوع اور چیز ہے اس پر استقلال اور چیز ہے۔

۵)اگر وہ چالاکی سے کہیں کہ مرزا صاحب کی غلطی نہیں بلکہ کاتب کی غلطی ہے تو جواب یہ کہ آگے آئے الفاظ " اصح الکتب بعد کتاب اللہ " وغیرہ اس کی تردید کرتے ہیں۔

جھوٹ نمبر ۷:

" تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے۔ مکہ، مدینہ اور قادیان۔" (ازالہ اوہام برحاشیہ ص ۳۴، روحانی خزائن ص ۱۴۰ ج ۳)

جھوٹ نمبر ۸:

" وقد سبونی بکل سب فمارددت علیہم جوابہم "

ترجمہ: مجھ کو گالی دی گئی میں نے جواب نہیں دیا

(مواہب الرحمٰن ص ۱۸ طبع اول ص ۲۰ طبع دوم۔ روحانی خزائن ص ۲۳۶ ج ۱۹)

یہ بالکل جھوٹ ہے کہ میں نے لوگوں کی گالیوں کا جواب نہیں دیا بلکہ خود

مرزا صاحب نے تسلیم کیا ہے کہ میرے سخت الفاظ جوابی طور پر ہیں ابتدا سختی کی مخالفوں کی طرف سے ہے۔

(کتاب البریہ دیباچہ ص ۱۰، روحانی خزائن ص ۱۱ ج ۱۳)

مرزا صاحب کی گالیوں کے چند نمونے

یعنی مرزا کی تہذیب وشرافت

مرزا کی گالیوں کے مطالعہ سے پہلے گالیوں سے متعلق اس کے اپنے چند فتاویٰ لکھے جاتے ہیں جن میں اس نے گالی دینے کی سخت مذمت کی ہے:

۱) ''اور کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو۔'' (کشتی نوح ج ۱۹ ص ۱۱)

۲) ''خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو یعنی اس عاجز کو ہدایت اور دین حق اور تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا۔'' (اربعین ۳ ص ۳۶، روحانی خزائن ج ۱۷ ص ۴۲۶)

۳) ''گالیاں اور بدزبانی کرنا طریق شرافت نہیں ہے۔''

(اربعین ۴ ص ۵، روحانی خزائن ج ۱۷ ص ۴۷۱)

۴) ''گالیاں سن کر دعا دو، پا کے دکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو، تم دکھاؤ انکسار''

(براہین احمدیہ ج ۵ ص ۱۱۴، روحانی خزائن ج ۲۱ ص ۱۴۴)

اب مرزا صاحب کی گالیوں کے چند نمونے ملاحظہ فرمالیں۔

۱) '' تلك كتب ينظر اليها كل مسلم بعين المحبة والمودة وينتفع من معارفها ويقبلني ويصدق دعوتي الا ذرية البغايا الذين ختم الله على قلوبهم فهم لا يقبلون۔''

(ترجمہ: میری ان کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی نظر سے دیکھتا ہے اور ان کے علوم سے فائدہ اٹھاتا ہے اور مجھے قبول کرتا ہے اور میرے دعویٰ کی تصدیق کرتا ہے مگر کنجریوں کی اولاد، جن کے دلوں پر اللہ نے مہر لگادی ہے پس وہ قبول نہیں کرتے۔"

(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴۷، ۵۴۸، روحانی خزائن ج ۵ ص ۵۴۷، ۵۴۸)

۲) مولوی سعد اللہ لدھیانوی کے متعلق چند اشعار ملاحظہ فرمائیں

ومن اللئام اری رجیلا فاسقا　　غولا لعینا نطفة السفهاء

ترجمہ: اور لئیموں میں سے ایک فاسق معمولی آدمی کو دیکھتا ہوں کہ ایک شیطان ملعون ہے، سفیہوں کا نطفہ ہے۔

شکس خبیث مفسد و مزور

نحس یسمی السعد فی الجهلاء

ترجمہ: یہ بدگو اور خبیث اور مفسد اور جھوٹ کو ملمع کر کے دکھانے والا منحوس ہے جس کا نام جاہلوں نے سعد اللہ رکھا ہے۔

آذیتنی خبثا فلست بصادق　　ان لم تمت بالخزی یا ابن بغاء

ترجمہ: تو نے اپنی خباثت سے مجھے دکھ دیا ہے پس میں سچا نہیں ہوں گا اگر ذلت کے ساتھ تیری موت نہ ہوا ے نسل بدکاراں۔

(تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۴، ۱۵، روحانی خزائن ص ۴۴۵، ۴۴۶ ج ۲۲۔
انجام آتھم ص ۲۸۱، ۲۸۲، روحانی خزائن ص ۲۸۱، ۲۸۲ ج ۱۱)

نوٹ: بغایا، بغیہ کی جمع ہے جس کا معنی ہے بدکار عورت جیسا کہ قرآن کریم میں ہے: "وما کانت امک بغیا" اور باغی جس کا معنی سرکش ہے اس کی جمع بغاۃ ہے۔

فائدہ: ذریۃ البغایا کا ترجمہ خود مرزا نے خراب عورتوں کی نسل، بازاری عورتیں اور کنجریوں کا بیٹا کیا ہے۔ (نور الحق حصہ اول ص ۱۲۲، روحانی خزائن ص ۱۶۳ ج ۸، انجام آتھم ۱۱ ۲۸۲ روحانی خزائن ص ۲۸۲ ج ۱۱، خطبہ الہامیہ ص ۱۶ اروحانی خزائن ص ۴۹ ج ۱۶)

۳) ''اے بدذات فرقہ مولویان تم کب تک حق چھپاؤ گے، کب وہ وقت آئے گا کہ تم یہودیانہ خصلت چھوڑ و گے اے ظالم مولویو تم پر افسوس کہ تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا وہی عوام کالانعام کو بھی پلایا۔'' (انجام آتھم ص ۱۹ برحاشیہ روحانی خزائن حاشیہ ص ۲۱ ج ۱۱)

۴) ''مگر کیا یہ لوگ قسم کھالیں گے ہرگز نہیں کیونکہ یہ جھوٹے ہیں اور کتوں کی طرح جھوٹ کا مردار کھا رہے ہیں۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۵۰، روحانی خزائن ص ۳۰۹ ج ۱۱)

۵) ''بعض جاہل اور فقیری سجادہ نشین اور مولیت کے شتر مرغ''
(ضمیمہ انجام آتھم ص ۱۸۰، روحانی خزائن ص ۳۰۲ ج ۱۱)

۶) ان العدا صاروا خنازیر الفلا
ونسائهم من دونهن الا كلب

ترجمہ: دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہو گئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئی ہیں (نجم الہدیٰ ص ۵۳، روحانی خزائن ج ۱۴ ص ۵۳) یعنی میرے مخالف جنگلوں کے سؤر ہیں اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھکر ہیں۔

☆ تنبیہ ☆

مرزائی اگر مرزا قادیانی کے جھوٹوں کے جواب میں یہ کہیں کہ العیاذ باللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی تین جھوٹ بولے تھے جیسا کہ بخاری شریف میں ہے تو مرزا صاحب کے جھوٹ بھی اسی طرح کے ہیں تو اس کے دو جواب ہیں:

۱﴾ جو جھوٹ ہم نے مرزا قادیانی کے پیش کیے ہیں وہ واقعتاً جھوٹ ہیں جبکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا کلام تو توریہ اور تعریض کے طور پر ہے وہ حقیقت میں جھوٹ ہے ہے نہیں سمجھنے والوں کی غلطی ہے ورنہ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو کلام کیا ہے وہ مبنی پر حقیقت ہے جیسا کہ شراح حدیث نے اسکی وضاحت کر دی۔

۲﴾ مرزا قادیانی نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی نسبت اس راویت کی رو سے جھوٹ کا الزام لگانے والوں کو خبیث شیطان پلید مادہ والا کہا ہے اس نے لکھا :

''حضرت ابراہیم کی نسبت یہ تحریر شائع کرے کہ مجھے جس قدر ان پر بدگمانی ہے اس کی وجہ ان کی دروغ گوئی ہے تو ایسے خبیث کی نسبت اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ اس کی فطرت ان پاک لوگوں کی فطرت سے مغائر پڑی ہوئی ہے اور شیطان کی فطرت کے موافق اس کا پلید مادہ اور خمیر ہے۔''

(مرزا کی کتاب آئینہ کمالات اسلام ص ۵۹۸ روحانی خزائن ج ۵ ص ۵۹۸)

﴿ دوسری دلیل ﴾

جھوٹی پیش گوئیاں

اس بحث سے قبل خود مرزا صاحب ہی کے قلم سے لکھے ہوئی چند ایک اصول ملاحظہ فرمائیں:

اصول نمبر ۱:

''بدخیال لوگوں کو واضح ہو کہ ہمارا صدق و کذب جانچنے کیلئے ہماری پیش گوئی سے بڑھ کر اور کوئی محک امتحان نہیں۔''

(آئینہ کمالات اسلام ص ۲۸۸، روحانی خزائن ص ۲۸۸ ج ۵)

اصول نمبر۲:

علاوہ اس کے جن پیش گوئیوں کو مخالف کے سامنے دعویٰ کے طور پر پیش کیا جاتا ہے وہ ایک خاص طور کی روشنی اور ہدایت اپنے اندر رکھتی ہیں اور ملہم لوگ حضرت احدیت میں خاص طور پر توجہ کر کے ان کا زیادہ تر انکشاف کرا لیتے ہیں۔

(ازالہ اوہام ص ۴۰۴، روحانی خزائن ص ۳۰۹ ج ۳)

ان دو اصولوں کے بعد ہم کہتے ہیں کہ کوئی ایک پیش گوئی مرزا صاحب کی پیش کرو جس کو دشمن کے سامنے بطور دعویٰ پیش کیا ہو اور پھر وہ پوری ہوئی ہو۔

ہمارا دعویٰ ہے کہ وہ ایک دعویٰ میں بھی سچا نہ ہوا اور بقول اپنے رسوا اور ذلیل ہوا چنانچہ تریاق القلوب ص ۲۵۴ روحانی خزائن ص ۳۸۲ ج ۱۵ پر لکھا ہے:

''اور باوجود میرے اس اقرار کے یہ بات بھی ظاہر ہے کہ کسی انسان کا اپنی پیش گوئی میں جھوٹا نکلنا خود تمام رسوائیوں سے بڑھ کر رسوائی ہے۔''

اس سے معلوم ہوا کہ اس کی رسوائی کیلئے یہی کافی ہے کہ وہ کسی ایک پیش گوئی میں جھوٹا ثابت ہو جائے بفرض محال اس کی کچھ پیش گوئیاں سچی بھی نکلیں تو وہ اس کے دعویٰ کی صداقت کی دلیل نہیں بن سکتیں ایسے تو بہت سے منجموں کی پیش گوئیاں بھی سچی نکلتی رہتی ہیں ہاں کسی ایک پیش گوئی کا جھوٹا نکلنا اس کے کاذب ہونے کی صریح دلیل ہے۔

﴿نوٹ﴾ مرزا صاحب کی جھوٹی پیش گوئیاں بیان کرنے سے قبل قرآن مجید کی یہ آیت بار بار پڑھنی چاہیے:

" فلا تحسبن اللہ مخلف وعدہ رسلہ ان اللہ عزیز ذوانتقام"
یعنی خدا تعالیٰ کو اپنے رسولوں کے ساتھ وعدہ خلافی کرنے والا گمان نہ کر، اللہ غالب اور انتقام لینے والا ہے۔

پہلی جھوٹی پیش گوئی عبداللہ آتھم کے متعلق

''اور آج رات مجھ پر کھلا ہے وہ یہ کہ جب میں نے بہت تضرع سے جناب الٰہی میں دعا کی تو اس امر میں فیصلہ کر اور ہم عاجز بندے ہیں تیرے فیصلے کے سوا کچھ نہیں کر سکتے اس نے مجھے یہ نشان بشارت کے طور پر دیا ہے کہ اس بحث میں دونوں فریقوں میں سے جو فریق عمداً جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے اور سچے خدا کو چھوڑ رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے وہ انہی دنوں مباحثہ کے لحاظ سے یعنی فی دن ایک ماہ سے لیکر پندرہ ماہ تک ہاویہ میں گرایا جائے گا اور اس کو سخت ذلت پہنچے گی بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے اور جو شخص سچ پر ہے اور سچے خدا کو مانتا ہے اس کی اس سے عزت ظاہر ہوگی اور اس وقت جو پیش گوئی ظہور میں آئے گی بعض اندھے سجاکھے کیے جائیں گے اور بعض لنگڑے چلنے لگیں گے اور بعض بہرے سننے لگیں گے اس طرح اللہ تعالیٰ نے جو ارادہ فرمایا ہے سوالحمدللہ والمنہ کہ اگر یہ پیش گوئی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ظہور نہ فرمائی تو ہمارے یہ پندرہ دن ضائع گئے تھے۔

میں اس وقت اقرار کرتا ہوں اگر یہ پیش گوئی جھوٹی نکلی یعنی وہ فریق جو خدا تعالیٰ کے نزدیک جھوٹ پر ہے وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے سزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا اٹھانے کیلئے تیار ہوں مجھ کو ذلیل کیا جائے،

روسیاہ کیا جائے، میرے گلے میں رسہ ڈال دیا جائے مجھ کو پھانسی دی جائے ہر ایک بات کیلئے تیار ہوں اور میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ ضرور ایسا ہی کرے گا ضرور کرے گا ضرور کرے گا زمین و آسمان ٹل جائیں، پر اس کی باتیں نہ ٹلیں اگر میں جھوٹا ہوں تو میرے لئے سولی تیار رکھو اور تمام شیطانوں، بدکاروں اور لعینوں سے مجھے زیادہ لعنتی قرار دو۔'' (جنگ مقدس ص ۲۰۹ تا ۲۱۱، روحانی خزائن ص ۲۹۱ تا ۲۹۳ ج ۶)

مرزا صاحب کی یہ پیش گوئی عبداللہ آتھم پادری کے متعلق ہے۔ مرزا نے اس سے ۱۸۹۳ء میں مناظرہ کیا۔ پندرہ دن برابر مناظرہ ہوتا رہا نتیجہ یہ ہوا کہ مرزا شکست کھا گیا پھر گھر آ کر بتاریخ ۵ جون ۱۸۹۳ء اس کے متعلق یہ پیش گوئی گھڑ دی کہ وہ جتنے دن مناظرہ ہوتا رہا اتنے ماہ کے اندر اندر ہلاک ہوگا اگر ہلاک نہ ہوا تو میں جھوٹا ہوں گا۔ اس نے پندرہ ماہ خوب احتیاط سے گذارے اپنا کھانا وغیرہ خود پکاتا تھا، آخر کار پندرہ ماہ ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء کو مکمل ہوئے مگر آتھم پادری نہ مرا۔

اس کے بعد عیسائیوں نے بٹالہ کے مقام پر عبداللہ آتھم کو ہاتھی پر سوار کر کے ایک عظیم الشان جلوس نکالا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کا پتلا بنا کر اس کا منہ کالا کر کے اس کے گلے میں رسہ ڈال کر اس کو پھانسی دی پھر جلا کر دفن کیا۔

اب ہم مرزائیوں سے سوال کرتے ہیں کہ کیا یہ پیش گوئی پوری ہوئی اور پندرہ ماہ کے اندر عبداللہ آتھم ہلاک ہوا ؟؟؟ ہرگز ایسا نہیں ہوا، اور مرزا اپنی اس پیش گوئی میں دوسری پیش گوئیوں کی طرح ذلیل ورسوا ہوئے۔ واضح رہے کہ عبداللہ آتھم کا انتقال ۲۷ مئی ۱۸۹۶ء کو ہوا جبکہ مرزا کی پیش گوئی کی مدت گذر چکی تھی۔

(نزول المسیح ص ۱۶۸، روحانی خزائن ج ۱۸ ص ۵۴۶)

مرزائی عذر:

''عبداللہ آتھم نے اس مجلس میں ساٹھ ستر آدمیوں کے سامنے جناب نبی اکرم ﷺ کو دجال کہنے سے رجوع کرلیا تھا۔''

(خلاصہ عبارت حاشیہ حقیقت الوحی ص ۲۰۷، روحانی خزائن ص ۲۱۶ ج ۲۲)

جواب نمبرا

اگر اسی وقت اس نے رجوع کرلیا تھا تو مرزا کو اسی وقت اسی مجلس میں اعلان کرنا چاہیے تھا کہ چونکہ اس نے رجوع کرلیا ہے لہذا میری پیش گوئی میں کوئی حرج نہیں آئے گا بلکہ میری پیش گوئی پوری ہوگئی حالانکہ مرزا صاحب کو بعد میں بھی یقین نہیں تھا کہ یہ پیش گوئی پوری ہوگئی یا نہیں۔ اسی لئے تو مرزا صاحب نے اسکی ہلاکت کیلئے وظائف و دعائیں کیں اور واویلا کیا وغیرذلک۔ چنانچہ دیکھئے سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۱۷۸ و حصہ دوم ص ۱۲۱ حدیث نمبر ۱۶۰:

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ جب آتھم کی میعاد میں صرف ایک دن باقی رہ گیا تو حضرت مسیح علیہ السلام نے مجھے اور میاں حامد علی مرحوم سے فرمایا کہ اتنے چنے (تعداد یاد نہیں رہی کہ کتنے چنے آپ نے بتائے) لے لو اور ان پر فلاں سورت کا وظیفہ اتنی تعداد میں پڑھو (مجھے وظیفہ کی تعداد بھی یاد نہیں رہی) میاں عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے وہ سورت یاد نہیں مگر مجھے اتنا یاد ہے کہ کوئی چھوٹی سی سورت تھی جیسے الم ترکیف......الخ۔ اور ہم نے یہ وظیفہ تقریباً ساری رات صرف کرکے ختم کیا۔''

جواب نمبر۲:

مرزا بشیر الدین محمود اس اعتراض کے جواب میں کہ تیری دعائیں قبول نہیں ہوئیں لکھتا ہے کہ حضرت صاحب کی بھی قبول نہیں ہوئی تھیں۔ چنانچہ دیکھئے الفضل ۲۰ جولائی ۱۹۰۴ء :

''آتھم کے متعلق پیش گوئی کے وقت جماعت کی جو حالت تھی وہ ہم سے مخفی نہیں۔ میں اس وقت چھوٹا سا بچہ تھا اور میری عمر کوئی ساڑھے پانچ برس کی تھی مگر وہ نظارہ مجھے خوب یاد ہے کہ جب آتھم کی پیش گوئی کا آخری دن آیا تو کتنے کرب واضطرار سے دعائیں کی گئیں میں نے محرم کا ماتم بھی اتنا سخت نہیں دیکھا، حضرت مسیح موعود ایک طرف دعا میں مشغول تھے...... الخ۔''

مرزائی عذر نمبر۲

فریق سے مراد صرف عبداللہ آتھم نہیں بلکہ تمام عیسائی ہیں جیسا کہ مرزا نے انوار الاسلام ص۲ روحانی خزائن ص۲ ج۹ میں لکھا ہے۔

جواب

مرزا صاحب نے خود مقدمہ میں تسلیم کیا ہے کہ فریق سے مراد صرف عبداللہ آتھم ہے، دیکھئے کتاب البریہ ص۲۳ ا روحانی خزائن ص۲۰۶ ج۱۳:

''عبداللہ آتھم کے متعلق ہم نے شرطیہ پیش گوئی کی تھی کہ اگر رجوع بحق نہ کرے گا تو مرجائے گا۔'' (عبداللہ آتھم کی درخواست پر پیش گوئی صرف اس کے واسطے کی تھی کل متعلقین مباحثہ کی بابت بحث نہ تھی)

مرزائی عذر نمبر۳

''عبداللہ آتھم اس لئے نہیں مرا کہ وہ اندر سے مسلمان ہو گیا......اگر وہ خوف زدہ نہیں ہوا اور رجوع بحق نہیں ہوا تھا تو مباہلہ کرے اور قسم اٹھائے'' (روحانی خزائن ج ۱۳ص ۱۹۶)

الجواب

اگر عبداللہ آتھم نے رجوع کرلیا تھا تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ رجوع پندرہ ماہ کے اندر کیا تھا یا بعد میں؟؟ اگر مدت کے اندر کیا تھا تو مرزا صاحب نے اعلان کیوں نہیں کیا تھا اگر پندرہ ماہ کے بعد رجوع کیا تھا تو اس کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ اسے تو پندرہ ماہ کے اندر مرنا تھا۔ نیز اگر رجوع کرلیا تھا تو چنے کے دانے کیوں پڑھائے، دعائیں کیوں کیں، اور عیسائیوں نے فتح کا اتنا بھرپور جشن کیوں منایا تھا۔ رہی بات قسم کا نہ اٹھانا تو وہ اسلئے قسم نہیں اٹھا سکتا تھا کیونکہ عیسائی مذہب میں ہر قسم کی قَسم ناجائز ہے دیکھئے انجیل متی باب ۵ص ۸، آیت نمبر۳۴،۳۵:

''پھر تم سن چکے ہو کہ اگلوں سے کہا گیا تھا کہ تم جھوٹی قسمیں نہ کھانا بلکہ اپنی قسمیں خداوند کیلئے پوری کرنا لیکن میں تم سے کہتا ہوں کہ بالکل قسم نہ کھانا نہ تو آسمان کی کیونکہ وہ خدا کا تخت ہے، نہ زمین کی کیونکہ وہ اس کے پاؤں کی چوکی ہے نہ یروشلم کی کیونکہ وہ بزرگ بادشاہ کا شہر ہے نہ اپنے سر کی قسم کھانا کیونکہ تو ایک بال کو بھی سفید یا کالا نہیں کرسکتا بلکہ تمہارا بھرم ہاں ہاں یا نہیں نہیں ہو کیونکہ جو اس سے زیادہ ہے وہ بدی ہے۔''

علاوہ ازیں خود مرزا صاحب کو بھی اس حقیقت سے مفر نہیں کہ مذہب

عیسائیت میں ہر قسم کی قَسم کی ممانعت ہے چنانچہ خود مرزا صاحب اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''قرآن تمہیں انجیل کی طرح نہیں کہتا کہ ہرگز قسم نہ کھاؤ بلکہ بے ہودہ قسموں سے تمہیں روکتا ہے۔'' (کشتی نوح ص ۲۷ روحانی خزائن ص ۲۹ ج ۱۹) معلوم ہوا عبداللہ آتھم کا قسم سے انکار اپنے مذہب کی بنا پر تھا۔ جیسا کہ مرزا کا سؤر خوری سے انکار اپنے مذہب کی بنا پر تھا۔ (کتاب البریہ ص ۱۶۳، روحانی خزائن ج ۱۳ ص ۱۹۶)

مرزا نے اشتہار جاری کئے کہ اگر وہ خوف زدہ نہیں ہوا اور رجوع بحق نہیں ہوا تو مباہلہ کرے اور قسم اٹھائے عبداللہ آتھم نے قسم اٹھانے سے انکار کیا کہ مسیحی مذہب میں قسم کھانا منع ہے تب ہم نے اس اشتہار حرف 'Q' جاری کیا تھا کہ مرزا خوک (خنزیر) کا گوشت کھا کر ثابت کرے کہ وہ مسلمان ہے کیونکہ اور مسلمان اس کو مسلمان نہیں مانتے تب عبداللہ آتھم کو یہ کہنا اس کے برابر ہوگا۔

﴿دوسری جھوٹی پیش گوئی﴾

مرزا صاحب اپنی موت کے متعلق پیش گوئی کرتے ہیں ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں (البشریٰ ص ۱۵۵، تذکرہ جدید ص ۵۹۱، تذکرہ قدیم نسخہ ص ۵۸۴) ہمارا دعویٰ ہے کہ مکہ میں مرنا تو درکنا مرزا صاحب کو مکہ مدینہ دیکھنا نصیب نہ ہوا اور اس پیش گوئی میں بھی ذلیل ورسوا ہوا۔ ثبوت کیلئے دیکھو سیرۃ المہدی حصہ ۳ ص ۱۱۹، لکھا ہے:

''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود نے حج

نہیں کیا اور نہ اعتکاف کیا اور زکواۃ نہیں دی، تسبیح نہیں رکھی، میرے سامنے ضب یعنی گوہ کھانے سے انکار کیا۔"

اس حوالہ سے معلوم ہوا کہ مرزا صاحب کو مکہ میں جانا نصیب نہ ہوا بلکہ اسکی وفات لاہور میں بمرض ہیضہ لیٹرین کی جگہ پر ہوئی۔ (سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۱۱) کہاں مکہ اور مدینہ اور کہاں جائے حاجت (لیٹرین)۔

ببیں تفاوت راہ از کجا است تا بکجا

﴿تیسری جھوٹی پیش گوئی﴾

پیر منظور کے ہاں لڑکے کی پیدائش

"پہلے یہ وحی الہی ہوئی تھی کہ وہ زلزلہ جو نمونہ قیامت ہوگا بہت جلد آنے والا ہے اس کیلئے نشان دیا گیا تھا کہ پیر منظور محمد لدھیانوی کی بیوی محمدی بیگم کو لڑکا پیدا ہوگا اور وہ لڑکا اس زلزلے کیلئے ایک نشان ہوگا"۔

(حقیقت الوحی حاشیہ در حاشیہ ص ۱۰۰، روحانی خزائن ص ۱۰۳ ج ۲۲)

یہ پیر منظور اس کا خاص مرید تھا مرزا کو معلوم ہوا کہ اُس کی بیوی حاملہ ہے، پیش گوئی گھڑلی کہ اس کے ہاں لڑکا پیدا ہوگا مگر خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ لڑکی پیدا ہوگئی۔ مرزا صاحب نے یہ کہا کہ اس سے یہ تھوڑا ہی مراد ہے کہ اسی حمل سے لڑکا پیدا ہوگا آئندہ کبھی لڑکا پیدا ہوسکتا ہے مگر ہوا یہ کہ وہ عورت ہی مرگئی اور دوسری پیش گوئیوں کی طرح یہ بھی صاف جھوٹ ثابت ہوئی نہ اس عورت کے لڑکا پیدا ہوا اور نہ ہی زلزلہ آیا

اور یوں مرزا صاحب ذلیل ورسوا ہوئے۔

﴿چوتھی جھوٹی پیش گوئی﴾

لیکھ رام کے متعلق

مرزا صاحب کی غلط اور جھوٹی پیش گوئیوں میں سے آپ مسلمانوں اور عیسائیوں کے متعلق پیش گوئیاں سن چکے ہیں اب تیسری قوم ہندوؤں کے متعلق سنیے۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ ان تینوں قوموں کے مقابلہ میں مرزا کی پیش گوئیاں جھوٹی نکلیں اور ذلیل ورسوا ہوا۔ لیکھ رام ایک پنڈت تھا جس سے مرزا کا اکثر مناظرہ رہتا تھا ایک مرتبہ اس سے تنگ آکر مورخہ ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء کو اس کے متعلق یہ پیش گوئی کی:

''اگر اس شخص پر چھ برس کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے کوئی ایسا عذاب نازل نہ ہوا جو معمولی تکلیفوں و بیماریوں سے نرالا اور خارق عادت (یعنی طبعی موتوں سے جو عادت میں داخل ہیں الگ ہو) اور اپنے اندر الٰہی ہیبت رکھتا ہو۔ (یعنی انسان سمجھ سکتا ہو کہ یہ ایک ناگہانی آفت ہے جو دلوں پر ایک ڈرانے والا اثر کرتی ہے) تو سمجھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں اور نہ اس کی روح سے میرا یہ نطق ہے اور اگر میں اس پیش گوئی میں کاذب نکلا (یعنی اگر ہیبت ناک طور پر لیکھ رام کی موت نہ ہوئی) تو ہر ایک سزا بھگتنے کیلئے تیار ہوں اور اس بات پر راضی ہوں کہ مجھے گلے میں رسہ ڈال کر کسی سولی پر کھینچا جائے۔'' (ملحقہ آئینہ کمالات اسلام ص ۳، تریاق القلوب، روحانی خزائن ص ۳۸۱ ج ۱۵، روحانی خزائن ص ۶۵۰، ۶۵۱ ج ۵)

مرزائی عذر:

یہ پیش گوئی پوری ہوگئی کیونکہ لیکھ رام مقررہ مدت کے اندر چھری سے قتل کر دیا گیا تھا۔

الجواب:

مرزا صاحب کی یہ پیش گوئی بھی پوری نہ ہوئی کیونکہ اس پیش گوئی میں تصریح ہے کہ وہ خارق عادت عذاب سے ہلاک ہوگا اور خارق عادت عذاب وہ ہوتا ہے جس کی دنیا میں کوئی نظیر نہ پائی جائے اوراس طرح کی نظیریں تو سینکڑوں پائی جاتی ہیں لہذا خارق عادت عذاب نہ ہوااور مرزا صاحب کی پیش گوئی جھوٹی نکلی۔ مرزا نے خود خارق عادت کی تعریف اپنی کتاب حقیقت الوحی ص ۱۹۶ روحانی خزائن ص ۲۰۴ ج ۲۲ پر لکھی ہے: ''خارق عادت اسی کو کہتے ہیں کہ اس کی نظیر دنیا میں نہ پائی جائے۔''

اسی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ صراحت کے ساتھ تعریف ضمیمہ براہین احمدیہ ج ۵ ص ۹۷ پر لکھی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی کی یہ پیش گوئی بھی صاف جھوٹ نکلی۔ کیونکہ لیکھ رام ۶ مارچ ۱۸۹۷ء کو بذریعہ قتل فوت ہوا۔

مرزا صاحب کا دجل:

لیکھ رام کے قتل کے بعد مرزا نے دجل وفریب سے کام لیتے ہوئے نزول مسیح میں چھری کا لفظ بھی اپنی پیش گوئی کو سچا بنانے کیلئے اپنے پاس سے اضافہ کر دیا جو اس کا صریح دجل وفریب ہے یہ اضافہ دیکھئے نزول المسیح ص ۷۷ روحانی خزائن ج ۱۸ ص ۵۵۳ ورنہ چھری کا لفظ اس کی پیش گوئی کے الفاظ میں موجود نہیں ہے۔

لیکھ رام کی پیش گوئی:

مرزا صاحب نے جو لیکھ رام کے متعلق پیش گوئی کی تھی وہ تو صاف جھوٹی نکلی۔ اس کے بالمقابل لیکھ رام نے بھی مرزا صاحب کے متعلق پیش گوئی کی تھی کہ مرزا صاحب تین سال کے اندر ہیضہ کی موت مر جائے گا جو پوری ہوگئی۔

مرزائی عذر:

لیکھ رام کی پیش گوئی جھوٹی نکلی کیونکہ مرزا صاحب اگرچہ ہیضہ سے مرے ہیں مگر اس کی مقررہ مدت کے بعد مرے ہیں اس لئے اسکی پیش گوئی سچی نہ ہوئی۔

جواب:

لیکھ رام کی نفس پیش گوئی ہیضہ کے ساتھ مرنے کی تھی اور وہ پوری ہوئی مرزا صاحب ہیضہ سے ہی مرا (دیکھو سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۱۱ و حیات ناصر ص ۱۴) رہی مدت کی بات تو مدت کے بارے میں خود مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ استعارہ بھی ہوتا ہے جیسا کہ مرزا قادیانی نے محمدی بیگم کے خاوند سلطان محمد داماد احمد بیگ کے متعلق پیش گوئی کی تھی کہ وہ اڑھائی سال کے اندر مرے گا اور جب وہ اڑھائی سال کے اندر نہ مرا تو مرزا صاحب نے فرمایا ''میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیش گوئی داماد احمد بیگ (سلطان محمد خاوند محمدی بیگم) کی تقدیر مبرم ہے اس کی انتظار کرو اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیش گوئی پوری نہ ہوگی اور میری موت آجائے گی اور اگر میں سچا ہوں تو خدا تعالیٰ ضروری اس کو بھی ایسے ہی پوری کرے گا جیسا کہ احمد بیگ اور آتھم کی پیش گوئی پوری ہوگئی۔
اصل مدعا تو نفس مفہوم ہے اور وقتوں میں کبھی استعارہ کا بھی دخل ہوتا ہے۔''

(انجام آتھم حاشیہ روحانی خزائن ج ۱۱ ص ۳۱)

ہم کہتے ہیں کہ جب مرزا صاحب نے خود تسلیم کرلیا کہ وقتوں میں کبھی

استعارہ بھی ہوتا ہے اسی طرح لیکھ رام کی پیش گوئی میں بھی استعارہ ہوگا اور یوں اس کی پیش گوئی پوری ہوگئی۔

﴿پانچویں پیش گوئی﴾

مرزا صاحب کی عمر کے متعلق

''خدا تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ میری پیش گوئیوں سے صرف اس زمانہ کے لوگ ہی فائدہ نہ اٹھائیں بلکہ بعض پیش گوئیاں ایسی ہوں کہ آئندہ زمانہ کے لوگوں کیلئے ایک عظیم الشان نشان ہوں جیسا کہ براہین احمدیہ کتاب کی یہ پیش گوئی کہ میں تجھے اسی برس یا چند سال زیادہ یا اس سے کچھ کم عمر دوں گا۔''

(تریاق القلوب حاشیہ ص ۲۴، روحانی خزائن ج ۱۵ ص ۱۵۲)

''خدا تعالیٰ نے مجھے صریح الفاظ میں اطلاع دی تھی کہ تیری عمر اسی برس کی ہوگی اور یہ کہ پانچ چھ سال زیادہ یا پانچ چھ سال کم'' (روحانی جلد ۲۱ ص ۲۵۸) ''اور جو ظاہر الفاظ وحی کے وعدہ کے متعلق ہیں تو وہ چوہتر اور چھیاسی کے اندر اندر عمر کا تعین کرتے ہیں۔ بہرحال یہ میرے پر تہمت ہے کہ میں نے اس پیش گوئی کے زمانہ کی کوئی بھی تعین نہیں کی اور خدا تعالیٰ بار بار اپنی وحی فرمارہے ہیں کہ ہم تیرے لئے یہ نشان دکھلائیں گے اور ان کو کہہ دے کہ یہ نشان میری سچائی کا گواہ ہوگا۔''

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۹۷، روحانی خزائن ص ۲۵۹ ج ۲۱)

اب مرزا صاحب کی تاریخ پیدائش معلوم کرنا ضروری ہے مرزا صاحب نے خود لکھا ہے کہ میری پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں ہوئی۔

(کتاب البریہ ص ۱۵۹ بر حاشیہ روحانی خزائن ص ۱۷۷ ج ۱۳)

دوسرا قرینہ یہ ہے کہ اس کتاب میں آگے مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ ۱۸۵۷ء کی جنگ کے وقت میں سولہ یا سترہ سال کا تھا (کتاب البریہ ص ۱۵۹ روحانی خزائن ص ۱۷۷ ج ۱۳) مرزا کے مرنے کے بعد مرزا صاحب کی یہ پیش گوئی صاف جھوٹی ہوگئی اور یہ عظیم الشان نشان بھی مرزا کے کذب کا عظیم الشان اور زندہ جاوید ثبوت بن گیا۔ مرزا کے مرنے کے بعد مرزائی سخت پریشان ہوئے کیونکہ اس حسب سے اس کی عمر ۶۸ سال یا ۶۹ سال بنتی ہے اور پیش گوئی جھوٹی ثابت ہوئی ہے۔ مرزا بشیر الدین محمود نے لکھا کہ میری تحقیق میں مرزا صاحب کی پیدائش ۱۸۳۷ء میں ہوئی مگر پھر بھی عمر پیش گوئی کے موافق نہیں بنتی۔ پھر بشیر احمد ایم اے نے کہا کہ حضرت کی پیدائش ۱۸۳۶ء میں ہوئی مگر پھر ایک اور تحقیق کی گئی کہ پیدائش ۱۲ فروری ۱۸۳۵ء میں ہوئی مگر پھر ایک اور تحقیق کی گئی کہ پیدائش ۱۲ فروری ۱۸۳۵ء میں ہوئی اس لحاظ سے بھی پوری ۷۴ سال نہیں بنتے پھر ڈاکٹر بشارت احمد لاہوری نے مرزا کی سیرت پر کتاب لکھی جس کا نام ''مجدد اعظم'' رکھا اس نے تحقیق کی کہ حضرت کی پیدائش ۱۸۳۳ء میں ہوئی ۔ان کے ایک اور محقق نے بتایا کہ حضرت ۱۸۳۰ء میں پیدا ہوئے ،سوال یہ کہ اس کی تاریخ پیدائش میں مرنے کے بعد اس قدر اختلاف کیوں ہوا؟؟؟؟

یہی اس کے جھوٹے ہونے کی صریح دلیل ہے ایک کا ابطال دوسرے کو لازم ہے، مرزائی خود فیصلہ کریں کہ مرزا صاحب سچے ہیں یا ان کے چیلے، اور مرزا صاحب کا اپنا بیان صحیح اور قوی ہے۔ کیونکہ یہ اس کا عدالتی بیان ہے کہ اس عدالتی بیان کی رو سے اس کی عمر ۶۸/۶۹ سال بنتی ہے۔

﴿چھٹی جھوٹی پیش گوئی﴾

محمدی بیگم کے متعلق

اس پیش گوئی کے بارے میں دو باتیں پیش نظر رکھیں:

۱) محمدی بیگم کی مرزا قادیانی سے رشتہ داری

(۱) محمدی بیگم کا والد ''احمد بیگ'' مرزا قادیانی کا ماموں زاد بھائی تھا اور اسکی والدہ مرزا کی چچازاد بہن تھی۔ (۲) مرزا کی پہلی بیوی (بھیجے کی ماں) کے چچازاد بھائی کی بیٹی تھی (۳) مرزا کے لڑکے فصل احمد کی بیوی کی ماموں زاد بہن تھی۔

۲) اس پیش گوئی کا پس منظر

مرزا قادیانی نے محمدی بیگم کو زبردستی اپنے نکاح میں لانے کا ارادہ کیا اتفاق ایسا ہوا کہ ایک زمین کے ہبہ نامہ کے سلسلہ میں مرزا احمد بیگ کو مرزا قادیانی کے دستخط کی ضرورت پڑی چنانچہ وہ مرزا قادیانی کے پاس گیا اور اس سے کاغذات پر دستخط کرنے کی درخواست کی مرزا قادیانی نے اپنی مطلب براری کیلئے اس موقع کو غنیمت جانا اور احمد بیگ سے کہا کہ استخارہ کرنے کے بعد دستخط کروں گا جب کچھ دن بعد دوبارہ احمد بیگ نے دستخط کرنے کی بات کی تو مرزا نے جواب دیا کہ دستخط اس شرط پر ہوں گے کہ اپنی لڑکی محمدی بیگم کا نکاح میرے ساتھ کردو۔

مرزا لکھتا ہے کہ محمدی بیگم ابھی چھوکری ہے اور میری عمر پچاس سال سے متجاوز ہے۔ (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۷۴، روحانی خزائن ص ۵۷۴ ج ۵)

مرزا کی پیش گوئی کے الفاظ یہ ہیں: ''پھران دونوں میں جو زیادہ تصریح اور

تفصیل کیلئے بار بار توجہ کی گئی تو معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ نے یہ مقرر کر رکھا ہے کہ وہ مکتوب الیہ کی دختر کلاں کو جس کی نسبت درخواست کی گئی تھی ہر ایک روک دور کرنیکے بعد انجام کار اس عاجز کے نکاح میں لادے گا اور بے دینوں کو مسلمان بنادے گا اور گمراہوں میں ہدایت پھیلائے گا۔ چنانچہ عربی الہام اس بارے میں یہ ہے:

"کذبوا بایتنا و کانوا بہا یستھزؤن فسیکفیکھم اللہ ویردھا الیك لا تبدیل لکلمات اللہ ان ربك فعال لما یرید انت معی وانا معك عسی ان یبعثك ربك مقاما محمودا۔"

یعنی انہوں نے ہماری نشانیوں کو جھٹلایا اور پہلے سے ہنسی کر رہے تھے سو خدا تعالیٰ ان سے سب کے تدارک کے لئے جو اس کام کو روک رہے ہیں تمہارا مددگار رہو گا اور انجام کار اس کی اس لڑکی کو تمہاری طرف واپس لائے گا کوئی نہیں جو خدا کی باتوں کو ٹال سکے تیرا رب وہ قادر ہے کہ جو کچھ چاہے وہی ہو جاتا ہے......الخ۔"

(آئینہ کمالات اسلام ص ۲۸۶ تا ۲۸۸، روحانی خزائن ج ۵ ص ۲۸۷، ۲۸۶)

"میری اس پیش گوئی میں ایک نہیں بلکہ چھ دعوے ہیں:

(اول) نکاح کے وقت تک میرا زندہ رہنا

(دوم) نکاح کے وقت تک اس لڑکی کے باپ کا یقینی زندہ رہنا

(سوم) پھر نکاح کے بعد لڑکی کے باپ کا جلدی مرجانا جو تین برس تک نہیں پہنچے گا

(چہارم) اس کے خاوند کا اڑھائی برس کے عرصہ تک مرجانا

(پنجم) اس وقت تک کہ میں اس سے نکاح کروں اس لڑکی کا زندہ رہنا

(ششم) پھر آخر یہ بیوہ ہونے کی تمام رسموں کو توڑ کر باوجود سخت مخالفت اس کے

اقارب کے میرے نکاح میں آجانا۔

اب آپ ایمان سے کہیں کہ کیا یہ باتیں کسی انسان کے اختیار میں ہیں اور ذرا اپنے دل کو تھام کر سوچ لیں کہ کیا ایسی پیش گوئی سچ ہونے کی حالت میں انسان کا فعل ہوسکتی ہیں۔'' (آئینہ کمالات اسلام ج ۵ ص ۳۲۵، روحانی خزائن ج ۵ ص ۳۲۵)

''میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیش گوئی داماد احمد بیگ کی تقدیر مبرم ہے اس کی انتظار کرو اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیش گوئی پوری نہیں ہوگی اور میری موت آجاوے گی اور اگر میں سچا ہوں تو خدا تعالیٰ ضرور اس کو بھی ایسے ہی پوری کر دیگا جیسا کہ احمد بیگ اور آتھم کی پیش گوئی پوری ہوگئی اصل ہی مدعا تو نفس مفہوم ہے اور وقتوں میں تو کبھی استعارات کا بھی دخل ہو جاتا ہے۔'' (انجام آتھم حاشیہ روحانی خزائن ص ۳۱ ج ۱۱)

اس پیش گوئی کے بارے میں چند اہم معلومات:

۱) مرزا نے ۲۰ر فروری ۱۸۸۸ء میں محمدی بیگم سے نکاح کی پیش گوئی کی۔

۲) محمدی بیگم کا نکاح، سلطان احمد سے ۷ر اپریل ۱۸۹۲ء کو ہوا۔

۳) احمد بیگ ۳۰ ستمبر ۱۸۹۲ء کو فوت ہوا۔

(آئینہ کمالات الاسلام روحانی خزائن ج ۵ ص ۲۸۶)

مرزا کا دجل وفریب:

مرزا کو اصل الہام یہ ہوا تھا کہ وہ لڑکی اس عاجز کے نکاح میں آئے گی خواہ پہلے ہی باکرہ ہونے کی حالت میں آجائے یا خدا تعالیٰ بیوہ کر کے اس کو لے آئے۔

(مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۱۹)

جب محمدی بیگم کا نکاح سلطان بیگ سے ہوا تو مرزا نے پیش گوئی کے الفاظ

بدل دیے چنانچہ لکھتا ہے:

''۱)مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری تین سال کی میعاد کے اندر فوت ہو

۲)اور پھر داماد اسکا جو اس کی دختر کلاں کا شوہر ہے اڑھائی سال کے اندر فوت ہو

۳)اور پھر یہ کہ مرزا احمد بیگ تا روز شادی دختر کلاں فوت نہ ہو

۴)اور پھر یہ کہ وہ دختر بھی تا نکاح اور تا ایام بیوہ ہونے اور نکاح ثانی کے فوت نہ ہو

۵)اور پھر عاجز ان تمام واقعات کے پورے ہونے تک فوت نہ ہو

۶)اور پھر اس عاجز سے نکاح ہو جائے اور ظاہر ہے کہ یہ تمام واقعات انسان کے اختیار میں نہیں۔'' (شہادۃ القرآن ص۸۰ روحانی خزائن ص۳۷۶ ج۶)

محمدی بیگم کے متعلق چند مزید الہامات:

''انا زوجنا کہا (تذکرہ ص۲۴۸) یعنی ہم نے تیرا نکاح اس سے کر دیا''

اور یہی عبارت مرزائیوں کے قرآن یعنی تذکرہ کے صفحہ ۲۸۳ پر بھی موجود ہے ان میں صاف آ گیا کہ خدا تعالیٰ نے مرزا صاحب کا نکاح محمدی بیگم سے کر دیا۔

انا مھلکوا بعلھا کما اھلکنا اباھا ورادوھا الیک (تذکرہ قدیم ص۲۲۶) یعنی ہم محمدی بیگم کے خاوند کو ہلاک کریں گے جس طرح اس کے باپ کو ہلاک کیا اور اس کو تیری طرف لوٹائیں گے۔

﴿تبصرہ﴾

مرزا قادیانی اپنی اس پیش گوئی میں دوسری پیش گوئیوں کی طرح جھوٹا نکلا اور یہ پیش گوئی جس کو اپنی صداقت کا نشان ٹھہرایا تھا وہ اس کے جھوٹے ہونے کا واضح

اور کھلا نشان ثابت ہوا مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی امت اس میں ذلیل ورسوا ہو کر پریشانی کے عالم میں اس کی مختلف تاویلات کرتی ہیں۔ امر واقع یہ ہے کہ مرزا قادیانی اپنے ان دعووں میں پورے طور پر جھوٹا ثابت ہوا کوئی ایک دعویٰ بھی اس کا سچا ثابت نہیں ہوا اور مرزا سلطان محمد جس کو بمطابق پیش گوئی مرزا، اڑھائی سال میں مرنا تھا یا کم از کم مرزا کی زندگی میں مرنا تھا وہ بقید حیات رہا اور مرزا کے مرنے کے چالیس سال بعد تک زندہ رہا یعنی ۱۹۴۸ء میں فوت ہوا، اور محمدی بیگم جو مرزا قادیانی کے کذب کا کھلا نشان اور منہ بولتا ثبوت تھی ۱۹۶۶ء میں بحالت اسلام ۱۹ نومبر بروز ہفتہ بمقام لاہور فوت ہوئیں۔ حالانکہ مرزا قادیانی نے اپنی اس پیش گوئی کی تائید میں وہ حدیث بھی پیش کی جسمیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں آتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلا دنیا میں تشریف لانے کے بعد شادی بھی کریں گے اور ان کی اولاد بھی ہوگی۔ "یتزوج ویولد له" کے الفاظ ہیں مرزا قادیانی نے اس حدیث کو اپنے متعلق قرار دیتے ہوئے اس سے محمدی بیگم سے شادی ہونا مراد لی۔

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۳، روحانی خزائن ج ۱۱ حاشیہ ص ۳۳۷)

خدا کو منظور ہی یہ تھا کہ اس دجال کو ذلیل ورسوا کیا جائے اور مرزا قادیانی باوجود اتنے دعووں اور اتنے زور وشور سے پراپیگنڈہ کرنے کے باوجود خائب وخاسر ہوا۔ فالحمد للہ علی ذلک۔

نوٹ ☜ مرزا فضل احمد کی ساس یعنی مرزا صاحب کی سمدھن محمدی بیگم کی پھوپھی لگتی تھی یعنی احمد بیگ کی بھانجی لگتی ہے اسکا نام عزت بی بی تھا۔ مرزا نے تریاق القلوب مطبوعہ ۱۹۰۱ء ص ۷۰ پر لکھا ہے کہ "عرصہ ۲۱ برس کے قریب یہ الہام بھی ہوا کہ 'بکر وثیب'

یعنی ایک کنواری اور ایک بیوہ تمہارے نکاح میں آئے گی۔''

مرزا کو ۲۱ برس بعد یہ الہام یاد آیا اور امید تھی کہ محمدی بیگم اگر کنواری نہیں تو بیوہ ہو کر عقد میں آئے گی مگر مرزا کی وفات تک وہ مرزا سلطان محمد کی سہاگن ہی رہی اور یہی عرصہ نہیں بلکہ مرزا کے بعد چالیس برس تک وہ سلطان محمد کے بستر راحت کی زینت رہی اور بہر حال مرزا کی اس نامراد عاشقی کے ایام مستعار میں نہ وہ بیوہ ہوئی اور نہ ہی مرزا کا یہ الہام شرمندہ تعبیر نہ ہو سکا۔

تذکرہ (مجموعہ الہامات مرزا) کے مصنف نے اس کی یہ تاویل کی ہے کہ یہ الہام اپنے دونوں پہلوؤں سے مرزا کی بیوی نصرت جہاں کی ذات میں ہی پورا ہوا جو کہ باکرہ آئی اور ثیبہ ہو کر رہ گئی۔ (تذکرہ حاشیہ ص ۳۹)

یہ تاویل قادیانی تاویلات کی ایک ادنیٰ سی جھلک اور نمونہ ہے کہ اگر مرزا کی بیوی بیوہ ہو گئی تو گویا مرزا کا بیوہ سے نکاح ہو گیا اور یہ پیش گوئی اس طرح پوری ہو گئی۔

مرزا کی اکثر پیش گوئیاں اسی انداز سے پوری ہوئیں اور درحقیقت اسی طرح کی تاویلات سے قادیانیت کا قصر ارتداد کھڑا ہے اگر ان تاویلات کا سہارا ہٹا دیا جائے تو ایک لحظہ میں قادیانی کا قصر ارتداد زمین بوس ہو جائے۔

﴿تیسری دلیل﴾

شاعری مرزا:

مرزا نے اپنی صداقت میں قصیدہ اعجازیہ پیش کیا اسکے علاوہ مرزا کا اور

بے شمار منظوم کلام بھی ہے جس کو ''درثمین'' عربی اردو اور فارسی تین حصوں میں علیحدہ علیحدہ جمع کیا گیا ہے حالانکہ شعر نبی کیلئے لائق نہیں بلکہ نبی کیلئے تہمت ہے اور کفار نابکار نے رسول اللہ ﷺ پر یہ تہمت لگائی:

'' أئنالتار کوا الھتنا لشاعر مجنون ''(پ۲۳ سورۃ ۲۷ آیت ۳۶ ع ۲)

اور خداتعالیٰ نے اس کا جواب دیا:

'' وما علمناہ الشعر وما ینبغی له '' (پ۲۳، سورۃ یٰس آیت ۶۹)

مرزا چونکہ جناب نبی اکرم ﷺ کے ظل اور بروز ہونے کا مدعی ہے، لہذا اس کو بھی شعر کہنا زیب نہیں دیتا۔ مرزا کو کیا معلوم تھا کہ جس شاعری کو وہ اپنا کمال سمجھ رہا ہے وہی اس کے جھوٹے ہونے کا کھلا نشان بن جائے گا۔ باقی رسول اللہ ﷺ سے جو موزوں کلام منقول ہے وہ شعر نہیں ہے وہ کلام اتفاقیہ موزوں ہوگیا، جیسے '' ھل انت الاصبع دمیت وفیی سبیل اللہ مالقیت ''یا جیسے '' اللھم لاعیش ال عیش الاخرۃ فاغفرالانصار والمھاجرۃ ''

ان کو اصطلاحاً شعر کہنا مناسب نہیں ہے۔ شعر کی تعریف یہ ہے:

'' ھو کلام موزون یقصد به قال الشیخ السمعانی النظم ھو الکلام المقفی الموزون قصداً ''

یعنی شعر میں قصد اور ارادہ شرط ہے جو بلا ارادہ و بلا قصد کلام موزوں ہو جائے اس کو شعر نہیں کہتے۔

علاوہ ازیں مرزا صاحب نے اپنے اس قصیدے کو اعجاز یہ کہا یعنی اس کا کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا مگر مولوی منت اللہ مونگیری نے اس قصیدے کا جواب لکھ کر اس کے

اعجاز کو خاک میں ملا دیا تھا اور پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی نے بھی اس قصیدہ کی اغلاط اور چوریاں بیان کیں تھیں لیکن اگر اس کا مقابلہ کوئی بھی نہ کر سکتا تو پھر بھی ہم کہتے ہیں کہ وہ بجائے خود مرزا صاحب کے کذاب ہونے کی کھلی نشانی تھی ۔ جو چیز اصل (حضرت محمد مصطفیٰ) میں ہونا عیب ہو، وہ بروز (مرزا غلام احمد) میں ہونا کمال کیسے ہو سکتی ہے؟ فافهم و تدبر۔

﴿چوتھی دلیل﴾

مختلف زبانوں میں وحی

قرآنی اصول:

قرآن مجید میں ہے" وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه" (پ۱۳ سورۃ ابراہیم آیت۴) کہ ہم نے ہر رسول کو اس کی زبان کے اندر وحی کی اور یہ اصول حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت محمد ﷺ تک قائم رہا۔

اب سوچئے اگر مرزا خدا کا نبی تھا تو اس کی وحی بھی اس کی قوم کی زبان کے مطابق یعنی پنجابی یا اردو میں ہونی چاہیے تھی مگر مرزائیوں کے قرآن (تذکرہ) کے اندر جو وحی مذکور ہے اس میں تقریباً دس زبانیں ہیں یہ تعدد السنة ہی مرزا کے کذاب ہونے کی صریح دلیل ہے علاوہ ازیں بھی مرزا پر بعض ایسی زبانوں میں بھی وحی ہوئی جن کو وہ خود بھی نہ جانتا تھا اور اپنی وحیوں کے ترجمے دوسروں سے سمجھتا تھا یہ بھی اس کے جھوٹا ہونے کی صریح دلیل ہے۔

مرزائیو! کوئی نبی ایسا بتاؤ جسکے اوپر دوتین زبانوں میں وحی آئی ہو اور کوئی نبی بتاؤ جو اپنی وحی کا ترجمہ نہ جانتا ہو۔

مرزائی عذر نمبرا:

یہ متعدد زبانوں کے اندر وحی ہونا مرزا صاحب کے کمال کی دلیل ہے نہ کہ ان کے جھوٹا ہونے کی۔ جتنی زیادہ زبانوں میں وحی ہوگی وہ اس نبی کا کمال ہوگا۔

جواب:

اول تو قرآنی رو سے یہ کمال ہی نہیں کمال یہی ہے کہ اس کی اپنی قومی زبان کے اندر وحی ہو بفرض محال اگر کمال مانیں بھی تو اس وحی کو سمجھنا بھی کمال ہے اور مرزا اپنی بعض وحیوں کو سمجھ ہی نہیں سکتا تھا بلکہ دوسرے لوگوں سے ترجمہ پوچھتا تھا اور پھر اگر یہ کمال ہے تو گویا مرزا تمام انبیاء سے اس کمال میں سبقت لے گیا کیونکہ دیگر انبیاء کو تو صرف ایک ہی زبان میں وحی ہوتی تھی۔

مرزائی عذر:

مرزا صاحب چونکہ انٹرنیشنل نبی تھے اس لیے ان کے اوپر متعدد زبانوں میں وحی آئی۔

جواب نمبرا:

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ انٹرنیشنل نبی تھے ان کے اوپر کیوں نہ متعدد زبانوں میں وحی آئی اور مرزا صاحب کا دعویٰ ہے کہ میں ان کا ظل اور بروز ہوں تو نبی ﷺ پر اتنی زبانوں میں کیوں نہ وحی آئی؟ عجب بات ہے کہ اصل سے ظل اور بروز بڑھ جائے

جواب نمبر۲:

اس وقت دنیا میں تقریباً ساڑھے چار ہزار زبانیں بولی جاتی ہیں اگر مرزا انٹرنیشنل نبی تھا تو پھر اس کو ساڑھے چار ہزار زبانوں میں وحی ہونی چاہیے تھی۔ مزید لطف کی بات یہ ہے کہ مرزا صاحب پر بعض وحی ایسی بھی آئی جو لفظاً ولغتاً ٹھیک نہ تھی یہ بھی اس کے جھوٹا ہونے دلیل ہے۔

﴿پانچویں دلیل﴾

مولانا ثناء اللہ رحمۃ اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ:

اس کے بارے میں مکمل تفصیلات محمدی پاکٹ بک ص۶۴۹ پر ملاحظہ فرمائیں۔ ہم مرزا کے اشتہار کا خلاصہ بیان کرتے ہیں۔

''بخدمت جناب مولوی ثناء اللہ صاحب السلام علی من اتبع الھدیٰ۔ مدت سے آپ کے پرچہ اہل حدیث میں میری تکذیب وتفسیق کا سلسلہ جاری ہے ہمیشہ آپ مجھے اس پرچہ میں کذاب ودجال، مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں۔ میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہلاک ہو جاؤں گا اور اگر میں کذاب ومفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ آپ سنت اللہ کے موافق مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں

سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں، آپ پر میری زندگی میں وارد نہ ہوں تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔ یہ کسی وحی یا الہام کی بناء پر پیش گوئی نہیں بلکہ محض دعا کے طور پر میں نے خدا تعالیٰ سے فیصلہ چاہا ہے۔ اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے۔ آمین

بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔''

الراقم عبدالصمد مرزا غلام احمد مسیح موعود

مرقومہ یکم ربیع الاوّل ۱۳۲۵ھ، ۱۵/اپریل ۱۹۰۷ء

(مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۷۸)

خدائی فیصلہ:

اللہ تعالیٰ کی نظروں میں چونکہ مرزا قادیانی کذاب و دجال اور جھوٹا تھا اس لیے اس دعاء کے پورے ایک سال ایک ماہ گیارہ دن بعد یعنی ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو مرزا ہیضہ کی موت سے لاہور میں مرگیا اور اللہ تعالیٰ نے مولوی ثناء اللہ صاحب اور ان کی جماعت اور تمام مسلمانوں کو خوش کر دیا۔ مرزا کے مرنے کے بعد چالیس سال تک مولوی صاحب زندہ رہے اور ۱۹۴۸ء میں سرگودہا میں وفات پائی۔

☆مرزا صاحب کا ہیضہ سے مرنا☆

حوالہ نمبر۱:

''والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود کو پہلا دست کھانا کھانے کے وقت آیا تھا مگر اس کے بعد تھوڑی دیر تک ہم لوگ آپ کے پاؤں دباتے رہے اور آپ آرام سے لیٹ کر سو گئے اور میں بھی سو گئی لیکن کچھ دیر کے بعد آپ کو پھر حاجت محسوس ہوئی اور غالباً ایک یا دو دفعہ رفع حاجت کیلئے آپ پاخانہ تشریف لے گئے اس کے بعد آپ نے زیادہ ضعف محسوس کیا آپ نے ہاتھ سے مجھے جگایا میں اٹھی تو آپ کو اتنا ضعف تھا کہ آپ میری چارپائی پر ہی لیٹ گئے اور میں آپ کے پاؤں دبانے کیلئے بیٹھ گئی تھوڑی دیر کے بعد حضرت صاحب نے فرمایا تم اب سو جاؤ میں نے کہا نہیں میں دباتی ہوں اتنے میں آپ کو ایک اور دست آیا مگر اب اس قدر ضعف تھا کہ آپ پاخانہ نہ جاسکتے تھے اس لیے میں نے چارپائی کے پاس ہی انتظام کر دیا اور آپ وہیں بیٹھ کر فارغ ہوئے اور پھر اٹھ کر لیٹ گئے اور میں پاؤں دباتی رہی مگر ضعف بہت ہو گیا تھا اس کے بعد ایک اور دست آیا اور پھر آپ کو قے آئی جب آپ قے سے فارغ ہو کر لیٹنے لگے تو اتنا ضعف تھا کہ آپ لیٹتے لیٹتے پشت کے بل چارپائی پر گر گئے اور آپ کا سر چارپائی کی لکڑی سے ٹکرایا اور حالت دگرگوں ہو گئی۔''

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۱۱ حدیث ۱۲)

اس حوالہ سے مرزا قادیانی کا ہیضہ سے مرنا روز روشن کی طرح واضح ہے کیونکہ دست اور قے جب دونوں اکٹھے ہو جائیں اس کو ہیضہ کہتے ہیں نیز یہ بھی ثابت

ہوا کہ مرزا قادیانی اپنے پاخانہ پر مرا تھا۔

مرزائی عذر:

مرزا صاحب ہیضہ کی مرض سے نہیں مرے اگر وہ ہیضہ سے مرتے تو ریل گاڑی میں انکی میت لے جانے کی اجازت ہرگز نہ ہوتی کیونکہ یہ قانوناً منع ہے حالانکہ مرزا کی لاش کو ریل گاڑی پر لاد کر قادیان لے جایا گیا۔

جواب نمبر ا:

مرزا قادیانی بقول اپنے ''انگریز کا خود کاشتہ پودا'' تھا اسلئے اس کی لاش کو ریل گاڑی پر لے جانا کچھ مشکل بات نہ تھی۔

جواب نمبر ۲:

اس جواب کے دو مقدمے ہیں

ا) ریل گاڑی مرزا قادیانی کے بقول دجال کا گدھا ہے

۲) مرزا نے ۱۹۰۸ء میں مولانا ثناء اللہ امرتسری کے بالمقابل ایک اشتہار شائع کیا تھا جس میں کہا تھا کہ اگر میں مولانا ثناء اللہ کی زندگی میں مرجاؤں تو میں کذاب ودجال ٹھہروں گا اور عملاً یہی ہوا کہ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو مرزا کا مولانا ثناء اللہ کی زندگی میں انتقال ہوگیا۔ جس سے مرزا کا اپنے قول کیمطابق دجال ہونا ثابت ہوا۔ اب ہم کہتے ہیں کہ جب مرزا دجال اور ریل گاڑی دجال کا گدھا ہے (بقول مرزا کے) تو قدرت الٰہی نے دجال کیلئے اس کے گدھے پر سوار ہونے کا انتظام کردیا اور انگریزی پولیس اپنی نگرانی میں اس کی لاش لاہور سے قادیان لے گئی۔

حوالہ نمبر۲:

مرزا قادیانی نے اپنے سسر میر ناصر نواب کو بلا کر کہا:

''میر صاحب مجھے وبائی ہیضہ ہوگیا ہے'' (حیات ناصر ص۱۴)

مرزا صاحب کے اس اعتراف کے بعد کہ مجھے وبائی ہیضہ ہوگیا ہے اب کسی تاویل یا انکار کی گنجائش نہیں ہے۔ واضح ہو کہ مرزا صاحب نے طب کی کتب بھی پڑھی ہوئی تھیں لہذا ان کا یہ کہنا قابل اعتبار ہوگا۔

مرزائیوں کا ایک اور عذر:

مرزا قادیانی نے اس آخری فیصلہ کے ذریعے مولوی ثناء اللہ کو مباہلہ کی دعوت دی تھی کیونکہ مولوی ثناء اللہ بالمقابل مباہلہ کیلئے تیار نہ ہوا اسلیئے مرزا صاحب کا اسکی زندگی میں مرنا جھوٹے ہونے کی دلیل نہیں۔

جواب:

یہ سراسر جھوٹ ہے مرزا کے اس آخری فیصلہ میں کوئی مباہلہ کا لفظ نہیں ہے نہ ہی اس میں یہ موجود ہے کہ مولوی ثناء اللہ بھی اس قسم کی دعا کریں یہ محض یکطرفہ دعا تھی جو مرزا قادیانی نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مانگی جس کو خدا تعالیٰ نے قبول فرما کر فیصلہ کر دیا اسی بات پر کہ مرزا صاحب کا یہ اشتہار محض یکطرفہ دعا ہے یا مباہلہ ہے؟ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اور میر قاسم علی قادیانی کا لدھیانہ میں ۱۹۱۲ء میں تحریری مناظرہ ہوا تھا جس میں سردار بچن سنگھ وکیل کو سرپنچ مقرر کیا گیا تھا۔ اور دونوں حضرات نے تین تین صد روپیہ اس کے پاس جمع کرا دیا کہ جو اپنا دعویٰ ثابت کرے اسکو یہ چھ

صدرروپیہ دے۔ بالآخر سردار بچن سنگھ نے فیصلہ مولوی ثناءاللہ کے حق میں کر دیا اور چھ صدرروپیہ بھی انکے حوالے کر دیا اس رقم سے مولوی صاحب نے اس مناظرہ کو'' فاتح قادیان'' کے نام سے شائع کیا جوکہ آج بھی سرگودہا سے دستیاب ہے۔

﴿باب چہارم﴾

بحث ثانی حیات ووفات مسیح علیہ السلام

تنقیح موضوع:

مرزائی عموماً عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق وفات وحیات کے عنوان پر بحث کرتے ہیں حالانکہ یہ عنوان بالکل غلط ہے قادیانیوں نے بڑی مکاری وعیاری سے کام لیتے ہوئے اس غلط عنوان کو موضوع بحث بنا رکھا ہے موضوع بحث درحقیقت رفع اور نزول عیسےٰ علیہ السلام کے عنوان سے ہونا چاہیے جس کے لئے درج ذیل دلائل پیش کئے جاتے ہیں۔

☆توجیہ:

یہ امر تسلیم شدہ ہے کہ قرآن حکیم اہل کتاب کے تمام اختلافات کے لئے بطور حکم آیا ہے جیسا کہ قرآن کریم کا خود دعویٰ ہے :

" وما انزلنا عليك الكتاب الا لتبين لهم الذى اختلفوفيه وهدى ورحمة لقوم يومنون"

ترجمہ: اور ہم نے کتاب کو آپ پر صرف اسی لئے نازل کیا ہے تا کہ آپ ان کیلئے وہ چیز بیان کریں جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں اور اس قوم کیلئے جو ایمان لاتے ہیں ہدایت اور رحمت ہے۔ (پارہ ۱۴ سورۃ النحل ع ۸ آیت ۶۴)۔

چنانچہ مرزا قادیانی نے بھی مندرجہ بالا آیت سے یہی استدلال کیا ہے ہم

نے اس کو اس لئے تجھ پر اتارا ہے تا کہ امور متنازعہ فیہ کا اس سے فیصلہ کر دیں۔

(ازالہ اوہام ۶۵۵، روحانی خزائن ص۴۵۴ ج ۳)

اب ہم عیسائیوں کے عقائد کو دیکھتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق درج ذیل عقائد رکھتے ہیں

(۱) تثلیث (۲) الوہیت مسیح (۳) ابنیت

(۴) صلیب اور کفارہ (۵) رفع جسمانی اور نزول جسمانی۔

اسی طرح یہود کے بھی عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق چند خیالات پائے جاتے ہیں رفع اور نزول کے علاوہ باقی تمام غلط عقائد کی قرآن مجید نے بڑے صریح الفاظ میں تردید کی ہے ملاحظہ ہو:

ردتثلیث

لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلاثۃ ...... الخ (سورۃ مائدہ ع ۱۰ آیت ۷۳)

''البتہ تحقیق وہ لوگ کافر ہیں جو کہتے ہیں کہ اللہ تین میں سے تیسرا ہے''

ردالوہیت

'' لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح ابن مریم ''

(پارہ ۶ سورہ المائدہ ع ۱۰ آیت ۷۲)

''البتہ تحقیق کہ وہ لوگ کافر ہیں جو کہتے ہیں کہ اللہ ہی عیسیٰ بن مریم ہیں''

ردابنیت

'' وقالت النصاریٰ المسیح ابن اللہ '' (پارہ ۱۰ سورہ توبہ ع ۵ آیت ۳۰)

"اور نصاریٰ نے کہا کہ مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔"

ردصلیب وکفارہ

"وماقتلوہ وماصلبوہ" (پارہ ۶ سورۃ النساء ع ۲۲ آیت ۱۵۷)

"اور نہیں قتل کیا انہوں نے اس کو اور نہ سولی دیا اس کو"

"ولا تزر وازرۃ وزرا خریٰ" (پارہ ۲۲ سورہ ۱۵ ع ۳ آیت ۱۸)

"نہیں اٹھائے گا کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ"۔

اب رہا ان کا عقیدہ رفع ونزول، تو ہم پوچھتے ہیں کہ اس کا فیصلہ قرآن حکیم نے کہاں کیا ہے اگر یہ عقیدہ بھی دوسرے عقائد کی طرح غلط اور باطل تھا تو قرآن مجید کو صریح الفاظ میں جیسے "ما رفع ، لم یرفع ، لا ینزل" وغیرہ سے تردید کرنی چاہیے تھی حالانکہ ہم بلاخوف تردید یہ دعویٰ کر سکتے ہیں کہ قرآن مجید میں کوئی ایسا اشارہ تک نہیں پایا جاتا اور نہ حدیث کے ذخیرہ میں کوئی ایک حدیث اس مضمون کی ملتی ہے بلکہ اس کے برعکس قرآن اور حدیث نے بڑے زوردار الفاظ میں ان کے اس عقیدہ کی تائید کی ہے اگر قرآن مجید اس عقیدہ کی تائید نہ بھی کرتا بلکہ صرف سکوت اختیار کرتا تو بھی ان کا یہ عقیدہ درست اور صحیح ماننا پڑتا۔ مرزا نے خود اس اصول کو تسلیم کیا ہے کہ نہایت ادب واحترام سے فرماتے ہیں کہ "اب ہم دیکھتے ہیں کہ واقعی صلیب کے متعلق قرآن شریف کیا کہتا ہے اگر یہ خاموش ہے تو پتہ چلا کہ یہود ونصاریٰ اپنے خیالات میں حق پر ہیں۔"

(ریویو آف ریلیجنز اپریل ۱۹۱۹ء ج ۱۸ شمارہ نمبر ۶ ص ۱۴۹، ۱۵۰)

رفع ونزول کے متعلق عیسائیوں کا عقیدہ

حوالہ نمبر۱:

''یہ کہ وہ ان کے دیکھتے دیکھتے اوپر اٹھالیا گیا اور بدلی نے اسے ان کی نظروں سے چھپالیا اور اسکے جاتے وقت جب وہ آسمان کی طرف غور سے دیکھ رہا تھا تو دیکھو دو مرد سفید پوشاک پہنے ان کے پاس آ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے اے گلیلی مردو! تم کیوں کھڑے آسمان کی طرف دیکھتے ہو۔ یسوع جو تمہارے پاس سے آسمان پر اٹھیا گیا ہے اسی طرح پھر آئے گا جس طرح تم نے اسے آسمان کی طرف جاتے دیکھا ہے۔'' (رسولوں کے اعمال باب ۱ آیت ۹،۱۰،۱۱ر متی ص ۲۸ آیت ۲۴ تا ۳۰)

حوالہ نمبر۲:

''پس توبہ کرو اور رجوع لاؤ تا کہ تمہارے گناہ مٹائے جائیں اور اس طرح خداوند کے حضور سے تازگی کے دن آئیں اور وہ اس مسیح کو جو تمہارے واسطے مقرر ہوا ہے یعنی یسوع کو بھیجے ضرور ہے کہ وہ آسمان میں اس وقت تک رہے جبتک کہ وہ سب چیزیں بحال نہ کی جائیں جنکا ذکر خدا نے اپنے پاک نبیوں کی زبانی کیا ہے جو دنیا کے شروع سے ہوتے آئے ہیں چنانچہ موسیٰ نے کہا کہ خداوند خدا تمہارے بھائیوں میں سے تمہارے لئے مجھ سا ایک نبی پیدا کرے گا جو کچھ وہ تم سے کہے اسکی سننا۔ اور یوں ہوگا کہ جو شخص اس نبی کی نہ سنے گا، وہ امت میں سے نیست و نابود کر دیا جائے گا۔''

(رسولوں کے اعمال باب ۳ آیت ۲۰ تا ۲۴)

حوالہ نمبر۳:

''غرض خداوند یسوع ان سے کلام کرنے کے بعد آسمان پر اٹھایا گیا اور خدا کی داہنی طرف بیٹھ گیا۔'' (مرقس باب۱۶ آیت ۱۹/۲۰)

حوالہ نمبر۴:

''جب وہ انہیں برکت دے رہا تھا تو ایسا ہوا کہ ان سے جدا ہو گیا اور آسمان پر اٹھایا گیا۔'' (لوقا باب۲۴ آیت ۵۱)

حوالہ نمبر۵:

''یسوع نے اس سے کہا مجھے نہ چھو میں اب تک باپ کے پاس اوپر نہیں گیا لیکن میرے بھائیوں کے پاس جا کر ان سے کہہ کہ میں اپنے باپ اور تمہارے باپ اور اپنے خدا اور تمہارے خدا کے پاس اوپر جاتا ہوں۔''

(یوحنا باب۲۰ آیت ۱۷)

حوالہ نمبر۶:

''یسوع نے اس سے کہا کہ اگر تو خدا کا بیٹا مسیح ہے تو ہم سے کہہ دے۔ یسوع نے اس سے کہا تو نے خود کہہ دیا بلکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ اس کے بعد تم ابن آدم کو قادر مطلق کی داہنی طرف بیٹھے اور آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھو گے۔''

(متی باب۲۶ آیت ۶۴)

حوالہ نمبر۷:

''اور اس وقت ابن آدم کا نشان آسمان پر دکھائی دے گا اور اس وقت زمین کی سب قومیں چھاتی پیٹیں گی اور ابن آدم کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آسمان

کے بادلوں پر آتے دیکھیں گی۔'' (متی باب ۲۴ آیت ۳۰)

مرزا کا اعتراف:

(۱) ''جناب نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں عیسائیوں کا یہی عقیدہ تھا کہ درحقیقت مسیح ابن مریم ہی دوبارہ دنیا میں آئیں گے۔''

(ازالہ اوہام ص ۶۱۹ روحانی خزائن ص ۳۱۸ ج ۳)

(۲) " وان عقیدة حیاته قد جاء ت فی المسلمین من الملة النصرانیة " ترجمہ: اور یہ کہ اس کی (عیسیٰ علیہ السلام کی) حیات کا عقیدہ ملت نصرانیہ سے مسلمانوں میں آیا ہے۔ (الاستفتاء ضمیمہ حقیقت الوحی ص ۳۹ روحانی خزائن ص ۶۶۰ ج ۲۲)

مرزائی عذر نمبر ا:

قرآن مجید نے جب عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا اعلان کر دیا تو اس سے عیسائیوں کے رفع اور نزول کا عقیدہ خود بخود باطل ہو گیا قرآن مجید میں تیس سے زائد آیات موت عیسیٰ کے بارے میں موجود ہیں۔ (ازالہ اوہام روحانی خزائن ج ۳ ص ۴۲۳، ۴۳۸)

الجواب:

تیس آیت نہیں اگر تیس پارے بھی عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت کر دیں تو اس سے عیسائیوں کے رفع اور نزول کے عقیدہ کی تردید نہیں ہو گی کیونکہ عیسائی موت کے تو خود قائل ہیں لیکن موت کے تین دن بعد زندہ اٹھائے جانے اور قیامت کے قریب بہ جسد عنصری نازل ہونے کے بھی قائل ہیں اگر یہ عقیدہ غلط ہے تو ضرورت اس کی تردید کی ہے موت سے اس عقیدہ کی تردید نہیں ہو گی

(عقیدہ موت کیلئے دیکھو لوقا باب ۲۳ آیت ۲۴)

مرزائی عذر نمبر۲:

''اور یہ بیان بھی صحیح نہیں ہے کہ عیسائیوں کا متفق علیہ یہی عقیدہ ہے کہ حضرت مسیحؑ دنیا میں پھر آئیں گے کیونکہ بعض فرقے ان کے حضرت مسیح کے فوت ہو جانے کے قائل نہیں اور حواریوں کی دونوں انجیلوں نے یعنی متی اور یوحنا نے اس بیان کی ہرگز تصدیق نہیں کی کہ مسیح درحقیقت آسمان پر اٹھایا گیا۔

(ازالہ اوہام ص ۴۲۰ روحانی خزائن ج ۳ ص ۳۱۹)

جواب نمبر۱:

غلط بالکل غلط یہ مرزا کی یا تو صریح کذب بیانی ہے یا ان کی جہالت کیونکہ ان دونوں کتابوں میں اس عقیدہ کا ذکر موجود ہے اس کے حوالے ماقبل گذر چکے ہیں۔

جواب نمبر۲:

دروغ گورا حافظ نہ باشد کے مصداق مرزا قادیانی اپنی اسی کتاب ازالہ اوہام ص ۲۴۸ روحانی خزائن ص ۲۲۵ ج ۳ پر تحریر کر چکا ہے کہ:

'' نصاریٰ کے تمام فرقے اور چاروں اناجیل اسی پر متفق ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے۔'' اب مرزا خود تسلیم کر چکا ہے کہ تمام فرقے اور چاروں اناجیل اس عقیدہ پر متفق ہیں لہذا اعتراض ہی ختم ہو گیا اور ہمارا سوال علیٰ حالہ قائم رہا جس کا مرزائیوں کے پاس کوئی جواب نہ ہے۔

مرزائی عذر نمبر۳:

ایلیا نبی کے متعلق یہودیوں کا عقیدہ موجودہ ہے کہ وہ زندہ آسمانوں پر اٹھایا

گیا ہے اور پھر دوبارہ نازل ہوگا جسطرح عیسائیوں کا عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق عقیدہ ہے تو کیا یہ عقیدہ صحیح ہے یا نہ ؟؟ اگر غلط ہے تو قرآن وحدیث سے اس کی تردید دکھائیں اور اگر تردید نہ پائی جاتی اور قرآن وحدیث خاموشی اختیار کریں تو تمہارے اصول کے مطابق ثابت ہوا کہ یہودیوں کا ایلیا کے بارے میں یہ عقیدہ ٹھیک ہے جیسا کہ تم ہمیں عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہتے ہو۔

جواب نمبر ا:

یہ اصول صرف ہمارے نزدیک ہی مسلّم نہیں ہے بلکہ یہ اصول مرزا صاحب نے خود بھی اسے تسلیم کیا ہے جیسا کہ حوالہ گذر چکا ہے (ریویو آف ریلجنز) لہذا مرزا صاحب کے اس تسلیم شدہ اصول کے مطابق اگر قرآن مجید نے ایلیا علیہ السلام کی آمد ثانی کی تردید نہیں کی تو ثابت ہوا کہ ان کا یہ عقیدہ درست ہے بقول شخصے:

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

جواب نمبر ۲:

یہودیوں کے اس عقیدہ کی تردید کا مطالبہ قرآن وحدیث سے کرنا صریح حماقت اور جہالت ہے اس لئے کہ ایلیا کا تذکرہ ایجابی اور سلبی رنگ میں قرآن وحدیث میں مذکور نہیں لہذا اس کا محض بائبل میں ذکر ہونا کافی نہیں بخلاف عیسیٰ علیہ السلام کے کہ ان کا ذکر قرآن وحدیث میں بڑی صراحت کے ساتھ موجود ہے۔ ایلیا کا عیسیٰ علیہ السلام پر قیاس کرنا غلط ہے یہ قیاس، قیاس مع الفارق ہے۔

اعتراض:

یہودی ایلیا کے بجسدہ آنے کے منتظر تھے حالانکہ ایلیا سے مراد ان کا مثیل یوحنا نبی تھا اسی طرح عیسیٰ سے مراد بھی ان کا مثیل مراد ہے نہ کہ بعینہ عیسیٰ بن مریم

جواب:

اس ساری کہانی کا دارومدار بھی بائبل پر ہے جو عقلاً اور نقلاً محرف ہے قرآن وحدیث سے اس کی کوئی نظیر ہو تو پیش کیجئے جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی تصدیق قرآن وحدیث میں ہے۔

خلاصہ کلام:

کلام سابق سے یہ بات روز روشن سے زیادہ واضح ہوگئی کہ اصل بحث رفع و نزل کی ہے نہ کہ موت وحیات کی جس کو مرزائیوں نے اپنی چالاکی اور عیاری سے موضوع بحث بنا رکھا ہے۔

☆ وجہ اول

اس لئے کہ موت حیات رفع ونزول کو لازم ہے نہ کہ رفع ونزول موت وحیات کو، لہذا اگر بحث کی جائے تو اس وقت تک تمام نہیں ہوگی جب تک حیاۃ کے بعد رفع کو ثابت نہ کیا جائے اور موت کے بعد عدم رفع ثابت نہ کیا جائے تو معلوم ہوا کہ اصل بحث رفع ونزول کی ہے۔

☆ وجہ دوم

اس لئے کہ رفع ونزول عیسائیوں کا عقیدہ ہے اگر یہ بھی مثل دوسرے عقائد

کے غلط ہے تو قرآن وحدیث کو اس کی تردید کرنی چاہیے تھی حالانکہ قرآن وحدیث نے اس کی تردید نہیں کہ بلکہ ان کے اس عقیدہ کی تائید اور تصدیق کی ہے جسے ہم بعون اللہ قرآن وحدیث واجماع امت اور اقوال مرزا سے ثابت کریں گے اگر قرآن وحدیث اس عقیدے کی تائید میں کچھ بھی نہ کہے تو بھی مرزا کے مسلمہ اصول کے مطابق یہ عقیدہ صحیح ثابت ہوجاتا ہے۔

﴿اثبات رفع ونزول باقوال مرزا از روئے قرآن مجید﴾

حوالہ نمبر۱

''اب اس تحقیق سے ثابت ہے کہ مسیح ابن مریم کی آخری زمانے میں آنے کی قرآن شریف میں پیشین گوئی موجود ہے۔''

(ازالہ اوہام حصہ دوم ص ۶۷۵ روحانی خزائن ص ۴۶۴ ج ۳)

حوالہ نمبر۲

'' ھوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق ''

(اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا)

﴿پارہ ۱۰ توبہ ع ۵ آیت ۳۲، پارہ ۲۶ فتح ع ۴ آیت ۲۸، پارہ ۲۸ صف ع ۱ آیت ۹﴾

یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشین گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق واقطار میں پھیل جائے گا......حضرت مسیح کی پیش گوئی متذکرہ بالا کا ظاہری اور جسمانی طور پر مصداق ہے اور یہ عاجز روحانی اور معقولی

طور پر اس کا محل اور مورد ہے۔‘‘ (براہین احمدیہ حصہ چہارم بر حاشیہ طبع اول ص ۴۹۸، ۴۹۹ قدیم ص ۴۵۸ جدید، روحانی خزائن ج ا ص ۵۹۳)

حوالہ نمبر ۳

’’عسی ربکم ان یرحمکم وان عدتم عدنا‘‘

﴿پ ۱۵ ع ا آیت ۸﴾

یہ آیت اس مقام میں حضرت مسیح علیہ السلام کے جلالی طور پر ظاہر ہونے کا اشارہ ہے یعنی اگر طریق رفق اور نرمی اور لطف اور احسان کو قبول نہیں کریں گے اور حق محض جو دلائل واضحہ اور آیات بینہ سے کھل گیا ہے اس سے سرکش رہیں گے تو وہ زمانہ بھی آنے والا ہے جب خدا تعالیٰ مجرمین کے لئے شدت اور عنف اور قہر اور سختی کو استعمال میں لائے گا اور حضرت مسیح نہایت جلالیت کے ساتھ دنیا میں اتریں گے اور تمام راہوں اور سڑکوں کو خس و خاشاک سے صاف کر دیں گے۔‘‘

(براہین احمدیہ حصہ ۴ ص ۴۶۵ حاشیہ ص ۴۵۹ روحانی خزائن ص ۶۰۱، ۶۰۲ ج ۱)

مرزائی عذر

ہم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ مرزا نے براہین احمدیہ کے ان حوالوں میں عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی کے عقیدہ کو صراحتاً تسلیم کیا ہے لیکن یہ محض رسمی طور پر لکھ دیا گیا ہے جیسا کہ مرزا نے اعجاز احمدی ص ۷ ج ۱۹، پر اعتراف کیا ہے (روحانی خزائن ص ۱۱۳ ج ۹)

جواب نمبر ۱

یہ عقیدہ رسمی نہیں بن سکتا اس لئے کہ مرزا نے اس کے ثابت کرنے میں آیات قرآنیہ پیش کی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ انہوں نے یہ عقیدہ رسمی طور پر نہیں

لکھا بلکہ یہ قرآنی طور پر لکھا ہے۔

جواب نمبر۲

مرزا قادیانی نے جس کتاب میں یہ عقیدہ لکھا ہے وہ بغرض اصلاح وتجدید دین تالیف کی گئی ہے مؤلف اس وقت خدائے تعالیٰ کی طرف سے ملہم اور مامور تھا اور اس کتاب پر دس ہزار کا اشتہار بھی دیا گیا ہے۔ (تبلیغ رسالت مجموعہ اشتہارات ج اص ۱۸ روحانی خزائن ص ۲۴ تا ۵۲ ج ا، ملحقہ براہین احمدیہ وملحقہ آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن ص ۶۵۷ ج ۵ وسرمہ چشم آریہ جدید ص ۳۱۹ ج ۲)

مجدد کی تعریف:

''جولوگ خدا کی طرف سے مجددیت کی قوت پاتے ہیں وہ نرے استخواں فروش نہیں ہوتے بلکہ وہ واقعی طور پر نائب رسول ﷺ اور روحانی طور پر آنجناب کے خلیفہ ہوتے ہیں خدا تعالیٰ انہیں ان تمام نعمتوں کا وارث بناتا ہے جونبیوں اور رسولوں کو دی جاتی ہیں اوران کی باتیں ازقبیل جوشیدن ہوتی ہیں نہ محض ازقبیل کوشیدن اوروہ حال سے بولتے ہیں نہ مجرد قال سے اور خداتعالیٰ کے الہام کی تجلی ان کے دلوں پر ہوتی ہے اور وہ ہر ایک مشکل کیوقت روح القدس سے سکھلائے جاتے ہیں اوران کی گفتار وکردار میں دنیا پرستی کی ملونی نہیں ہوتی کیونکہ وہ کلی مصفی کیے گئے اور باتمام وکمال کھینچے گئے ہیں۔''

(فتح اسلام حاشیہ روحانی خزائن ص ۷ ج ۳)

''وہ مجدد خداتعالیٰ کی طرف سے آئے گا یعنی علوم لدنیہ اور آیات سماویہ کے ساتھ''

(ازالہ اوہام ص ۱۵۴ روحانی خزائن ج ۳ ص ۱۷۹)

جواب نمبر۳

یہ رسمی عقیدہ یا اجتہادی غلطی اس لئے بھی نہیں ہوسکتی کہ یہ کتاب بقول مرزا صاحب نبی اکرم ﷺ کے ہاتھوں میں پہنچ چکی ہے اوراس کا نام ''قطبی'' بتایا گیا ہے یعنی قطب ستارہ کی طرح غیر متزلزل اور مستحکم ہے ۔(براہین احمدیہ قدیم ایڈیشن ص ۲۴۸، ۲۴۹، روحانی خزائن ج ا ص ۲۷۵) تو اگر اس کے اس عقیدہ کو رسمی عقیدہ یا اجتہادی غلطی کہہ کر غلط قرار دیا گیا تو یہ قطبی نہیں رہے گی اور اس کے دلائل مستحکم اور غیر متزلزل نہیں ہوں گے خصوصاً جب کہ نبی اکرم ﷺ کے مبارک ہاتھوں میں آ چکی اور آپ کی مبارک نظر سے گذر چکی تو آپ نے ایسی فاش غلطی جو مرزا صاحب کے نزدیک شرک عظیم ہے اس کو آپ نے کس طرح نظر انداز کر دیا۔

دیکھو مرزا کے نزدیک عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ ماننا شرک عظیم ہے:

'' فمن سوء الا دب ان یقال ان عیسی مامات وان ھو الا شرک عظیم یاکل الحسنات ویخالف الحصات بل ھو توفی کمثل اخوانہ ومات کمثل اھل زمانہ وان عقیدة حیاتہ قد جاء ت فی المسلمین من الملة النصرانیہ۔''

(الاستفتاء ضمیمہ حقیقت الوحی ص ۳۹، روحانی خزائن ص ۶۶۰ ج ۲۲)

جواب نمبر۴

یہ اجتہادی غلطی اس لیے بھی نہیں بن سکتی کہ مرزا صاحب خود تسلیم کرتے ہیں کہ ہم نے اس کتاب میں کوئی دعویٰ اور کوئی دلیل اپنے قیاس سے نہیں لکھی۔

(براہین احمدیہ حصہ دوم ص ۵۰، ۵۱، روحانی خزائن ج ا ص ۸۸ حاشیہ والا ۹۹)

اثبات رفع ونزول از روئے احادیث باقوال مرزا

حوالہ نمبرا

''مسیح ابن مریم کے آنے کی پیش گوئی ایک اول درجہ کی پیش گوئی ہے جس کو سب نے باتفاق قبول کیا ہے جس قدر صحاح میں پیش گوئیاں لکھی گئی ہیں کوئی پیش گوئی اس کے ہم پہلو اور ہم وزن ثابت نہیں ہوتی تواتر کا اول درجہ اس کو حاصل ہے......الخ۔''

(ازالہ اوھام ۵۵۷ روحانی خزائن ج ۳ ص ۴۰۰)

تواتر کی تعریف بھی مرزا صاحب کے زبانی سن لیجئے: ''تواتر ایسی چیز ہے کہ اگر غیر قوموں کی تواریخ کی رو سے بھی پایا جائے تو تب بھی ہمیں قبول کرنا ہی پڑتا ہے۔''

(ازالہ اوہام ص ۵۵۶ روحانی خزائن ج ۳ ص ۳۹۹)

حوالہ نمبر۲:

''اب پہلے ہم صفائی بیان کیلئے یہ لکھنا چاہتے ہیں کہ بائبل اور ہماری احادیث اور اخبار کی کتابوں کی رو سے جن نبیوں کا اس وجود عنصری کیساتھ آسمان پر جانا تصور کیا گیا وہ دو نبی ہیں ایک یوحنا جس کا نام ایلیا اور ادریس بھی ہے دوسرا مسیح ابن مریم جن کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں ان دونوں نبیوں کی نسبت عہد قدیم اور جدید کے بعض صحیفے بیان کر رہے ہیں کہ وہ دونوں آسمان کی طرف اٹھائے گئے ہیں اور پھر کسی زمانہ میں زمین پر اتریں گے اور تم ان کو آسمان سے آتے دیکھو گے انہی کتابوں سے کسی قدر ملتے جلتے الفاظ احادیث نبویہ میں بھی پائے جاتے ہیں۔''

(توضیح المرام ص ۴، روحانی خزائن ج ۳ ص ۵۲)

حوالہ نمبر۳:

"صحیح مسلم کی حدیث میں جو یہ لفظ موجود ہے کہ حضرت مسیح جب آسمان سے اتریں گے تو ان کا لباس زرد رنگ کا ہوگا۔"

(ازالہ اوہام ص ۳۶ روحانی خزائن ص ۱۴۲ ج ۳)

نوٹ: یہ حدیث صحیح مسلم میں نہیں بلکہ سنن ابی داؤد ج ۲ کتاب الملاحم باب خروج الدجال میں مذکور ہے۔ قادیانیوں کیلئے چونکہ مرزا قادیانی کی تحریرات حجت ہیں اس لئے الزامی طور پر مذکورہ حوالہ لکھا جاتا ہے۔

اثبات رفع ونزول مسیح از روئے اجماع امت

(۱) حیاۃ المسیح بجسمہ الی الیوم ونزولہ من السماء بجسمہ العنصری مما اجمع علیہ الامۃ وتواتر بہ الاحادیث۔

(تفسیر البحر المحیط ج ۲ ص ۴۷۳)

(۲) والاجماع علی انہ حی فی السماء ینزل ویقتل الدجال ویؤید الدین (تفسیر جامع البیان تحت آیت انی متوفیک)

(۳) الاجماع علی انہ رفع ببدنہ حیا قالہ الحافظ ابن حجر فی تلخیص الجبیر

(۴) فتح الباری میں بھی ذکر ادریس میں حضرت مسیح کے نزول پر اجماع منقول ہے۔

(۵) تفسیر ابن کثیر میں تواتر نزول کی صراحت کی گئی ہے۔

مرزائیوں کی شہادت کہ رفع ونزول عیسیٰ پر تمام مفسرین کا اجماع ہے حافظ

ابن حجر عسقلانی نے اپنی کتاب تلخیص الجبیر کے صفحہ ۳۱۹، ۳۲۰ پر عام مفسرین کا اجماع نقل کیا ہے۔ (عسل مصفی ص ۱۶۴)

مرزائیوں کے نزدیک بھی حافظ ابن حجر عسقلانی آٹھویں صدی کے مجدد ہیں، یہ مجددین کی اس فہرست میں داخل ہیں جو کہ عسل مصفی کے صفحہ ۱۶۲ ق، ۱۱۷ سے شروع ہوتی ہے اور کتاب ہذا مرزا کی مصدقہ ہے۔

☆ایک اہم اصول

مرزائیوں کے ساتھ بحث کرنے سے پہلے یہ طے کر لینا چاہیے کہ فریقین اگر آیات قرآنی کی تفسیر وتشریح اپنی مرضی ورائے سے کریں گے تو بحث کا کوئی فائدہ نہ ہوگا، تم اپنے معنی بیان کرو گے اور ہم اپنا حلفی بیان، کریں گے اور بحث کا حاصل کچھ نہ نکلے گا، اسلئے مناسب ہے کہ تیرہ صدیوں میں سے چند ایسے مفسرین ومجددین کا انتخاب کرلیں جن کی بات ہر دو فریق تسلیم کریں۔

چودھویں صدی کے مفسرین ومجددین کی بات بے شک نہ مانو، تیرہ صدیوں میں سے ایک مفسر ومجدد کا انتخاب کرلو جس کا بیان کیا ہوا معنی اور تفسیر معتبر اور قول آخر مانی جائے گی اور مجددین میں سے ان مجددین کا انتخاب کرتے ہیں جو فریقین کے نزدیک مسلم ہیں اور مرزائیوں کے مسلم مجددین کی فہرست کتاب ''عسل مصفی'' میں موجود ہے واضح ہو کہ یہ کتاب عسل مصفی وہ کتاب ہے جو مرزا صاحب کے ایک مرید مرزا خدا بخش نے لکھی اور ہر روز جو لکھی جاتی وہ باقاعدہ مرزا صاحب کو سنائی جاتی اگر کبھی وہ اتفاقاً مرزا صاحب کو نہ سناتا تو مرزا صاحب بڑے اہتمام کے ساتھ اس کے

متعلق استفسار کرتے کہ آج تم نے مجھے اس کتاب کا مسودہ کیوں نہیں سنایا غرضیکہ یہ پوری کتاب مرزا غلام احمد قادیانی نے پورے اہتمام کے ساتھ سنی گویا یہ مرزا صاحب کی مصدقہ کتاب ہے اور اس کے اندر جو مجددین کی فہرست ہے وہ مرزا غلام احمد کے نزدیک بھی مسلم مجددین ہیں اب ہم کتاب عسل مصفی سے وہ فہرست نقل کرتے ہیں۔

(عسل مصفی مصنفہ مرزا خدا بخش ص ۱۱۷ ج ۱)

پہلی صدی میں اصحاب ذیل مجدد تسلیم کئے گئے ہیں

(۱) عمر بن عبدالعزیز (۲) سالم (۳) قاسم (۴) مکحول

علاوہ ان کے اور بھی اس صدی کے مجدد مانے گئے ہیں چونکہ جو مجدد جامع صفات حسنی ہوتا ہے وہ سب کا سردار اور فی الحقیقت وہی مجدد فی نفسہ مانا جاتا ہے اور باقی اس کی ذیل سمجھے جاتے ہیں جیسے انبیاء بنی اسرائیل میں ایک نبی بڑا ہوتا تھا تو دوسرے اس کے تابع ہوکر کارروائی کرتے تھے چنانچہ صدی اول کے مجدد متصف بجمیع صفات حسنی حضرت عمر بن عبدالعزیز تھے۔ (نجم الثاقب ج ۲ ص ۹، وقرۃ العیون ومجالس الابرار)

دوسری صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں

(۱) امام محمد ادریس ابوعبداللہ شافعی (۲) احمد بن محمد بن حنبل شیبانی (۳) یحیٰی بن عون غطفانی (۴) اشہب بن عبدالعزیز بن داؤد قیس (۵) ابوعمرو مالکی مصری (۶) خلیفہ مامون رشید بن ہارون (۷) قاضی حسن بن زیاد حنفی (۸) جنید بن محمد بغدادی صوفی (۹) سہل بن ابی سہل بن ریحلہ الشافعی (۱۰) بقول امام شعرانی حارث بن اسعد محاسبی ابوعبداللہ صوفی بغدادی (۱۱) اور بقول قاضی القضاۃ علامہ عینی احمد بن خالد الخلال ابو

جعفر حنبلی بغدادی۔ (نجم الثاقب ج ۲ ص ۱۴، قرۃ العیون ومجالس الابرار)

تیسری صدی کے مجددین

(۱) قاضی احمد بن شریح بغدادی شافعی (۲) ابوالحسن اشعری متکلم شافعی (۳) ابوجعفر طحاوی ازدی حنفی (۴) احمد بن شعیب (۵) ابوعبدالرحمٰن نسائی (۶) خلیفہ مقتدر باللہ عباسی (۷) حضرت شبلی صوفی (۸) عبیداللہ بن حسین (۹) ابوالحسن کرخی وصوفی حنفی (۱۰) امام بقی بن مخلد قرطبی مجدد اندلس اہل حدیث۔

چوتھی صدی کے مجددین

(۱) امام ابوبکر باقلانی (۲) خلیفہ قادر باللہ عباسی (۳) ابوحامد اسفرانی (۴) حافظ ابونعیم (۵) ابوبکر خوارزمی حنفی (۶) بقول شاہ ولی اللہ ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ المعروف بالحاکم نیشاپوری (۷) امام بیہقی (۸) حضرت ابو طالب ولی اللہ صاحب قوت القلوب جو طبقہ صوفیاء سے ہیں (۹) حافظ احمد بن علی بن ثابت خطیب بغداد (۱۰) ابواسحاق شیرازی (۱۱) ابراہیم بن علی بن یوسف فقیہ المحدث

پانچویں صدی کے مجدد اصحاب

(۱) محمد بن محمد ابوحامد امام غزالی (۲) بقول عینی وکرمانی حضرت راعونی حنفی (۳) خلیفہ مستظہر بالدین مقتدی باللہ عباسی (۴) عبداللہ محمد بن محمد انصاری ابواسماعیل ہروی (۵) ابوطاہر سلفی (۶) محمد بن احمد ابوبکر شمس الدین سرخسی فقیہ حنفی

چھٹی صدی کے مجددین

(۱) محمد بن عبداللہ فخر الدین رازی (۲) علی بن محمد (۳) عزالدین بن کثیر (۴) امام

رافعی شافعی صاحب زبدہ شرح شفا (۵) یحییٰ بن حبش بن میرک حضرت شہاب الدین سہروردی شہید امام طریقت (۶) یحییٰ بن اشرف بن حسن محی الدین لوذی (۷) حافظ عبدالرحمٰن ابن جوزی

ساتویں صدی کے مجدد اصحاب

(۱) احمد بن عبدالحلیم تقی الدین ابن تیمیہ حنبلی (۲) تقی الدین ابن دقیق العید (۳) شاہ شرف الدین مخدوم بہائی سندی (۴) حضرت معین الدین چشتی (۵) حافظ ابن القیم جوزی شمس الدین محمد بن ابی بکر بن ایوب بن سعد بن القیم الجوزی ورعی دمشقی حنبلی (۶) عبداللہ بن اسعد بن علی بن سلیمان بن خلاج ابومحمد عفیف الدین یافعی شافعی (۷) قاضی بدرالدین محمد بن عبداللہ الشبلی حنفی دمشقی

آٹھویں صدی کے مجددین

(۱) حافظ علی بن حجر عسقلانی شافعی (۲) حافظ زین الدین عراقی شافعی (۳) صالح بن عمر بن ارسلان قاضی بلقینی (۴) علامہ ناصرالدین شاذلی بن سنت میلی

نویں صدی کے مجدد اصحاب

(۱) عبدالرحمٰن کمال الدین شافعی معروف بہ امام جلال الدین سیوطی (۲) محمد بن عبدالرحمٰن سخاوی شافعی (۳) سید محمد جونپوری مہدی اور بقول بعض دسویں صدی کے مجدد ہیں۔

دسویں صدی کے مجدد اصحاب یہ ہیں

(۱) ملا علی قاری (۲) محمد طاہر فتنی گجراتی، محی الدین محی السنہ (۳) حضرت علی بن حسام

الدین معروف بہ علی متقی ہندی مکی

٭ گیارہویں صدی کے مجددین

(۱) عالم گیر بادشاہ غازی اورنگ زیب (۲) حضرت آدم بنوی صوفی (۳) شیخ احمد بن عبدالاحد بن زین العابدین فاروقی سرہندی معروف بامام ربانی مجدد الف ثانی

٭ بارہویں صدی کے مجدد اصحاب ذیل ہیں

(۱) محمد بن عبدالوہاب بن سلیمان نجدی (۲) مرزا مظہر جان جاناں دہلوی (۳) سید عبدالقادر بن احمد بن عبدالقادر حسنی کوکیانی (۴) حضرت احمد شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی (۵) امام شوکانی (۶) علامہ سید محمد بن اسماعیل امیر یمن (۷) محمد حیات بن ملا زیہ سندھی مدنی

٭ تیرھویں صدی کے مجددین

(۱) سید احمد بریلوی (۲) شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (۳) مولوی محمد اسماعیل شہید دہلوی (۴) بعض کے نزدیک شاہ رفیع الدین صاحب بھی مجدد ہیں (۵) بعض نے شاہ عبدالقادر کو مجدد تسلیم کیا ہے، ہم اس کا انکار نہیں کر سکتے کہ بعض ممالک میں بعض بزرگ ایسے بھی ہوں گے جن کو مجدد مانا گیا ہو اور ہمیں اطلاع نہ ملی ہو۔

مرزائی سوال

مرزائی عموماً سوال کرتے ہیں کہ چودھویں صدی کا مجدد کون ہے واضح ہو کہ ان کے نزدیک آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی ہی چودھویں صدی کا مجدد ہے۔

جواب

ہم جواب میں چودھویں صدی کے مجددین کے ضمن میں یہ نام پیش کرتے ہیں:
(۱) حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند (۲) حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی (۳) مفسر قرآن حضرت مولانا حسین علی (۴) شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حسین احمد مدنی (۵) حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلوی بانی تبلیغ جماعت (۶) سید المحدثین حضرت مولانا سید علامہ انور شاہ کشمیری (۷) شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری (۸) حضرت شاہ عبدالقادر رائپوری (۹) حضرت خلیفہ غلام محمد، دین پور شریف

نوٹ: مرزا خدا بخش کی اس دی گئی فہرست میں تیرہ صدیوں کے مجددین کی تعداد اکیاسی بنتی ہے۔

کتاب عسل مصفٰی کی تائید وتوثیق

واضح ہو کہ مولوی خدابخش مصنف کتاب عسل مصفٰی اپنی اس کتاب کے صفحہ ۶ / ۷ پر لکھتا ہے کہ میری اس کتاب کو حکیم نورالدین بھیروی، مولوی عبدالکریم سیالکوٹی، مولوی محمد احسن امروہی نے اس رسالہ کو نہایت ہی پسند فرمایا۔ آگے لکھتا ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی رئیس قادیان مسیح موعود مہدی معہود علیہ الصلوۃ والسلام (نعوذ باللہ العظیم) نے بھی اس ناچیز رسالے کو عزت کی نگاہ سے دیکھا اور اس کے سننے سے اظہار خوشی فرمایا۔ سو دوسری وجہ جو اس کتاب کے لکھنے کی محرک ہوئی وہ یہی ہے کہ خود ہادی امام میری ناچیز خدمت کو نظر قبولیت سے دیکھتے ہیں۔

(کتاب عسل مصفٰی ص ۷ ج ۱)

دلائل اثبات رفع ونزول از روئے قرآن مجید

﴿آیت نمبر۱

" ھوالذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ "(براہین احمدیہ ج۴ حاشیہ ص۴۵۹ ایڈیشن قدیم ۴۹۹ روحانی خزائن ج۱ ص۵۹۳)

﴿آیت نمبر۲

" عسی ربکم ان یرحم علیکم "

(براہین احمدیہ ج۴ روحانی خزائن ص۶۰۱ ج۱ قدیم ایڈیشن ص۵۰۵ حاشیہ)

﴿آیت نمبر۳

" ومکروا ومکراللہ واللہ خیر الماکرین "﴿پ۳ سورۃ آل عمران ع۵ آتی ۵۴﴾

ترجمہ: اورانہوں نے خفیہ تدبیر کی اور اللہ نے بھی خفیہ تدبیر کی اور اللہ تدبیر کرنے والوں میں بہتر تدبیر کرنیوالے ہیں۔

طرز استدلال

یہود ونا مسعود کی تدبیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کوقتل کرنے کی تھی اورانہوں نے آپ کوقتل کرنے کی پوری کوشش کی جس کا اللہ تعالیٰ نے ومکروا میں ذکرفرمایا ان کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی تدبیر کا ذکر فرمایا اوراپنی تدبیر کو بہتر بتایا ان کی تدبیر ناکام ہوگئی اور اللہ تعالیٰ کی تدبیر غالب ہوگئی، چنانچہ یہودا اسکریوطی جو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں میں سے تھا تیں روپے لیکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پکڑوانے والے کیلئے اس مکان میں داخل ہوا اللہ تعالیٰ نے اسے حضرت عیسیٰ

کی شکل میں تبدیل کر دیا اور عیسیٰ کو اپنی کمال قدرت سے آسمان پر اٹھالیا۔

مذکورہ بالا آیت کی تمام مفسرین نے یہی تفسیر بیان کی ہے اور اللہ تعالیٰ کی اس تدبیر کا ذکر کیا ہے کوئی ایک مفسر رمجدد پیش نہیں کیا جاسکتا جس نے یہاں پر عیسائیوں اور مرزائیوں کی تدبیر بیان کی ہو۔

نکتہ

''مکر'' کہتے ہیں لطیف خفیہ تدبیر کو۔ اگر اچھے مقصد کیلئے ہو تو اچھا ہے اور برائی کیلئے ہو تو برا ہے۔ اسی لئے ''ولا یحیق المکر السیئی الا باھلہ'' میں مکر کے ساتھ سیئی کی قید لگائی ہے اور یہاں خدا تعالیٰ کو خیر الماکرین کہا۔ مطلب یہ ہے کہ یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف طرح طرح کی سازشیں اور خفیہ تدبیریں شروع کر دیں حتیٰ کہ بادشاہ کے کان بھر دیے کہ یہ شخص (معاذ اللہ) ملحد ہے تورات کو بدلنا چاہتا ہے، سب کو بددین بنا کر چھوڑے گا۔ اس نے مسیح علیہ السلام کی گرفتاری کا حکم دے دیا ادھر یہ ہو رہا تھا اور ادھر حق تعالیٰ کی لطیف اور خفیہ تدبیر ان کے توڑ میں اپنا کام کر رہی تھی جس کا آگے ذکر آئے گا۔ بے شک خدا کی تدبیر سب سے بہتر اور مضبوط ہے جسے کوئی توڑ نہیں سکتا۔

﴿تفسیر عثمانی از علامہ شبیر احمد عثمانی ص ۷۱﴾

﴿آیت نمبر ۴

'' اذ قال اللہ یا عیسی انی متوفیک......الخ''

﴿پ ۳ آل عمران ع ٦ آیت ۵۵﴾

ترجمہ: اے عیسیٰ بیشک میں تجھے لینے والا ہوں اور تجھے اپنی طرف اٹھانے والا ہوں''

یہ آیت بھی عیسیٰ علیہ السلام کی حیاۃ اور رفع جسمانی کی صریح دلیل ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کی تدبیر کے بالمقابل عیسیٰ کو تسلی دیتے ہوئے ان سے چار وعدے فرمائے ہیں:

۱) یہ کہ تجھے وفات دونگا، یہودی قتل نہیں کرسکیں گے

۲) اس وقت تجھے اپنی طرف اٹھالوں گا

۳) کفار یعنی یہود سے تجھے پاک کروں گا

۴) تیرے متبعین کو تیرے دشمنوں پر قیامت تک غالب رکھوں گا

یہ چار وعدے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے اس وقت کئے جب یہود نامسعود آپ کے قتل کا منصوبہ تیار کر چکے تھے یہاں پر رافعک میں جو رفع کا وعدہ ہے وہ باتفاق تمام مجددین ومفسرین رفع جسمانی ہے مرزا غلام احمد قادیانی کذاب سے قبل جس قدر مجددین گذرے ہیں کوئی ایک مجدد بھی ایسا پیش نہیں کیا جاسکتا جس نے یہاں رفع سے مراد رفع درجات یا رفع روحانی لیا ہوا لبتہ متو فیک کے معنی میں علماء کرام کی دو رائے ہیں۔ اکثر علماء نے اس کا معنی پورا پورا لینے کا کیا ہے یعنی جسد مع الروح کیونکہ یہی توفی کا حقیقی معنی ہے۔ بعض علماء نے متوفیک کا معنی ممیتک لیا ہے جیسا کہ بخاری شریف میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے لیکن یہ بھی ہمیں مضر نہیں ہے اس لئے کہ جن حضرات نے توفیٰ کا معنی موت کا لیا ہے وہ اس میں تقدیم وتاخیر کے قائل ہیں یعنی ممیتک عند انقضاء اجلک ورافعک الآن ۔ میں تجھے ماروں گا جب تیری موت کا وقت مقرر ہوگا اور اب تجھے اٹھانے والا ہوں'' ﴿تفسیر ابن عباس﴾

جواب نمبر۱

تمام علماء نحو اس بات پر متفق ہیں کہ واؤ ترتیب کیلئے نہیں ہوتی بلکہ مطلق جمع کیلئے ہوتی ہے بخلاف ثم اور فاء کے۔ شرح مائۃ عامل کا طالب علم بھی اس سے آگاہ ہے۔

جواب نمبر۲

قرآن مجید میں اس طرح کی کئی مثالیں موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ واؤ ہمیشہ ترتیب کیلئے نہیں ہوتی جیسا کہ حضرت مریم کو فرمایا

" واسجدی وارکعی " اور سجدہ کیا کر اور رکوع کیا کر ۔ ﴿پ۳ آل عمران ۴۳ ع ۵﴾

"فاخذہ اللہ نکال الآخرۃ والاولیٰ " پس اللہ تعالیٰ نے اس کو دنیا و آخرت کے عذاب میں پکڑا۔ ﴿پ۳۰ النازعات ۲۵ ع ۱﴾

جواب نمبر۳

اس پوری آیت میں مرزائیوں کے نزدیک بھی ترتیب ٹھیک نہیں ہے کیونکہ مرزائیوں کی تفسیر کے مطابق آیت کا معنی یوں ہوگا: "اے عیسیٰ میں تجھے پہلے موت دینے والا ہوں اس کے بعد تیرا روحانی رفع یا رفع درجات کروں گا اس کے بعد تجھے کافروں سے پاک کروں گا اور اس کے بعد تیرے متبعین کو تیرے دشمنوں پر غالب کروں گا۔"

اب مرزائیوں کے خیال کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کشمیر کی طرف ہجرت کرنے کے بعد واقعہ صلیب سے ستاسی سال بعد کشمیر میں ہوئی تو اب

مطھرك من الذين کفروا (میں تجھے کافروں سے پاک کروں گا) پہلے ہوگیا اور وفات اور رفع ستاسی برس بعد ہوا جس سے معلوم ہوا کہ ترتیب مرزائیوں کے نزدیک بھی قائم نہ رہی واقعہ کے طور پر تطہیر پہلے ہوئی اور اس کے بعد وفات پھر رفع اور پھر غلبہ۔

؎ الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

جواب نمبر۴

کئی ایک مفسرین نے یہاں ترتیب کو الٹ کر تفسیر کی ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس کی تفسیر میں گذر چکا ہے۔

جواب نمبر۵

عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق افراط کا شکار ہوئے اور انہیں الٰہ تک بنا دیا اور یہود تفریط کے قائل ہوئے تو درجہ نبوت سے بھی نیچے گرا دیا۔ خدا تعالیٰ کو دونوں کی تردید کرنا مقصود تھی عیسائیوں نے شرک کیا تھا اور یہود نے گستاخی رسول، چونکہ شرک بہرحال گستاخی رسول سے بڑا جرم ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے پہلے اس کی تردید کی لفظ متوفیک سے کہ میں تجھے موت دوں گا۔ مطلب صاف ظاہر ہے کہ جس پر موت آتی ہے وہ الٰہ اور معبود نہیں ہوسکتا اس کے بعد یہود کی تردید ورافعک الی سے کی یعنی تم نے میرے رسول کی شان میں کمی کی میں نے تو ان کو اوپر اٹھا لیا اور اوپر اٹھانے سے ان کی رفعت شان ظاہر ہوئی۔

بحث لفظ 'توفیٰ'

اس لفظ کا مادہ ہے وفی یعنی جب یہ مادہ باب تفعل میں چلا جائے تو اس کے حقیقی معنی پورا پورا لینے کے ہوں گے جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے "اتوفیت الثمن" ہاں موت اور نیند کے معنی میں بھی مجازاً استعمال ہوتا ہے جبکہ وہاں کوئی قرینہ موجود ہو جیسے "هوالذی یتوفاکم باللیل" (وہی ہے جو تمہیں رات کو موت دیتا ہے) ﴿۷/الانعام ۱۳ ع ۷﴾ اسی طرح

'اللہ یتوفی الانفس حین موتها والتی لم تمت فی منامها"

(اللہ تعالیٰ جانوں کو ان کی موت کے نزدیک قبض کر لیتا ہے اور جو ابھی نہیں مرے ان کی جان نیند میں قبض کر لیتا ہے) ﴿پ ۲۴ الزمر ۴۲ ع ۵﴾

یہ آیات اس بات کی صریح دلیل ہیں کہ توفی کا حقیقی معنی موت نہیں ہے اگر اس کا حقیقی معنی موت ہوتا تو موت اور توفی کا تقابل درست نہ تھا یہاں آیت میں توفی کے ساتھ موت اور عدم موت دونوں جمع ہو رہی ہیں۔

توفی کا معنی از کتب سلف:

۱﴾ " متوفیك ورافعك ای علی التقدیم والتاخیر وقد یکون الوفاة قبضا لیس بموت" (مجمع الابحر ص ۵۴ ج ۴، منقول از غسل مصفی ۵۷۱ ج ۱)

۲﴾ " فلما توفیتنی ......الخ اخذا لشئی وافیا والموت نوع منه "
(تفسیر صافی ج ا غسل مصفی ج ا ص ۱۸۷)

۴﴾ " یستعمل التوفی فی اخذ الشئی وافیا ای کاملا والموت نوع منه " (حاشیہ شیخ احمد صاوی مالکی علی جلالین ص ۳۱۵ منقول از عسل مصفی ص ۱۸۷)

توفّی کے معنی پر مرزا قادیانی کا چیلنج

حوالہ نمبر ۱:

توفی کے لفظ میں جہاں خدا فاعل اور انسان مفعول بہ ہو ہمیشہ اس جگہ توفی کے معنی مارنے اور روح قبض کرنے کے آتے ہیں۔

(تحفہ گولڑویہ ۴۵ روحانی خزائن ص ۱۶۲ ج ۱۷)

جواب نمبر ۱

یہ محض مرزا کا من گھڑت قاعدہ ہے کسی امام لغت نے یہ قاعدہ تحریر نہیں کیا اگر کوئی قادیانی کسی امام لغت سے یہ قاعدہ دکھا دے تو ہم اسے دس ہزار روپیہ انعام دیں گے۔

جواب نمبر ۲

مرزا کا یہ من گھڑت قاعدہ اسکی اپنی تحریر سے ٹوٹ رہا ہے۔ براہین احمدیہ حصہ ۴ ص ۵۲۰ میں متوفیک کا معنی لکھا ہے "میں تجھے پوری پوری نعمت دوں گا"

(روحانی خزائن ۶۲۰ حاشیہ ج ۱)

حوالہ نمبر ۲

براہین احمدیہ کا وہ الہام یعنی یاعیسی انی متوفیک ......الخ جو سترہ برس سے شائع ہو چکا ہے اس کے اس وقت خوب معنی کھلے ہیں یعنی یہ الہام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اسوقت بطور تسلی ہوا تھا جب یہود ان کو مصلوب کرنے کی کوشش کرر ہے تھے اور اس جگہ بجائے یہود، ہنود کوشش کر ر ہے ہیں اور الہام کے یہ معنی ہیں کہ میں تجھے ایسی ذلیل اور لعنتی موتوں سے بچاؤں گا۔

(سراج منیر حاشیہ ص ۷۱ روحانی خزائن ص ۲۳ ج ۱۲)

جواب: ☆ انعامی حوالہ ☆

”عن ابن عمر واذا رمی الجمار لا یدری احد ما لہ حتی یتوفاہ اللہ یوم القیامۃ“

(الترغیب والترہیب ص ۲۰۵، باب ماء جا فی فضل الحج رواہ البزار والطبرانی وابن حبان واللفظ لہ)

اس حدیث شریف میں مرزائیوں کی تمام شرائط موجود ہیں مگر توفی کا معنی موت نہیں ہے۔

ہمارا چیلنج

ہمارا دعویٰ ہے کہ اگر توفی باب تفعل سے ہو، اللہ اس میں فاعل ہو اور ذی روح اس کا مفعول ہو جو بن باپ پیدا ہوا ہو وہاں پر توفّی کا معنی پورا پورا لینا اور اٹھانا ہوگا موت کا معنی نہیں ہے کوئی مرزائی مرد میدان ہے جو ہمارے اس قاعدے کو توڑ کر منہ مانگا انعام حاصل کرے اگر مرزائی کہیں کہ آپ کا یہ قاعدہ کہاں لکھا ہوا ہے تو

جواب یہ ہے کہ علم النحو کی جس کتاب میں مرزا کا قاعدہ لکھا ہوا ہے اسی کتاب میں ساتھ یہ بھی لکھا ہوا ہے۔

﴾آیت نمبر ۵

" وما قتلوه يقينا بل رفعه الله اليه و كان الله عزيزا حكيما"

﴿پارہ ۶ سورۃ النساء ۱۵۷، ۱۵۸ ع ۲۲﴾ "اور انہوں نے اس (عیسیٰ) کو نہیں مارا یقیناً بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی طرف اٹھالیا اور اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے۔"

حکیم نورالدین نے اس آیت کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ "بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی طرف اٹھالیا۔" (فصل الخطاب برحاشیہ ص ۳۱۴)

یہ آیت بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع جسمانی اور حیات کی صریح دلیل ہے۔

☆ نکتہ

یہودیوں کی طرف سے قتل کا فعل واقع نہیں ہوا تھا بلکہ یہ محض ان کا ایک جھوٹا دعویٰ تھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے ملعون ہونے کے من جملہ اسباب میں سے ان کے اس قول کو لعنتی ہونے کا سبب بتایا ہے نہ کہ فعل کو اس لئے وقتلھم نہیں فرمایا بلکہ وقولھم فرمایا۔

مرزائی عذر

اس آیت میں رفع سے مراد رفع روحانی اور رفع درجات ہے کیونکہ یہودیوں کے نزدیک صلیب کی موت لعنتی شمار ہوتی ہے تو یہاں اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے جواب میں فرمایا کہ وہ ان کو ذلیل نہیں کر سکے بلکہ ہم نے ان کے درجات بلند

کر دیے۔

جواب نمبرا

یہ غلط، بالکل غلط ہے ہم پورے دعویٰ سے کہتے ہیں بلکہ ہمارا امت مرزائیہ کو چیلنج ہے کہ مرزا قادیانی سے پہلے تیرہ صدیوں کے مسلمہ بین الفریقین جس قدر مجدد اور مفسر گذرے ہیں ان میں سے کسی ایک نے بھی یہاں رفع سے مراد رفع درجات یا روحانی رفع نہیں لیا سب نے بالاتفاق یہاں رفع سے مراد اسی جسم عنصری سے آسمانوں پر اٹھایا جانا مراد لیا ہے۔ **''ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین''**

جواب نمبر۲

یہ تمہارا مفروضہ کہ صلیب کی موت لعنتی موت ہوتی ہے سراسر غلط اور یہودیانہ نظریہ ہے اول یہ ہے کہ اس کا دارومدار بائبل پر ہے جو محرف ہے دوم اس لئے کہ انہوں نے اپنے رائج طریقہ سے کئی ایک انبیاء علیہم السلام کو قتل کیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ویقتلون الانبیاء بغیر حق ''اور وہ انبیاء کو ناحق مار ڈالتے تھے'' اور یہ ظاہر ہے کہ ان انبیاء کو جنہیں وہ برحق نہیں مانتے تھے اپنے رائج طریقہ یعنی صلیب کے ذریعہ ختم کرتے تھے یعنی قتل کرتے تھے تو وہاں اللہ تعالیٰ نے ان کا رفع کیوں نہیں بیان کیا بلکہ ان کے رفع کا ذکر تک بھی نہیں کیا جبکہ انکا قتل وقوع میں آچکا ہے اور یہ قتل وقوع میں بھی نہیں آیا محض یہودیوں کا قتل کا قول ہے۔

جواب نمبر۳

یہاں رفع روحانی اس لئے بھی نہیں ہوسکتا کہ یہاں پر چار جگہ واحد مذکر

غائب کی ضمیر آئی ہے جن میں تین ضمیروں کا مرجع بالاتفاق عیسیٰ بن مریم جسد مع الروح ہے ان ضمیروں کا مرجع نہ صرف جسد ہے اور نہ صرف روح کیونکہ قتل اور صلیب کا فعل تبھی واقع ہوسکتا ہے جب جسد اور روح اکٹھے ہوں تو لامحالہ رفع کی ضمیر کا مرجع بھی جسد مع الروح ہی ہوگا نہ کہ فقط روح نیز یہاں پر کان اللہ عزیزاً حکیماً کا جملہ اس بات کی قوی دلیل ہے کہ یہاں رفع جسمانی ہی ہے ورنہ رفع روحانی کیلئے ان صفات کے لانے کی ضرورت نہیں تھی اور یہ اللہ تعالیٰ کے کلام میں زائد جملہ ہو جائے گا۔

مرزائی عذر

عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر کیسے جاسکتے ہیں اول تو اس میں کئی ناری کرّے ہیں، دوم اسلئے کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مشرکین نے کہا کہ آپ آسمانوں پر جائیں تب ہم آپ پر ایمان لائیں گے......الخ تو جناب نبی اکرم ﷺ نے جواب میں فرمایا ھل کنت الا بشرا رسولا (میں تو صرف بشر رسول ہوں)

﴿پارہ ۱۵ بنی اسرائیل ۱۰﴾

جواب:

عیسیٰ علیہ السلام اسی طرح چلے گئے جیسے موسیٰ علیہ السلام چلے گئے۔

(بحوالہ نور الحق ص ۵۱ روحانی خزائن ص ۶۹ ج ۸) ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

☆☆ ایٹم بم نمبر 1 ☆☆

" هذا هو موسیٰ فتی الله الذی اشارالله فی کتابه الی حیاته وفرض علینا ان نومن انه حی فی السماء ولم یمت ولیس من المیتین " (نور الحق ص۵۰ روحانی خزائن ص۶۸،۶۹ ج۸)

مرزائی اعتراض:

مرزائی عموماً اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ یہاں حی فی السماء سے مراد روحانی حیات ہے اور آگے لم یمت سے نفی روحانی موت کی ہو رہی ہے۔

جواب نمبر۱:

کیا کوئی شخص ان کی روحانی موت کا قائل ہے کہ جب تم اس کو ثابت کر رہے ہو روحانی حیات تو کفار کو بھی حاصل ہے۔

جواب نمبر۲

آگے اسی حوالہ میں مرزا نے حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تقابل کیا ہے کہ موسیٰ تو بے شک زندہ ہیں مگر عیسیٰ کے بارے میں ہمیں آیات سے ثبوت ملتا ہے کہ وہ فوت ہو چکے ہیں جس طرح کہ آگے حوالہ میں مذکور ہے " ولا تجد مثل هذه الآیات فی شان عیسیٰ " تو ہم پوچھتے ہیں کہ اس تقابل سے تو معلوم ہوتا ہے کہ عیسیٰ پر روحانی موت آگئی حالانکہ روحانی موت کسی پر بھی واقع نہیں ہوتی تقابل تب ہی درست بن سکتا ہے جبکہ موسیٰ کی جسمانی حیات مراد لی جائے۔

☆☆ ایٹم بم حوالہ نمبر 2 ☆☆

" بل حیاۃ کلیم اللہ ثابت بنص القرآن الکریم الا تقرء فی القرآن ما قال اللہ تعالیٰ عزو جل ' ولا تکن فی مریۃ من لقائہ ' وانت تعلم ان ھذہ الآیۃ نزلت فی موسیٰ فھی دلیل صریح علی حیاۃ موسیٰ علیہ السلام لانہ لقی رسول اللہ ﷺ والاموات لایلاقون الا حیاء ولاتجد مثل ھذہ الآیات فی شان عیسیٰ علیہ السلام نعم جاء ذکر وفاتہ فی مقامات شئی فتدبر فان اللہ یحب المتدبرین ۔" (حمامۃ البشریٰ ۳۵ روحانی خزائن ص۲۲۱ ج ۷)

جواب نمبر۲:

یہاں پر بحث جانے کی نہیں بلکہ لیجانے کی ہے ہم بھی مانتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام تو کیا کوئی نبی بھی آسمانوں پر نہیں جاسکتا، سوال یہ ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ لے جاسکتے ہیں یا نہیں ۔ جناب نبی کریم ﷺ نے زیادہ سے زیادہ اس جواب میں اپنی بشریت کے اقرار میں خود جانے کی نفی کی ہے نہ کہ اللہ تعالیٰ کے لے جانے کی ۔ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ حضور اکرم ﷺ کے لے جانے کا ذکر فرماتے ہیں سبحان الذی اسری بعبدہ ...... الخ یہاں بھی رفع میں فاعل اللہ تعالیٰ ہے ۔

مرزائی اعتراض

آیت مذکورہ میں بل ابطالیہ مراد لینا بالکل غلط ہے کیونکہ قرآن مجید کلام اللہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے کلام میں بل ابطالیہ نہیں آسکتا ۔

جواب

جن نحویوں نے یہ بات کہی ہے انہوں نے اس بات کی بھی تصریح کر دی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کفار کا قول نقل کریں تو ان کی تردید میں بــل ابطالیہ آتا ہے جیسا کہ احمدیہ پاکٹ بک والے مرزائی نے خود ص۳۷۴ پر نقل کیا ہے: قرآن مجید میں کئی مقامات پر بل ابطالیہ استعمال کیا گیا ہے مثلاً

''وقالوا اتخذاللّٰہ ولدا سبحانہ بل لہ مافی السموات والارض کل لہ قانتون '' ﴿پارہ ا آیت۱۱۶ع۱۳﴾ ''اورانہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اولاد پکڑی، پاکی ہے اس کو بلکہ اسی کیلئے ہے جو کچھ آسمانوں اورزمینوں میں ہے سب کچھ اسی کے فرمانبردار ہیں۔''

''وقالوا اتخذ الرحمن ولدا سبحانہ بل عبادمکرمون۔''

(پارہ۱۷الانبیاء آیت۲۹) ''اور انہوں نے کہا کہ رحمٰن نے اولاد پکڑی وہ اولاد سے پاک ہے بلکہ جن کو تم اولاد بتاتے ہو، وہ مکرم بندے ہیں''

''ام یقولون افتری بل ھوالحق من ربک '' ''کیا وہ کہتے ہیں کہ جھوٹ باندھ لیا ہے بلکہ وہ تیرے پروردگار کی طرف سے حق ہے''۔

☆فائدہ

بــل ابطالیہ یا اضرابیہ جس کلام میں آتا ہے اس میں بل کے ماقبل اور مابعد والے مضمون میں منافات ہوتی ہے ورنہ بل ابطالیہ بے سود ہے اب متنازعہ فیہ آیت میں اس کے مابعد سے اگر رفع درجات مراد لیا جائے تو اس کی ماقبل سے

منافات نہیں ہاں رفع حیاً اور قتل میں منافات ہے

مرزائی اعتر ض

یہ ضروری نہیں کہ رفعہ میں ضمیر کا مرجع حضرت عیسیٰ علیہ السلام جسد مع الروح ہوں جیسا کہ قرآن مجید میں وارد ہے ثم اماته فاقبره یہاں دو ضمیریں آئی ہیں جو انسان کیطرف لوٹتی ہیں پہلی ضمیر جسد مع الروح کی طرف اور دوسری ضمیر صرف جسد یا روح کی طرف۔

جواب نمبرا

آپ مندرجہ بالا آیت میں موت واقع ہونے کے بعد جبکہ جسد اور روح میں انفصال ہو گیا تو لامحالہ دوسری ضمیر کا مرجع یا جسد ہوگا یا فقط روح دونوں نہیں بن سکتے بخلاف متنازعہ فیہ آیت کے کہ اس میں قتل اور صلیب یعنی موت کی نفی کے بعد رفع کے ساتھ ضمیر آرہی ہے تو لامحالہ یہاں رفع جسد مع الروح ہوگا نہ کہ فقط روح کا لہذا یہ قیاس، قیاس مع الفارق ہے۔

جواب نمبر۲

یہاں اقبره میں ضمیر جسد مع الروح انسان کی طرف لوٹ رہی ہے اور یہاں پر انسان کے مختلف حالات ذکر ہو رہے ہیں۔

مرزائی اعتراض

رفعه میں ضمیر کا مرجع صنعت استخدام ہے

جواب:

یہ مرزائیوں کی جہالت اور کور علمی کا بین ثبوت ہے اگر انہیں صنعت استخدام کی تعریف معلوم ہوتی تو وہ اس قسم کی جہالت کا ثبوت نہ دیتے۔

صنعت استخدام اسے کہتے ہیں کہ ایک لفظ جس کے دو معنی ہوں، لفظ سے ایک معنی مراد لیا جائے اور جب اس لفظ کی طرف کوئی ضمیر لوٹائی جائے تو اس سے دوسرا معنی مراد لیا جائے یا ایک لفظ کے دو معنی ہوں اس کی طرف دو ضمیریں لوٹائی جائیں ایک ضمیر سے ایک معنی اور دوسری ضمیر سے دوسرا معنی مراد لیا جائے (دیکھو مختصر المعانی وغیرہ ص ۴۵۷) یہاں پر عیسیٰ بن مریم کے دو معنی نہیں کہ صنعت استخدام بن سکے۔

مرزائی اعتراض

الیہ سے مراد آسمانوں پر لینا درست نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ تو ہر جگہ موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فاینما تولوا فثم وجه الله یعنی پس جدھر کو منہ کرو اُدھر ہی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے ﴿پارہ ۱ ع ۱۴ البقرہ ۱۱۵﴾ وھو الله فی السماء اله وفی الارض اله ''اور اللہ ہی کی ذات ہے جو زمینوں میں بھی معبود ہے اور آسمانوں میں بھی معبود ہے'' ﴿پارہ ۲۵ ع ۱۳ آیت ۸۴﴾

جواب نمبر ۱

الیہ سے مراد الی السماء ہے جیسا کہ مرزا صاحب خود تسلیم کرتے ہیں کہ: ''ہر ایک اپنے درجہ کے موافق آسمانوں کی طرف اٹھایا جاتا ہے اور اپنے قرب کے انداز کے موافق رفع سے حصہ لیتا ہے اور انبیاء و اولیاء کی روح اگرچہ دنیوی حیات کے زمانہ میں زمین پر ہو مگر پھر بھی اس آسمان سے اسکا تعلق ہوتا ہے جو اس کی روح

کیلئے حد رفع ٹھرایا گیا ہے اور موت کے بعد وہ روح اس آسمان جا میں ٹھہرتی ہے جو اس کیلئے حد رفع مقرر کیا گیا ہے" (ازالہ اوہام ص ۳۴۵ روحانی خزائن ص ۲۷۶ ج ۳)

اب اس حوالہ سے ثابت ہوگیا کہ الیہ سے مراد آسمان ہے لہذا حد رفع میں قادیانیوں اور ہمارا کوئی احتلاف نہ ہوا بلکہ اختلاف مرفوع شے میں ہے کہ اٹھائی کون سی چیز گئی ہے فقط روح یا جسد مع الروح۔ اس کا جواب بل ابطالیہ میں موجود ہے کیونکہ بل کے ماقبل اور مابعد میں ضدیت ہے اور ضدیت کیلئے وحدت زمانی ضروری ہے لہذا عدم موت اور رفع کا زمانہ بھی ایک ہونا چاہیے اور آپ کے نزدیک عدم موت اور رفع کے درمیان ۸۷ برس کا طویل فاصلہ ہے۔

جواب نمبر۲

اصل بات یہ ہے کہ بلندی کی نسبت اللہ تعالیٰ اپنی طرف کرتے ہیں چونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات بلند اور رفع ہے جیسا کہ فرمایا" الیه یصعد الکلم الطیب " یہاں بھی الیہ سے مراد آسمان ہی ہے۔

جواب نمبر۳

قرآن خود گواہی دے رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں میں ہے " أ ء منتم من فی السماء ان یخسف بکم الارض ......الخ" کیا تم نڈر ہو اس ذات سے جو آسمان میں ہے کہ تم سب کو زمین میں دھنسا دے۔ ﴿پارہ ۲۹ الملک ۱۶﴾

جواب نمبر۴

مرزا کا الہام ہے:

۱)" فرزند دل بند گرامی وارجمند مظہر الحق والعلا کانّ اللہ نزل من السماء "

(تذکرہ ص۱۴۴، ۱۸۴ طبع دوم مثلہ ازالہ اوہام ص۱۵۶ روحانی خزائن ج۳ ص۱۸۰)

۲) " جری اللہ فی حلل الانبیاء کان اللہ نزل من السماء "

(تبلیغ رسالت اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶، مندرجہ مجموعہ اشتہارات ج ا ص ۱۰۱ وایضا تذکرہ ص ۸۱ / ۶۴۶) اس الہام سے معلوم ہوا کہ مرزا صاحب کے نزدیک اللہ تعالیٰ آسمانوں پر ہے۔

جواب نمبر ۵

خود مرزا کا قول ہے " الا یعلمون أنّ المسیح ینزل من السماء یجمیع علومہ ولا یاخذ شیئا من الارض مالھم لا یشعرون "

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن ج۵ ص۴۰۹)

مرزائی اعتراض

" اذا تواضع العبد رفعہ اللہ الی السماء السابعۃ" دیکھیے اس میں رفع جسمانی مراد نہیں بلکہ روحانی مراد ہے حالانکہ یہ حدیث بعینہ بل رفعہ اللہ کی طرح ہے۔

جواب نمبر ا

یہاں رفع سے پہلے تواضع کا قرینہ موجود ہے لہذا یہاں پر رفع درجات ہی مراد ہوگا نیز یہ قیاس مع الفارق ہے کیونکہ یہ آیت کے مشابہ نہیں کیونکہ آیت میں تو پہلے قتل کی نفی موجود ہے قتل کی نفی کے بعد تو رفع جسمانی ہوگا بخلاف اس کے کہ یہاں نہ

قتل کا ذکر ہے اور نہ بل ابطالیہ موجود ہے اسی طرح باقی تمام جگہوں میں سمجھیں جہاں جہاں رفع درجات مراد ہوگا وہاں کوئی نہ کوئی قرینہ ضرور موجود ہوگا۔

جواب نمبر۲

کسی مقام میں رفع سے رفع درجات یا رفع روحانی پائے جانے سے یہ کیسے ثابت ہوگیا کہ متنازع فیہ آیات میں بھی رفع سے مراد روحانی رفع ہے ہم بلا خوف تردید یہ کہہ چکے ہیں کہ اس آیت میں کسی ایک مسلم مفسر یا مجدد نے رفع روحانی مراد نہیں لیا اگر ہمت ہے تو مرزا کے علاوہ اس سے قبل کسی مجدد کا نام پیش کرو۔

﴿آیت نمبر۶

" وان من اهل الکتاب الالیومنن به قبل موته ......الخ۔" اور اہل کتاب میں سے ہر ایک اس (عیسیٰ پر یعنی آپ کے زندہ ہونے) پر ایمان لائے گا آپ (عیسیٰ) کی موت سے پہلے اور آپ قیامت کے دن ان پر گواہ ہوں گے۔"

﴿پارہ۶ النساء ۱۵۹ ع۲۲﴾

آیت مذکورہ میں به اور موته دونوں ضمیروں کا مرجع عیسیٰ علیہ السلام ہیں اور آیت کا مطلب ہے کہ آئندہ زمانہ میں جس قدر اہل کتاب موجود ہونگے تمام کے تمام عیسیٰ علیہ السلام پر ان کی موت سے قبل ان پر ایمان لائیں گے یہ آیت اس بات کی صریح دلیل ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اب تک فوت نہیں ہوئے اور وہ قیامت کے قریب دوبارہ تشریف لائیں گے۔ تمام مفسرین نے آیت مذکورہ کا یہی معنی بیان کیا ہے دیکھئے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جب یہ حدیث بیان کی:

" والذی نفسی بیده لیوشکن ان ینزل فیکم ......الخ"

تو اس کے بعد فرمایا " وان شئتم فاقرؤا' وان من اهل الکتاب الا لیومنن بہ' ......الخ" حضرت ابوہریرہؓ صحابی رسول نے حدیث رسول بیان کرنے کے بعد یہ آیت بطور استشہاد پیش کی جس سے آیت کی تفسیر واضح ہوگئی صحابی رسول ﷺ کی اس تفسیر کے بعد کسی انسان کی تفسیر جو اس کے خلاف ہو اس کی کوئی وقعت نہیں اور در حقیقت یہ تفسیر حضرت ابوہریرہؓ کی نہیں بلکہ یہ حضور ﷺ کی تفسیر ہے کیونکہ ایسے مقامات میں ابوہریرہؓ اپنے قیاس سے کچھ نہیں کہہ سکتے ان کی اکثر عادت شریفہ یہ تھی کہ کسی حدیث کے بیان کرنے کے بعد وہ استشہاد کے طور پر کبھی تو فرماتے "قال رسول اللہ ﷺ وان شئتم فاقرؤا'' اور کبھی " قال رسول اللہ " نہیں کہتے تھے صرف " ان شئتم " کہہ دیتے تھے۔ نیز دیکھئے اکابرین سلف نے نزول عیسیٰ علیہ السلام پر آیت مذکورہ کو ہی دلیل کے طور پر پیش کیا ہے۔

حوالہ نمبر ۱

" فان قیل فما الدلیل علی نزول عیسیٰ علیہ السلام من القرآن فالجواب الدلیل علی نزولہ قولہ تعالیٰ 'وان من اھل الکتاب الا لیومنن بہ قبل موتہ' ۔" (الیواقیت والجواہر ج ۲ ص ۱۴۶ للعلامہ شعرانی مطبوعہ مصر)

حوالہ نمبر ۲

" ونزول عیسیٰ من السماء کماقال اللہ تعالیٰ وانہ ای عیسیٰ لعلم للساعۃ ای علامۃ القیامۃ وقال اللہ تعالیٰ وان من اھل الکتاب الا لیومنن بہ قبل موتہ ای قبل موت عیسیٰ بعد نزولہ

عند قیام الساعة فیصر الملل ملة واحدة“(شرح فقہ اکبر ص ۱۳۶ ملا علی قاری)

مرزائی اعتراض

بعض مفسرین نے قبل موتہ کی ضمیر کا مرجع اہل کتاب کو بنایا ہے اور یہ قراءۃ شاذہ کے موافق بھی ہے۔ قراءۃ شاذہ ’قبل موتھم‘ ہے۔

جواب نمبرا

حضرت ابو ہریرہؓ کی تفسیر کے بعد کسی اور تفسیر کی کوئی حاجت نہیں اور نہ کسی پر اعتماد ہے۔

جواب نمبر۲

جن حضرات نے ضمیر کا مرجع اہل کتاب کو بنایا ہے وہ اس کے باوجود عیسیٰ علیہ السلام کے رفع جسمانی اور آمد ثانی کے تمام امت کیطرح قائل ہیں لہذا ان کا اہل کتاب کو مرجع بنانا ہمیں مضر نہیں ہے۔

جواب نمبر۳

حکیم نورالدین بھیروی نے متنازعہ فیہ آیت کا ترجمہ اپنی کتاب ’فصل الخطاب بمقدمہ اہل الکتاب‘ حصہ دوم ص ۳۱۴ میں یوں کیا ہے: ”اور نہیں کوئی اہل کتاب سے مگر البتہ ایمان لائے گا ساتھ اس کے پہلے موت اس کی کے اور دن قیامت کے ہوگا اوپر ان کے گواہ۔“ ملاحظہ فرمائیے ان دونوں جگہوں میں کس صراحت کے ساتھ مرجع حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بنایا گیا ہے۔

کتاب فصل الخطاب کی تعریف وتوثیق

اس کتاب کی تعریف وتوثیق مرزا صاحب کی زبانی مرزا صاحب کی کتاب آئینہ کمالات اسلام ص ۵۸۴ میں ملاحظہ فرمائیں نیز کتاب فصل الخطاب کے مقدمہ ص ۶ میں بھی ملاحظہ فرمائیں۔

آیت نمبر ۷

" وانہ لعلم للساعة فلا تمترن بہا......الخ " اور بے شک وہ قیامت کی نشانی ہے پس اس میں شک مت کرو۔ ﴿پارہ ۲۵ زخرف ۶۱ ع ۶﴾

یہ آیت بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قرب قیامت کے وقت نازل ہونے کی صریح دلیل ہے جیسا کہ تمام مفسرین نے انہ کی ضمیر کا مرجع عیسیٰ علیہ السلام بتاتے ہوئے لکھا ہے کہ قیامت کی نشانیوں میں سے عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ آنا ہے اور اسطرح شاہ عبدالقادر صاحب نے جو مرزا کے نزدیک تیرھویں صدی کے مجدد ہیں یہ ترجمہ کیا کہ حضرت عیسیٰ کا آنا نشان قیامت ہے اور اسطرح ملا علی قاری نے فقہ اکبر ص ۱۴۶ پر اس آیت کو نزول عیسیٰ علیہ السلام پر بطور دلیل پیش کیا ہے اور مرزا قادیانی نے بھی اپنی کتاب اعجاز احمدی میں ضمیر کا مرجع عیسیٰ علیہ السلام کو بنایا ہے

(اعجاز احمدی بنام ضمیمہ نزول مسیح ص ۲۱ روحانی خزائن ج ۱۹ ص ۱۳۰)

آیت نمبر ۸

" ویکلم الناس فی المھد و کھلا......الخ " اور وہ (عیسیٰ) لوگوں سے کلام کریں گے گود میں بھی اور بڑھاپے میں بھی۔ ﴿سورہ مریم﴾

واقعہ رفع یا صلیب یا قتل بالاتفاق قبل الکھولت عالم جوانی میں ہوا ہے پس ضروری ہے کہ وہ دوبارہ نازل ہوں تا کہ زمانہ کھولت کی گفتگو بھی صحیح ہو جائے اب

مہد میں کلام کرنا خارق عادت ہے جیسا کہ مرزا صاحب نے تریاق القلوب ص ۸۰ حاشیہ ص ۱۴۱ روحانی خزائن ص ۲۱۷، ۲۱۸ ج ۱۵ میں تسلیم کیا ہے اور کہا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے مہد میں کلام کی تو میرے بیٹے نے دو مرتبہ ماں کے پیٹ میں باتیں کیں تو مہد کی طرح زمانہ کہولت کی کلام بھی خارق عادت ہونی چاہیے اور وہ تب ہی ہوسکتا ہے جب ان کا دوبارہ نزول مانا جائے ورنہ زمانہ کہولت میں ہر ایک بات کرتا ہے تو پھر احسان کیسے ہوا۔" هو قول الحسين بن الفضل البجلي ان المراد بقوله وكهلا ان يكون كهلا بعد ان ينزل من السماء في آخر الزمان ويكلم الناس ويقتل الدجال قال الحسين بن الفضل وفي هذه الآية نص في انه عليه السلام سنزل الى الارض۔"

(رازی ۲ ص ۴۵۶، خازن ج ۱ ص ۲۹۳)

کما قیل

دندان تو جملہ درد ہانند

چشمان تو زیر آبرو ہانند

یہ کلام کسی نے اپنے محبوب کی تعریف میں کہا تھا کہ تیرے سارے دانت منہ کہ اندر ہیں اور تیری آنکھیں ابروؤں کے نیچے ہیں تو یہ کوئی خاص تعریف کی بات نہیں ہے اور جس طرح یہ کلام تعریف نہیں بن سکتا اسی طرح اگر ویکلم الناس فی المھد وکھلا کو خارق عادت نہ مانا جائے تو وہ بھی اسی طرح بے معنی ہو جائے گا کیونکہ کہولت اگر پہلے کی مراد لی جائے تو پھر تو ہر ایک کہولت کے زمانہ میں کلام کرتا ہے پھر یہ احسان خدا نے کاہے کو جتلایا احسان تب ہی بنتا ہے جبکہ اسے خارق عادت مانا جائے اور خارق عادت تب ہی ہوسکتا ہے جبکہ دوبارہ نزول کے بعد

کہولت کے زمانہ میں ان کا کلام مانا جائے جیسا کہ مفسرین نے صراحت کردی ہے۔

آیت نمبر۹

" اذ کففت بنی اسرئیل عنك ......الخ" اور جب ہم نے بنی اسرائیل کو
تجھے (نقصان پہنچانے) سے روک دیا۔ ﴿پارہ۷ المائدہ۱۱۰ ع۱۵﴾

یہ بھی قیامت کے روز اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے احسانات گنوا
ہوئے فرمائیں گے اگر رفع اور نزول نہ مانا جائے تو کف نہیں ہوسکتا کیا کف
ایسا ہوا کہ ان کو اتنا مارا کہ وہ بے ہوش ہوگئے پسلی چھیدی گئی، کانٹوں کا تاج پہنایا گ
حتیٰ کہ سولی پر چڑھادیا گیا لہذا ماننا پڑے گا کہ ان کو بالکل دشمنوں سے محفوظ رکھ ک
آسمانوں پر اٹھا کر بنی اسرائیل سے بچالیا۔

آیت نمبر۱۰

" واذعلمتك الکتاب والحکمة......الخ" اور جب (اے عیسیٰ) میں ـ
تجھے کتاب اور حکمت کی تعلیم دی۔ ﴿پارہ۷ المائدہ۱۱۰ ع۱۵﴾

یہاں بھی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن احسان جتلاتے ہوئے یہ احسان یا
دلائیں گے کہ میں نے تجھے قرآن کریم اور سنت کی تعلیم دی بلکہ عیسیٰ علیہ السلام ـ
پیدا ہونے سے پہلے ہی ان کی والدہ کو بطور بشارت یہ بات فرمادی تھی کہ تیرے بیٹے
قرآن کریم کی تعلیم دوں گا اگر انہوں نے دوبارہ اس وقت میں نہیں آنا تھا تو انہیں
قرآن سکھانے کی کیا ضرورت تھی؟ کیا انبیاء سابقین میں سے کسی اور نبی کو بھی قرآ
کی تعلیم دی گئی ہے؟ لہذا اس سے صاف واضح طور پر معلوم ہوگیا کہ عیسیٰ علیہ السلا

نے دوبارہ اس امت محمدیہ میں تشریف لانی ہے اور حضور ﷺ کی شریعت کی تابعداری کرنی ہے اس لئے خصوصیت سے آپ کو قرآن کی تعلیم دی اور پھر قیامت کے روز بطور احسان کے ذکر فرمائیں گے بلکہ پیدا ہونے سے پہلے بھی اس احسان عظیم کو ان کی والدہ کے سامنے بطور پیش گوئی بیان فرمایا۔

☆ فائدہ عظیمہ

اس آیت سے قادیانیوں کے ایک وسوسہ اور شبہ کا ازالہ ہو گیا جو وہ کہا کرتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام بقول تمہارے اس امت میں دوبارہ تشریف لائیں گے تو کیا وہ کسی مولوی کے پاس قرآن پڑھنے بیٹھیں گے یا ان کیلئے جبرائیل امین نازل ہوں گے کیونکہ انہوں نے زمین پر تو قرآن پڑھا نہیں تو یہ آیت مذکورہ میں اس شبہ کا ازالہ ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کو قرآن مجید کی تعلیم دیں گے جیسا کہ تورات وانجیل کی خود اللہ تعالیٰ نے تعلیم دی۔

☆تلك عشرة كاملة☆

رفع ونزول کا اثبات احادیث نبویہ سے

حدیث نمبر۱

" عن عبداللہ بن عمر قال قال رسول اللہ ﷺ ینزل عیسیٰ ابن مریم الی الارض فیتزوج ویولد له ویمکث خمسا واربعین سنة ثم یموت فیدفن معی فی قبری۔" (باب نزول عیسیٰ فصل ثالث مشکوۃ شریف ص ۴۸۰)

مرزا اس کی تائید میں لکھتا ہے کہ ظاہر حدیث پر عمل کریں تو ممکن ہے کہ کوئی مثیل مسیح ایسا بھی ہو جو حضور ﷺ کے روضہ کے پاس مدفون ہو۔

(ازالہ اوہام حصہ دوم حاشیہ ۴۷۰، روحانی خزائن ص ۳۵۲ ج ۳)

مرزا کی اس عبارت سے واضح ہوگیا کہ قبر سے مراد یہاں پر روضہ ہے لہذا مرزائیوں کا اعتراض رفع ہوگیا دوسری بات یہ بھی واضح ہوگئی کہ مرزا نے اس حدیث کو صحیح بھی تسلیم کرلیا ہے۔

نیز دیکھو اس میں یتزوج ویولد له کو صحیح تسلیم کررہا ہے۔"اس پیش گوئی کی تصدیق کیلئے جناب رسول ﷺ نے بھی پہلے سے ایک پیش گوئی فرمائی ہے کہ یتزوج ویولد له یعنی وہ مسیح موعود بیوی کرے گا اور نیز وہ صاحب اولاد ہوگا۔

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۳، روحانی خزائن ص ۳۳۷ ج ۱۱، برحاشیہ)

حدیث نمبر۲

" اذا بعث اللہ عیسیٰ ابن مریم فینزل عند المنارة البیضاء

الشرقی دمشق بین مهز ودتین واضعا کفیه علی اجنحة ملکین ......فیطلبه حتی یدرکه بباب لد فیقتله ۔''

(مشکوٰۃ باب علامات بین یدی الساعہ فصل اول)

مرزائی لد کا مطلب لدھیانہ لیتے ہیں یہاں پر مرزا صاحب نے خود لد سے مراد بیت المقدس کے دیہات سے ایک گاؤں تسلیم کیا ہے۔

(بحوالہ حمامۃ البشریٰ ص ۴۴، ازالہ اوہام ۲۲۰ روحانی خزائن ص ۲۰۹ ج ۳)

حدیث نمبر ۳

''عن جابر رضی اللہ عنہ قال......فینزل عیسیٰ بن مریم فیقول امیرھم تعال صل لنا فیقول لا ان بعضکم علی بعض امراء تکرمة اللہ ھذه الامة ۔'' (مشکوٰۃ باب نزول عیسیٰ علیہ السلام)

ترجمہ: عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو مسلمانوں کے امیر اُن سے کہیں گے کہ آیئے نماز پڑھایئے وہ فرمائیں گے نہیں تم میں سے بعض بعض پر امیر ہیں یہ اللہ کا اس امت کیلئے اعزاز ہے۔''

اس حدیث نے مرزائیوں کی تمام تاویلات واہیہ اور خیالات باطلہ کا بخوبی قلع قمع کر دیا اور روز روشن کی مانند واضح کر دیا کہ مسیح آنے والا وہی اسرائیلی نبی ہے نہ کہ اس امت کا کوئی اور شخص نیز مہدی اور عیسیٰ دونوں علیحدہ علیحدہ شخصیتیں ہیں نہ کہ ایک جس طرح قادیانی کہتے ہیں، مسیح اور مہدی ایک ہی شخص کے نام ہیں جو مرزا ہے اور دلیل یہ دیتے ہیں ''لا مہدی الا عیسیٰ'' اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ابن ماجہ کی روایت ہے جو سند کے اعتبار بالکل ساقط اور غیر معتبر ہے۔

علاوہ ازیں خود مرزا نے لکھا ہے ''اس لیے ماننا پڑا کہ مسیح موعود اور مہدی اور دجال تینوں مشرق میں ہی ظاہر ہوں گے۔'' (تحفہ گولڑویہ ص ۴۷ روحانی خزائن ص ۱۶۷ ج ۱۷)
لفظ تینوں سے پتہ چلتا ہے کہ دونوں علیحدہ علیحدہ شخصیات ہیں اور سابقہ حدیث بذات خود اس بات کا علیحدہ ثبوت ہے کہ یہ دونوں الگ الگ شخصیات ہیں۔

حدیث نمبر ۴

'' وعن الحسن البصری قال قال رسول الله ﷺ للیهود ان عیسیٰ لم یمت وانه راجع الیکم قبل یوم القیامة۔''

(درمنثور ص ۳۶ ج ۲)

ترجمہ: ''حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہود کو فرمایا بے شک عیسیٰ علیہ السلام نہیں مرے اور بے شک وہ تمہاری طرف قیامت سے پہلے لوٹ کر آنے والے ہیں۔''

یہ حدیث حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عدم موت اور مراجعت کا قطعی ثبوت ہے۔

اعتراض

یہ حدیث حسن بصری سے مروی ہے اور درمیان میں کسی صحابی کا واسطہ نہیں ہے لہذا مرسل ہے اسلئے اس درجہ کی نہیں کہ استدلال کیا جاسکے۔

جواب نمبر ۱

حضرت حسن بصری کی مرسلات حجت ہیں اور حکم مرفوع متصل میں ہیں ان کے استاد حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔

جواب نمبر۲

تم اس کے مخالف کوئی مرفوع حدیث دکھادو جس میں ہو کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہو ان عیسیٰ مات بلکہ ضعیف ہی دکھادو جس میں موت کی تصریح موجود ہو۔

حدیث نمبر۵

"الستم تعلمون ان ربنا حی لا یموت وان عیسیٰ یاتی علیه الفناء۔" (صحیح مسلم جلد ۱ص۸۷،طبری ص۲۸۹ ج۳)

ترجمہ: کیا تم نہیں جانتے یہ کہ ہمارا پروردگار زندہ ہے، نہیں مرے گا اور بیشک عیسیٰ علیہ السلام پر فنا آنے والی ہے یا آئے گی۔

یہ حضور ﷺ نے اسوقت فرمایا جبکہ عیسائیوں کے ساتھ مناظرہ ہوا آپ نے فرمایا کہ تم عیسیٰ کو کس طرح الوہیت کا درجہ دیتے ہو جبکہ ان پر فنا آئے گی اس میں آپ نے مضارع کا صیغہ استعال فرمایا جو استقبال پر دال ہے اگر واقعی فوت ہو چکے ہوتے تو حضور ﷺ فرماتے " انی علیه الفناء"۔

حدیث نمبر۶

" یحدث ابو هریرة عن النبی ﷺ قال والذی نفسی بیده لیهلن ابن مریم بفج روحاء حاجا او معتمرا او یثنیهما ۔"
(صحیح مسلم جلد اول ص......)

ترجمہ: اس میں حضور ﷺ نے قسم کھا کر یہ مسئلہ بیان فرمایا اور قسم کے متعلق مرزا

صاحب کا حوالہ گذار چکا ہے کہ اس میں تاویل نہیں چل سکتی اور ظاہر محمول ہوتی ہے۔

حدیث نمبر ۷

" ان اولی الناس بعیسی ابن مریم فی الاولی والآخره الانبیاء اخوة من العلات وامها تهم شتی ودینهم واحد ولیس بیننا نبی فی روایة لانه لم یکن بینی و بینه نبی وانه نازل واذا رایتموه فاعرفوه ......الخ " (حقیقت نبوۃ مصنفہ مرزا محمود ص ۱۸۸، ابوداؤد شریف ص ۲۳۸ ج ۲)

ترجمہ: بے شک دنیا اور آخرت میں میرے سب سے زیادہ قریب عیسیٰ علیہ السلام ہیں تمام انبیاء باپ شریک بھائی ہیں اور ان کی مائیں جدا جدا ہیں، اور ان کا دین ایک ہے اور ہمارے درمیان کوئی نبی نہیں ہے اور ایک روایت میں ہے کہ میرے اور عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے اور بے شک وہ نازل ہونے والے ہیں اور جب تم ان کو دیکھو گے تو پہچان لو گے۔

☆☆ ہمارا چیلنج ☆☆

مزکورہ بالا حدیث سے عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق بڑی صراحت سے یہ چند الفاظ ثابت ہوتے ہیں: 'ینزل، یموت، یدفن، یاتی علیہ الفناء' یہ تمام مضارع کے صیغے ہیں جو عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی اور عدم موت پر صریح دلیل ہیں اگر یہ درست نہیں تو ہم روئے زمین کے تمام مرزائیوں کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ ان الفاظ کے برعکس ان کی نفی اور ضد ثابت کریں، جیسے ینزل کے بجائے لا ینزل ،یموت کے بجائے مات، یدفن کی جگہ دفن، یاتی علیہ الفناء کی جگہ اتی علیہ الفناء ، لم یمت کی جگہ مات ، رفعہ کی جگہ ما رفعہ یا لم یرفع ،ان الفاظ میں سے کوئی ایک لفظ بھی حضور ﷺ کی صحیح حدیث سے کوئی مرزائی ثابت کرے اور منہ مانگا انعام حاصل کرے ۔ اور حدیث سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ عیسیٰ ہی نازل ہوں گے یعنی ابن مریم ہی نازل ہوں گے جبکہ مرزا تو ابن چراغ بی بی ہے کیونکہ یہ حدیث قسم سے بیان ہو رہی ہے اور مرزا قادیانی کے اصول کے مطابق اس میں کسی قسم کی تاویل نہیں ہو سکتی۔

(حمامۃ البشریٰ ص ۲۱ روحانی خزائن ج ۷ ص ۱۹۲)

تردید دلائل وفات مسیح علیہ السلام

آیت نمبرا

"فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم وانت علی کل شئی شھید " پس جب تو نے مجھے قبض کیا (میری جان قبض کی) تو تو ہی ان پر نگہبان تھا اور ہر چیز پر گواہ ہے۔ ﴿پارہ ۷ المائدہ ۱۱۷﴾

مرزائی استدلال

یہ آیت اس بات کی صریح دلیل ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اگر ہم فوت شدہ تسلیم نہ کریں تو یہ اعتراض لازم آئے گا کہ اب جو عیسائی بگڑے ہوئے ہیں ان کے وہ ذمہ دار ہیں کیونکہ فرماتے ہیں کہ جب تک کہ میں ان میں زندہ تھا میں ذمہ دار تھا لیکن جب تو نے مجھے وفات دی تو میں ذمہ دار نہیں رہا اس جواب سے معلوم ہوا کہ وہ اب فوت ہو چکے ہیں ورنہ ماننا پڑے گا کہ وہ موجودہ بگڑے ہوئے تمام عیسائیوں کے ذمہ دار ہیں کیونکہ وہ صاف صاف فرماتے ہیں کہ توفی سے پہلے کی زندگی کا میں ذمہ دار ہوں اور توفی کے بعد کا ذمہ دار نہیں۔ نیز جب بقول تمہارے عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ اپنی بگڑی ہوئی امت میں آئیں گے اور ان کو دیکھیں گے بگڑے ہوئے تو قیامت کے روز اللہ کے سامنے کس طرح لاعلمی کا اظہار کرسکیں گے یہ تو نعوذ باللہ جھوٹ بنتا ہے۔

جواب نمبرا

آیت مذکورہ میں توفیتنی کا معنی وفات اور موت نہیں بلکہ رفعتنی و قبضتنی کے معنی ہیں اور تمام مفسرین نے آیت مذکور کے یہی معنی کئے ہیں کوئی ایک مفسر یا مجدد بھی ایسا نہیں ملتا جس نے اس آیت سے وفات مسیح ثابت کی ہو۔ ''ھاتو ا برھانکم ان کنتم صادقین''

جواب نمبر۲

آیت مذکورہ میں تقابل موت و حیات نہیں بلکہ موجودگی اور عدم موجودگی کا ہے جس پر ما دمت فیہم کے الفاظ صریح دلیل ہیں کہ مادمت حیا نہیں فرمایا، معلوم ہوا کہ وہ اپنے زمانہ موجودگی کے ذمہ دار ہیں اور عدم موجودگی کے ذمہ دار نہیں بلکہ یہ الفاظ اس بات پر مشعر ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کی حیات میں کوئی زمانہ ایسا بھی ہونا چاہیے کہ جس میں آپ ان کے اندر موجود نہ ہوں اور زندہ ہوں۔

جواب نمبر۳

یہ بات غلط ہے کہ بگاڑ میں حد فاصل موت ہے جیسا کہ مرزائی بتاتے ہیں بلکہ موجودگی اور عدم موجودگی ہے جیسا کہ مرزائی تحریرات اس پر شاہد ہیں کہ عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی ہی میں ہجرت الیٰ کشمیر کے زمانہ میں جبکہ وہ ان کے اندر موجود نہ تھے بگڑ گئے تھے لہذا معلوم ہوا کہ بگاڑ اور عدم بگاڑ میں حد فاصل موجودگی اور عدم موجودگی ہے نہ موت و حیات۔ مرزا صاحب حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور یہود کا مکالمہ نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے خدا

ہونے کا ثبوت دے رہے ہیں'' (چشمہ معرفت ص۲۵۴ حصہ ۲ روحانی خزائن ص۲۶۶ ج ۲۳) مرزا خود تسلیم کرتا ہے (دیکھو جنگ مقدس ص۴۸) کہ انجیل پر ابھی تیس برس بھی نہیں گذرے تھے کہ بجائے خدا کی پرستش کے ایک عاجز انسان کی پرستش نے جگہ لے لی یعنی عیسیٰ علیہ السلام خدا بنائے گئے اور تمام نیک اعمال کو چھوڑ کر ذریعہ معافی گناہ یہ ٹھہرا دیا گیا کہ ان کے مصلوب ہونے پر خدا کے بیٹے ہونے پر لایا جائے اب اس عبارت میں صاف طور پر معلوم ہو رہا ہے کہ بگاڑ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی ہی میں ہو گیا تھا کیونکہ واقعہ صلیب تنتیس برس کی عمر میں ہوا ہے جیسا کہ مرزا صاحب لکھتے ہیں (تحفہ گولڑویہ ص۱۲۷ روحانی خزائن ص۳۱۱ ج ۱۷) ''لیکن ہر ایک کو معلوم ہے کہ واقعہ صلیب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیش آیا تھا جبکہ آپ کی عمر ۳۳ برس اور چھ ماہ تھی۔'' واقعہ صلیب کے بعد انجیل کا نازل ہونا کہیں بھی ثابت نہیں تو ان دونوں حوالوں کے ملانے سے ثابت ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی تریسٹھ سال کی عمر میں ہی عیسائی بگڑ گئے تھے اور بقول مرزا آپ کی عمر ایک سو بیس سال ہوئی ہے جس سے معلوم ہوا کہ تقریباً ستاون سال کا طویل عرصہ آپ کی زندگی ہی میں عیسائی بگڑتے رہے۔

نتیجہ یہ نکلا کہ بگاڑ میں حد فاصل موت نہ رہی بلکہ آپ کی زندگی ہی میں ان کی عدم موجودگی کے زمانہ میں عیسائی بگڑ گئے تھے۔

فہو المقصود

مرزائی اعتراض

بقول آپ کے جب عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں اپنی بگڑی ہوئی قوم

کے اندر تشریف لائیں گے اور انکی زبوں حالی ملاحظہ فرمائیں گے تو وہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے سامنے کس طرح لاعلمی کا اظہار کر سکیں گے یہ تو غلط بیانی اور صریح جھوٹ ہوگا جو ان کی شان رفیع سے مستبعد ہے لہذا معلوم ہوا کہ وہ فوت ہو چکے ہیں اور انہیں اپنی بگڑی ہوئی امت کا کوئی علم نہیں ہوگا۔

جواب نمبرا

عیسیٰ علیہ السلام سے سوال علم یا لاعلمی کا نہیں ہوگا بلکہ کہنے یا نہ کہنے کا ہوگا یہ مرزائیوں کا صریح دھوکہ اور غلط بیانی ہے ذرا قرآن مجید ملاحظہ فرمائیں فرمایا

''ء انت قلت للناس اتخذونی وامی الھین من دون اللہ قال سبحانك ما یکون لی ان اقول ما لیس لی بحق......الخ''

﴿پارہ ۷ المائدہ ۱۱۶ ع ۶﴾ ترجمہ: کیا تو نے لوگوں کو کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ کے سوا دو(2) معبود بنالو؟ کہے گا پاک ہے تو میرے لائق نہیں کہ میں وہ چیز کہوں جو میرے لئے حق نہیں۔

دیکھئے یہاں پر کیسی تصریح موجود ہے کہ سوال کہنے کے متعلق ہے جواب میں بھی کہنے کی نفی ہے نہ یہاں علم کو سوال ہے اور نہ علم کی نفی ہے ہاں نفی یہاں مافی نفسک کے علم کی ہے نہ کہ ان کے بگاڑ کے علم کی نفی۔

جواب نمبر۲

اگر عیسیٰ علیہ السلام کے جواب میں علم کی نفی پائی جائے تو بھی کوئی قابل اعتراض بات نہیں ہے آپ ذرا اس مکالمے سے پہلے ذرا اس مکالمے کو ملاحظہ فرمائیں

جواب نمبر۲

اگر عیسیٰ علیہ السلام اور حضور نبی اکرم ﷺ کا مقولہ ایک مان بھی لیا جائے تب بھی تشبیہ کی وجہ سے ان کے معنی میں مغایرت پیدا کرنی پڑے گی لہذا عیسیٰ علیہ السلام جب بولیں گے تو معنی رفع ہوگا اور حضور ﷺ بولیں گے تو معنی موت ہوگا۔ مرزا بھی یہ قاعدہ مانتا ہے کہ: ''مشبہ اور مشبہ بہ میں کچھ مغایرت ضروری ہے''

(تحفہ گولڑویہ ص ۶۳ روحانی خزائن ص ۱۹۳ ج ۱۷)

جواب نمبر۳

کیا یہ ضروری ہے کہ جب ایک لفظ دو مختلف شخصیتوں پر بولا گیا ہو تو اس کا معنی ایک ہی لیا جائے ؟ کیوں نہ دونوں شخصیتوں کیلئے علیحدہ علیحدہ ان کے مناسب معنی لیا جائے ایک ہی لفظ جب دو مختلف اشخاص پر بولا جائے تو حسب حیثیت و شخصیت اسکے جدا جدا معنی ہو سکتے ہیں۔ دیکھیے عیسیٰ علیہ السلام اپنے حق میں نفس کا لفظ بولتے ہیں اور خدا کیلئے بھی '' تعلم ما فی نفسی ولا اعلم ما فی نفسک '' تو کیا خدا اور مسیح کا نفس ایک طرح کا ہے؟ ٹھیک اسی طرح حضرت مسیح کی توفی ، اخذالشئی وافیا ہے کیونکہ اگر موت مراد لی جائے تو نصوص صریحہ جن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا ذکر ہے ان کے خلاف ہوگا۔

جواب نمبر۴

ہم پیچھے براہین احمدیہ اور سراج منیر کے حوالہ سے ثابت کر چکے ہیں کہ یہاں توفی کا معنی موت نہیں بلکہ پوری نعمت دینے یا ذلیل اور لعنتی موتوں سے

بچانے کے ہیں تو مرزا کے اس معنی کے مطابق آیت کا معنی یہ ہوگا کہ ''اے اللہ جب تو نے مجھے اپنی غالب تدبیر سے ذلیل اور لعنتی موتوں سے بچالیا اور انکی تدبیروں کو خاک میں ملا دیا یعنی مجھے آسمانوں پر اٹھالیا تو پھر اس کے بعد تو نگران ہے اور میں تو اس وقت تک نگران اور ذمہ دار ہوں جب تک ان میں موجود رہا۔''

دلیل از مرزا قادیانی برنزول عیسیٰ علیہ السلام

''ان المسیح ینزل من السماء بجمیع علومه ولا یاخذ شیئا من الارض مالهم لا یشعرون۔''

(آئینہ کمالات اسلام ص ۴۰۹ روحانی خزائن ص ۴۰۹ ج ۵)

اس عبارت سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے ہی شریعت محمدی اور تمام علوم اسلامیہ حاصل کر کے آئیں گے اور زمین میں کسی کے شاگرد نہیں ہوں گے۔ دیکھو مرزا کہتا ہے '' ما انا الا کالقرآن '' (تذکرہ دوئم ص ۶۶۸)

وما ینطق علن الهوی ان هو الا وحی یوحی (تذکرہ دوئم ص ۳۸۸)

آیت نمبر۲

'' ماالمسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبله الرسل ''

(پارہ ۶ ع ۱۴) مسیح ابن مریم صرف رسول ہیں اور آپ سے پہلے رسول گذر چکے۔

آیت نمبر۳

'' وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل ''

(پارہ ۴ آیت ۱۳۴ ع ۶)

ان دونوں آیتوں سے ثابت ہوا کہ جس طرح عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے تمام رسول فوت ہو چکے ہیں اسی طرح نبی اکرم ﷺ سے پہلے بھی تمام رسول فوت ہو چکے ہیں جس سے نتیجہ نکلا کہ عیسیٰ علیہ السلام بھی فوت ہو چکے ہیں۔

جواب نمبر ۱

کسی مفسر یا مجدد نے یہ معنی مراد نہیں لئے کہ حضور ﷺ سے پہلے تمام نبی فوت ہو چکے ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام بھی فوت ہو چکے ہیں اگر ہمت ہے تو کسی ایک مجدد کا نام پیش کرو جس نے اس آیت کا مطلب یہ لکھا ہو کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔

جواب نمبر ۲

یہاں خلت کے معنی مضت ہیں جیسا کہ تمام مفسرین نے اس کے یہی معنی کیے ہیں۔ قرآن میں اس کے نظائر موجود ہیں جن میں معنی موت کے نہیں مثلاً " واذا خلوا عضوا علیکم الانامل من الغیظ قل موتوا بغیظکم " ﴿پارہ ۴ آل عمران ع ۱۲﴾ اور جب علیحدہ ہوتے ہیں تو اپنی انگلیاں غصے سے کاٹتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ اپنے غصے میں مرجاؤ۔ کذلک ارسلناك فی امة قد خلت من قبلها امم ﴿آیت ۱۱۹﴾ حالانکہ اس وقت بھی بگڑی ہوئی امتیں موجود تھیں۔

اعتراض

ہم مانتے ہیں کہ خلت کا معنی مضت ہے لیکن قرآن مجید نے خود

اس کی تصریح کردی ہے فرمایا فان مات او قتل اس میں موت اور قتل میں حصر کیا۔ معلوم ہوا کہ حضور ﷺ سے قبل بھی تمام انبیاء علیہم السلام کا ان دو افراد ہی میں حصر ہے یعنی وہ قتل ہوئے ہیں یا مر گئے ہیں نیز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی حضور نبی کریم ﷺ کی وفات کے موقع پر خطبہ پڑھ کر متعین فرمادیا کہ یہاں خلت کا معنی موت ہے۔ فرمایا "من کان منکم بعد محمداً فان محمدا قد مات ومن کان منکم بعبداللہ فھو حی لا یموت"۔

جواب:

ہم کہتے ہیں کہ معنی بحال ہے کیونکہ جو خطبہ اس وقت پڑھا گیا ہے اس میں تو رفع مسیح کا ذکر ہے مرزا لکھتا ہے:

"الملل والنحل لعلامه شهر ستانی ج۳ ص۵ میں اس قصہ کے متعلق یہ عبارت ہے ' قال عمر بن الخطاب (رضی الله عنه) من قال ان محمدا مات فقتلته بسیفی هذا وانما رفع الی السماء کما رفع عیسیٰ ابن مریم علیه السلام ـ

(تحفہ غزنویہ ص ۴۸ روحانی خزائن ص ۵۸۰ تا ۵۸۱ ج ۱۵)

☆طریق استدلال

حضرت عمر نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع کو مقیس علیہ بنایا ہے جو کہ مسلم تھا اور حضور ﷺ کے رفع کو مقیس بنایا اب جواب میں حضرت ابوبکر صدیق نے تردید صرف مقیس کی ہے حالانکہ اگر مقیس علیہ غلط ہوتا تو پہلے اس کی تردید کرتے مقیس کی خود بخود تردید ہو جاتی ہے ابوبکر صدیق کا مقیس علیہ کی تردید نہ کرنا اور تمام

صحابہ کا اس پر سکوت کرنا اس سے رفع عیسیٰ پر تمام صحابہ کا اجماع ہوگیا۔ نیز یہاں پر اختلاف بھی رفع جسمانی میں تھا کیونکہ حضور ﷺ کا روحانی رفع تو ابوبکر صدیق بھی مانتے تھے کیوں کہ حضرت عمر تو حضور ﷺ کی وفات کے ہی منکر تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع پر قیاس کر رہے تھے تو معلوم ہوا کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بھی منکر تھے تو وفات کے انکار سے رفع جسمانی ہوا نہ کہ روحانی باقی رہا یہ اعتراض کہ جسد اطہر کے موجود ہوتے ہوئے حضرت عمر نے یہ بات کیوں کہی۔

(تحفہ غزنویہ ص ۵۵ روحانی خزائن ۵۸۸ ج ۱۵)

جواب نمبر ۳

مرزا نے خلت کا معنی یہاں موت نہیں کیا یعنی مسیح ابن مریم میں اس سے زیادہ کوئی بات نہیں کہ وہ صرف ایک رسول ہے اور اس سے پہلے بھی رسول ہی آتے رہے ہیں

(جنگ مقدس ص ۷ روحانی خزائن ۸۹ ج ۶)

جواب نمبر ۴

اگر خلت کے عموم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی داخل ہیں تو مرزائی صاحبان بتائیں ولقد ارسلنا رسلا من قبلك وجعلنا ازواجا وذرية ......الخ کیا اس آیت کے مطابق جبکہ تمام رسولوں کیلئے ان کی بیویاں اور اولاد ثابت ہو رہے ہیں کیا اس عموم میں عیسیٰ علیہ السلام بھی داخل ہیں اور ان کیلئے بھی اولاد ہے اگر وہ اس عموم سے خارج ہیں تو اسی طرح آیت متنازعہ فیہ میں بھی سمجھ لیں۔ اسی

طرح ہر انسان کیلئے کہا گیا کہ اس کو جوڑے سے ہم نے پیدا کیا اور نطفے سے پیدا کیا ہے۔عیسیٰ علیہ السلام بھی انسان ہیں اور وہ اس عموم سے خارج ہیں اسی طرح متنازعہ فیہ آیت میں سمجھ لیں۔

جواب نمبر۵

اگر اس آیت سے عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت ہوتی ہے تو موسیٰ علیہ السلام کیسے زندہ ہیں۔ **ماھو جوابکم فھو جوابنا۔**

﴿آیت نمبر۴

" کانا یاکلان الطعام " اور وہ دونوں کھانا کھاتے تھے۔

﴿پارہ ۶ المائدہ ۷۵﴾

جب حضرت مریم علیہا السلام کا طعام موت سے بند ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بھی موت سے بند ہے اگر زندہ ہیں تو بتلایا جائے کہ وہ کیا کھاتے ہیں یا پیتے ہیں۔

جواب نمبر۱

جو کھانا حضرت موسیٰ علیہ السلام کھاتے ہیں وہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کھاتے ہیں۔

جواب نمبر۲

اس ظاہری کھانے کے علاوہ بھی اللہ کے نیک بندے زندہ رہ سکتے ہیں جن کا طعام یادالٰہی ہوتا ہے۔مرزا صاحب لکھتے ہیں:"اس درجہ پر مومن کی روٹی خدا ہوتا

ہے جس کے کھانے پر اس کی زندگی موقوف ہے اور مومن کا پانی بھی خدا ہوتا ہے جس کے پینے سے وہ موت سے بچ جاتا ہے اور اسکی ٹھنڈی ہوا بھی خدا ہوتا ہے اور وہ طعام یادِ الٰہی ہے۔" (براہین احمدیہ حصہ ۵ ص ۵۷ روحانی خزائن ۲۱۶ ج ۲۱)

جواب نمبر ۴

" قال العلامة الشعرانی فی الیواقیت والجواهر : ' فان قیل فما الجواب استغنائه عن الطعام والشراب مدة رفعه فان الله تعالیٰ قال وما جعلنا هم جسدا لا یاکلون الطعام فالجواب ان الطعام انما جعل قوة لمن یعیش فی الارض لانه مسلط علیه الهواء الهار والبارد فیدخل بدنه فاذا انحل عوضه الله تعالیٰ بالغداء اجرا ' لعادته فی هذه الخطة الغبراء واما من رفعه الله الی السماء فانه یلطف بقدرته و یقیه عن الطعام والشراب کما اغنی الملائکة عنها فیکون حینئذ طعامه التسبیح وشرابه التهلیل کما قال رسول الله ﷺ انی ابیت عند ربی یطعمنی ویسقینی ۔"

﴿الیواقیت والجواهر ج ۲ ص ۱۴۶﴾

جواب نمبر ۵

جو خوراک آدم علیہ السلام کی تھی وہی عیسیٰ علیہ السلام کی ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ ان مثل عیسیٰ عنداللّٰه کمثل آدم ۔ " بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک عیسیٰ کی مثال آدم کی مثال کی طرح ہے۔ ﴿پارہ ۳ آل عمران ۵۹﴾

جواب نمبر۶

اصل بات یہ ہے کہ یہ آیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مریم علیہا السلام کی الوہیت توڑنے کیلئے بطور دلیل پیش کی گئی ہے کہ جو کہ کھانے پینے کی احتاج ہو وہ الٰہ کیسے بن سکتا ہے تو الوہیت کی تردید کیلئے ایک دو دفعہ کا کھانا بھی کافی ہے اگر ہم کہیں کہ مرزا صاحب اور اسکی بیوی اکٹھے کھانا کھایا کرتے تھے تو کیا اس سے یہ بھی ثابت ہو جائے گا کہ اس کی بیوی بھی مرگئی ہے حالانکہ وہ اس کے بعد بڑی مدت تک زندہ رہی۔

آیت نمبر۵

" واوصانی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ ما دمت حیا " ﴿پارہ۱۶مریم۳۱﴾

اس آیت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اگر وہ زندہ ہیں تو بتائیے کہ وہ زکوٰۃ کس کو دیتے ہیں اور نماز کس طرف منہ کر کے پڑھتے ہیں۔

جواب نمبر۱

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نماز پڑھتے ہیں تو ساتھ ساتھ عیسیٰ علیہ السلام بھی پڑھ لیتے ہیں اور جن غریبوں اور مسکینوں کو زکوٰۃ حضرت موسیٰ علیہ السلام دیتے ہوں گے انہیں عیسیٰ علیہ السلام بھی دیتے ہوں گے۔

جواب نمبر۲

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیلئے نصاب آپ ثابت کر دیں غرباء فقراء ہم بتائیں گے۔ نیز یہ بتائیے کہ بچپن میں وہ کیسے نماز پڑھتے تھے اور کن لوگوں کو زکوٰۃ

دیتے تھے۔ کیونکہ وہ تو بچپن سے کہہ رہے ہیں واوصانی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ۔

جواب نمبر۳

اصل بات یہ ہے کہ نماز کی فرضیت چند شرائط کے ساتھ مشروط ہے۔ جب تک وہ شرائط نہ پائی جائیں تب تک نماز اورزکوٰۃ فرض نہیں ہوتی۔ کیا ہر مسلمان پر ہر وقت نماز اور زکوٰۃ فرض ہے؟ نماز فرض ہوتی ہے جب وقت ہو، جب عاقل بالغ ہو اور زکوٰۃ فرض ہوتی ہے جب صاحب نصاب ہو۔ حولان حول ہو۔ کیا عیسیٰ علیہ السلام نے یہاں دنیا میں رہتے ہوئے کبھی زکوٰۃ دی تھی؟ انہوں نے نہایت غربت اور عاجزی کی زندگی گذاری ہے ان کے پاس اتنا مال ہی جمع نہیں ہوتا تھا کہ وہ زکوٰۃ دیں۔

تردید دلائل وفات عیسیٰ علیہ السلام از احادیث

حدیث نمبر۱

مرزائی عموماً وفات مسیح علیہ السلام پر یہ دلیل بڑے زور شور سے پیش کرتے ہیں کہ "عن عائشة رضی الله عنها ان عیسیٰ بن مریم عاش عشرین ومائة سنة" ﴿رواہ الحاکم فی المستدرک﴾

جواب نمبر۱

یہ حدیث شریف قابل استناد نہیں ہے کیونکہ اس میں ابن لہیعہ ایک راوی ہے جو بالاتفاق ضعیف اور ناقابل اعتبار ہے۔

جواب نمبر۲

یہ حدیث عقلاً اور روایتاً درایۃ محال ہے کیونکہ اس حدیث کے شروع میں یہ مضمون ہے کہ ہر بعد میں آنے والا نبی پہلے نبی سے آدھی عمر پاتا ہے اب اگر عیسیٰ سے دس بیس انبیاء اوپر شمار کیے جائیں تو ان کی عمر لاکھوں کروڑوں سال تک پہنچ جائے گی اگر آدم علیہ السلام تک چلیں تو آدم علیہ السلام کی عمر اس حساب سے اتنی بنے گی کہ موجودہ دور میں حساب کرنے والے تمام کمپیوٹر اور کیلکولیٹر سب فیل ہو جائیں گے۔ حساب کرنے سے معلوم ہوا کہ اس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے اوپر بیسویں نبی کی عمر ٦ کروڑ ۲۹ لاکھ ۱۴ ہزار ۵ سو ٦٠ سال بنتی ہے جو عقلاً اور نقلاً محال ہے۔

جواب نمبر۳

اگر اس حدیث کو صحیح تسلیم کیا جائے تو اس حدیث کا معنی اور مفہوم ایسا لینا ہوگا جو دوسری احادیث صحیحہ متواترہ کے خلاف نہ ہو چنانچہ ملا علی قاریؒ نے اس حدیث کی دوسری احادیث صحیحہ سے یوں تطبیق دی ہے کہ آپ نبوت سے قبل کی عمر چالیس سال نبوت کی عمر تینتیس سال دوبارہ دنیا میں تشریف لانے کے بعد پینتالیس سال اس اعتبار سے مجموعی عمر ۱۱۸ سال ہوئی اور کسر والے سال ملا کر ۱۲۰ سال بن جائے گی اور جس روایت میں آتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام سات سال زندہ رہیں گے اس سے مراد دجال کے قتل کے بعد سات سال ہیں۔

جواب نمبر۴

اگر یہ حدیث صحیح ہے تو مرزا قادیانی جھوٹا ہے اس حدیث کی روشنی میں اس

کی عمر ۳۲/۳۱ سال ہونی چاہیے جبکہ اس کی عمر ۷۰ سال کے قریب بنتی ہے۔

﴿حدیث نمبر۲

" لو کان موسیٰ و عیسیٰ حیین لما وسعھا الا اتباعی "

جواب نمبر۱

یہ حدیث درست ہے تو آپ کے بھی خلاف ہوئی کیونکہ اس سے معلوم ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام زندہ نہیں ہیں اور مرزا قادیانی موسیٰ علیہ السلام کی زندگی کا قائل ہے۔(حوالہ گذر چکا ہے)

جواب نمبر۲

اس حدیث کی کوئی سند نہیں یہ ایک بے سند مردود قول ہے اگر کچھ طاقت ہے تو اس کی سند پیش کریں،

جواب نمبر۳

صحیح روایت جو سند کے اعتبار سے مشکوٰۃ میں موجود ہے اس میں صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نام ہے " لو کان موسیٰ حیا لما وسعہ الا اتباعی " ﴿مشکوٰۃ ص۳۰﴾

﴿حدیث نمبر۳

شرح فقہ اکبر کی روایت پیش کی جاتی ہے جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام آتا ہے " لو کان عیسیٰ حیالما وسعہ الا اتباعی "

☆جواب

یہ کاتب کی غلطی ہے۔ ہندوستانی نسخوں میں عیسیٰ علیہ السلام کی جگہ موسیٰ علیہ السلام کا نام ہے اس غلطی پر فقہ اکبر کی اندرونی شہادتیں موجود ہیں، خاص کر مصنف شرح اکبر ملا علی قاری حیات مسیح کے قائل ہیں۔(شرح شفاء اور تذکرہ الموضوعات) میں حوالہ ہے۔

☆ تین جواب ☆

۱) ؎ غیرت کی جا ہے موسیٰ زندہ ہو آسمان پر
مدفون ہو زمین میں شاہ جہاں ہمارا

۲) ؎ مصطفیٰ زیر زمین عیسیٰ نہاں بر آسماں
زیر دریا در شور بالا حباب ناتواں

۳) ؎ ام تری البحر یعلوا فوقہ جب
و تستقر باقصی قعرہ الدرر

!!!مرزائیوں کی حالت زار!!!

مرزائی عموماً ایک معمولی سے بات لے کر اس میں رکیک تاویلیں کر کے اپنا الو سیدھا کرنیکی کوشش کرتے ہیں کسی نے سچ کہا 'ڈوبتے کو تنکے کا سہارا' ۔ مرزائیوں کی اس حالت زار پر یہ رباعی بالکل فٹ ہے جو اخبار جنگ ۲۱ مارچ ۱۹۶۵ء سے ماخوذ ہے:

یہ سب آثار ہیں جہل و جنوں کے　　یہ سب اطوار ہیں زار و زبوں کے
یہ چاروں لفظ ہیں مکر و فسوں کے　　اگر، لیکن، چنانچہ اور چونکہ

باب پنجم

بحث ثالث

مسئلہ ختم نبوت واجرائے نبوت

تنقیح موضوع

جب کوئی مرزائی اجرائے نبوت کے موضوع پر گفتگو کرے، بحث شروع کرنے سے قبل یہ ضروری ہے کہ پہلے موضوع اور دعویٰ کو منقح کرلیں، جب تک دعویٰ واضح نہ ہوجائے کسی قسم کی بحث کرنا بالکل بے سود ہے۔

واضح ہو کہ مرزائی مطلق اجرائے نبوت کے قائل نہیں بلکہ ایک خاص قسم کی نبوت کے حضور ﷺ کے بعد جاری ہونے کے قائل ہیں لہذا ضروری ہے کہ پہلے اس خاص قسم کو واضح کیا جائے جو ان کے نزدیک جاری ہے پھر اس خاص دعویٰ کے مطابق اس قسم کی خاص دلیل کا مطالبہ کیا جائے کیونکہ دعویٰ اور دلیل میں مطابقت ضروری ہے ورنہ یہ کھلی بددیانتی ہے کہ دعویٰ اور دلیل اس کیلئے کوئی عام پیش کی جائے ہم بلاخوف تردید دعویٰ کرتے ہیں کہ قادیانی اپنے خاص دعویٰ کے مطابق قرآن وحدیث سے ایک بھی صحیح دلیل پیش نہیں کرسکتے۔

قادیانیوں کے نزدیک نبوت کی اقسام

حوالہ نمبر۱:

''میں نبیوں کی تین اقسام مانتا ہوں ۔ایک جو شریعت لانے والے ہوں ،دوسرا جو شریعت نہیں لائے لیکن ان کو نبوت بلا واسطہ ملتی ہے اور کام وہ پہلی امت کا ہی کرتے ہیں جیسے سلیمان وزکریا اور یحیٰ علیہم السلام اور ایک جو نہ شریعت لائے اور نہ ان کو بلا واسطہ نبوت ملتی ہے لیکن وہ پہلے نبی کی اتباع سے نبی ہوتے ہیں ۔''

(قول فیصل ص۱۴ مصنفہ مرزا بشیر الدین محمود)

حوالہ نمبر۲:

''اس جگہ یاد رہے کہ نبوت مختلف نوع پر ہے اور آج تک نبوت تین قسم پر ظاہر ہو چکی ہے:

(۱) تشریعی نبوت: ایسی نبوت کو مسیح موعود نے حقیقی نبوت سے پکارا ہے

(۲) وہ نبوت جس کیلئے تشریعی یا حقیقی ہونا ضروری نہیں ،ایسی نبوت حضرت مسیح موعود کی اصطلاح میں مستقل نبوت ہے

(۳) ظلی اور امتی نبی: حضور ﷺ سے مستقل اور حقیقی نبوتوں کا دروازہ بند ہو گیا اور ظلی نبوت کا دروازہ کھولا گیا۔''

(مسئلہ کفر و اسلام کی حقیقت ص۳۱ مصنفہ مرزا بشیر احمد ایم اے)

حوالہ نمبر۳:

''انبیائے کرام علیہم السلام دو قسم کے ہوتے ہیں: (۱) تشریعی (۲) غیر تشریعی ۔ پھر

غیر تشریعی بھی دو قسم کے ہوتے ہیں: (۱) براہ راست نبوت پانے والے۔ (۲) نبی تشریعی کی اتباع سے نبوت حاصل کرنے والے۔ آنحضرت ﷺ کے پیشتر صرف پہلی دو قسم کے نبی آتے تھے۔'' (مباحثہ راولپنڈی ص ۱۷۵)

☆ تبصرہ

مذکورہ بالا حوالہ جات سے قادیانیوں کا دعویٰ واضح ہو گیا کہ ان کے نزدیک نبوت کی تین قسمیں ہیں جن میں دو بند ہیں۔ ایک خاص قسم (ظلی بروزی) جو کہ نبی اکرم ﷺ کی اتباع سے حاصل ہوتی ہے وہ جاری ہے لہذا اب خاص دعویٰ کے مطابق ان سے خاص دلیل کا مطالبہ ہونا چاہیے اسی طرح ان حوالہ جات سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ یہ خاص قسم حضور ﷺ کے بعد جاری ہوئی ہے لہذا دلیل ایسی ہو جس سے یہ ثابت ہو جائے کہ حضور ﷺ کے بعد یہ خاص قسم جاری ہوئی ہے نیز اس سے یہ بات واضح ہو گئی کہ نبوت وہبی نہیں ہو گی بلکہ کسبی ہو گی۔ کیونکہ جب یہ اتباع سے حاصل ہو گی تو یہ کسبی ہو جائے گی نہ کہ وہبی۔ اب ان تنقیحات ثلاثہ کے بعد جب کوئی قادیانی اپنے دعویٰ کے ثبوت میں کوئی دلیل پیش کرے تو دیکھو کہ کیا یہ دعویٰ کے مطابق ہے یعنی کیا اس سے ظلی بروزی خاص قسم کی نبوت جاری ہوتی ہے یا عام۔ اور کیا اس میں حضور ﷺ کے بعد اس نبوت کا ذکر ہے یا مطلق اور کیا اس سے نبوت وہبی ثابت ہوتی ہے یا کسبی۔ ہم بلا خوف تردید دعویٰ سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان تنقیحات ثلاثہ کے مطابق وہ اپنے دعویٰ پر ایک دلیل بھی پیش نہیں کر سکتے۔

☆ایک ضروری تنبیہ☆

قادیانیوں کی سب سے بڑی عیاری یہ ہے کہ دعویٰ تو اس خاص قسم کی نبوت کا ہے لیکن وہ عام موضوع اجرائے نبوت رکھ کر بحث شروع کر دیتے ہیں اور ایسے عام دلائل پیش کرتے ہیں جو ان کے خاص دعویٰ کے مطابق نہیں ہوتے بلکہ وہ دلائل ان کے اپنے مسلمات کے خلاف ہوتے ہیں۔

نوٹ

اکثر اوقات مرزائی امکان نبوت کی بحث چھیڑ دیتے ہیں یہاں امکان کی بحث نہیں ہے وقوع کی بحث ہے اگر وہ امکان کی بحث چھیڑیں تو تریاق القلوب کی درج ذیل عبارت پیش کریں:

''مثلاً ایک شخص جو قوم کا چوہڑا یعنی بھنگی ہے اور ایک گاؤں کے شریف مسلمانوں کی تیس چالیس سال سے یہ خدمت کرتا ہے کہ دو وقت ان کے گھروں کی گندی نالیوں کو صاف کرنے آتا ہے اور ان کے پاخانوں کی نجاست اٹھاتا ہے اور ایک دو دفعہ چوری میں بھی پکڑا گیا اور چند دفعہ زنا میں گرفتار ہو کر اس کی رسوائی ہو چکی ہے اور چند سال جیل خانہ میں قید ہو چکا ہے اور چند دفعہ ایسے برے کاموں پر گاؤں کے نمبرداروں نے اسے جوتے بھی مارے ہیں اور اس کی ماں اور دادیاں اور نانیاں ہمیشہ سے ایسے ہی نجس کام میں مشغول رہی ہیں اور سب مردار کھاتے اور گوہ (پاخانہ) اٹھاتے ہیں اب خدا کی قدرت سے تائب ہو کر مسلمان ہو جائے اور پھر یہ بھی ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ایسا فضل اس پر ہو کہ وہ نبی اور رسول بھی بن جائے اور اس گاؤں

جواب نمبر۴

اگر یہ آیت اجرائے نبوت کیلئے دلیل مان بھی لی جائے تو مرزا صاحب پھر بھی نبی نہیں بن سکتے کیونکہ بقول اپنے آدم کی اولاد ہی نہیں مرزا صاحب فرماتے ہیں:

؎ کرم خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۹۷ روحانی خزائن ص ۱۲۷ ج ۲۱)

اگر وہ بنی آدم میں سے تھا جیسا کہ ظاہر ہے تو پھر اس نے یہ جھوٹ بولا اور جھوٹ بولنے والا بھی نبی نہیں ہوسکتا۔ رہی کسر نفسی والی تاویل تو وہ بھی نہیں ہوسکتی کیونکہ ایسی کسر نفسی کسی عقل مند انسان نے آج تک نہیں کی باقی اس کی کسر نفسی کی حقیقت اس کے دیگر دعاوی اور تعلیمات سے واضح ہے سنئے مرزا صاحب کی تعلیمات:

۱) ؎ ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

(دافع البلاء ص ۲۰ روحانی خزائن ص ۲۴۰ ج ۱۸)

استاد محترم مولا محمد حیات رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

؎ ابن ملجم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بد تر غلام احمد ہے

۲) ؎ روضۂ آدم کہ جو تھا نامکمل اب تلک
میرے آنے سے ہوا کامل بجملہ برگ و بار

(براہین احمدیہ روحانی خزائن ص۱۴۴ ج۲۱)

جواب (۲) از احسان الخالق خلیق

شیطاں کی ذریت نامکمل تھی اب تلک
تیرے آنے سے ہوئی مکمل شیطنتِ کفار

۳) ؎ کربلائے است سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

۴) ؎ آدم نیز احمد مختار در برم جامہ ہمہ ابرار

۵) ؎ آنچہ داد است ہر نبی را جام
داد آں جام مرا بتمام

(نزول مسیح ص۹۶ روحانی خزائن ص۴۷۷ ج۱۸)

۶) ؎ انبیاء گرچہ بودہ اند بسے
من بعرفان نہ کمترم زکسے

(نزول مسیح ص۹۹ روحانی خزائن ص۴۷۷ ج۱۸)

جواب از احسان الخالق خلیق

؎ لعین گرچہ بودہ اند بسے
شما بلعنت نہ کمتراز کسے

جواب نمبر۵

یہ اجرائے نبوت کی دلیل ہے تو مرزا صاحب کو پیش کرنی چاہیے، حالانکہ مرزا نے کسی کتاب میں بھی اس آیت کو پیش نہیں کیا۔ کوئی مرزائی اگر مرزا کی کتاب

سے یہ دلیل ثابت کردے تو منہ مانگا انعام حاصل کرے۔

جواب نمبر۶

اصل تحقیقی جواب یہ کہ عبارت کا سیاق وسباق دیکھنے سے یہ بات روز روشن سے زیادہ واضح ہوگئی ہے کہ یہاں پر حکایت ماضی کی ہے چنانچہ یہاں سے دور کوع قبل حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام کی پیدائش کا ذکر ہے تمام واقعہ بڑی تفصیل سے اللہ تعالیٰ بیان فرماتے ہیں اور اس ضمن میں یہ ارشاد ہوتا ہے کہ جب ہم نے حضرت آدم علیہ السلام کو مع ان کے رفقاء کے زمین پر اتار دیا تو ان کو یہ خطاب کیا گیا۔اس صورت میں چار جگہوں پر بنی آدم سے خطاب کیا گیا ہے۔

۱) ''یابنی آدم قد انزلنا علیکم لباسا......الخ''

اے بنی آدم تحقیق ہم نے تم پر لباس نازل کیا'' ﴿پارہ۸اعراف۲۶﴾

۲) ''یابنی آدم لا یفتننکم الشیطان ......الخ''

اے بنی آدم تمہیں شیطان نہ بہکاوے۔ ﴿پارہ۸اعراف۳۱﴾

۳) ''یابنی آدم اما یاتینکم ......الخ''

اے بنی آدم اگر تمہارے پاس تم میں سے رسول آئیں۔ ﴿پارہ ۸اعراف۵۵﴾

۴) ''یابنی آدم خذو زینتکم عند کل مسجد''

اے بنی آدم ہر نماز کے وقت اپنی زینت حاصل کرو۔ ﴿پارہ۸اعراف۳۱﴾

ان چار جگہوں پر اس وقت اولاد آدم کو خطاب کیا گیا ہے اور یہ حضور ﷺ کے سامنے ماضی کی حکایت کی گئی ہے حضور ﷺ یا آپ کی امت کو خطاب نہیں ہوا۔

کیونکہ آپ کی امت کو " یا ایھا الناس " سے خطاب کیا جاتا ہے۔ یا بنی آدم سے اس امت کو خطاب نہیں کیا گیا۔ ہاں اگر پہلے حکم کا نسخ نہ ہوا اور اس حکم میں یہ امت بھی شامل ہو جائے تو یہ علیحدہ بات ہے چنانچہ اس کے بعد اس وعدہ کے مطابق جو اللہ تعالیٰ نے رسول بھیجے ہیں ان میں سے بعض کا تذکرہ تفصیلاً بیان کیا جیسے " ولقد ارسلنا نوحا" وغیرہ اس سلسلہ کو بیان کرتے کرتے آگے چل کر فرمایا " ثم بعثنا من بعدھم موسیٰ" پھر دور تک موسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ چلا گیا، حتی کہ نبی کریم ﷺ تک اس سلسلہ کو پہنچا دیا اور پھر نبی کریم ﷺ کا تذکرہ یوں فرمایا " قل یاایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا" اے نبی ﷺ فرما دیجئے میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔ ﴿پارہ ۹ الاعراف آیت ۱۵۸﴾ اور اسی طرح مختلف مقامات میں اعلان کروائے وما ارسلنك الا كافة للناس

''اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر تمام لوگوں کیلئے'' ﴿پارہ ۲۲ سورہ سباء آیت نمبر ۲۸﴾

وماارسلناك الا رحمة للعالمين ، ما كان محمدابا احد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين ''محمد ﷺ تمہارے مَردوں میں سے کسی کے باپ نہیں اور لیکن اللہ کے رسول ہیں اور تمام نبیوں کو ختم کرنے والے ہیں۔'' اور انہی آیات کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا " ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدي ولا نبي " تو اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو نازل کرنے کے بعد رسولوں کے بھیجنے کا وعدہ فرمایا تھا اور پھر اس کے بعد اپنے وعدے کے مطابق جن رسولوں کو بھیجا ان کی ایک مختصر تاریخ بیان کی حتی کہ اس رسالت کو حضور ﷺ تک پہنچا کر آپ پر نبوت و رسالت کے سلسلہ کو ختم فرمایا۔

جواب نمبر ۷

اگر اس آیت سے نبوت جاری ثابت ہوتی ہے تو اس قسم کی یہ آیت بھی موجود ہے اما یاتینکم منی هدی فمن تبع هدای فلا خوف علیهم ......الخ اس آیت میں بھی وہی یاتینکم ہے اور اس کا سیاق وسباق بھی وہی ہے اگر اس آیت سے نبوت ورسالت جارے ہوتی ہے تو اس آیت سے شریعت جاری ہورہی ہے حالانکہ وہ تمہارے نزدیک بھی بند ہے

ما هوا جوابكم فهو جوابنا

مرزائی اعتراض

ہم تسلیم کرتے ہیں کہ اس آیت سے شریعت کا جاری ہونا ثابت ہوتا ہے لیکن الیوم اکملت لکم دینکم ...... الخ اس آیت سے ثابت ہوگیا کہ دین اور شریعت مکمل ہو چکی ہے لہذا اب کسی قسم کی نئی شریعت کی ضرورت نہیں رہی۔

الجواب

جیسے اس آیت سے یہ ثابت ہوا کہ شریعت مکمل ہوگئی مزید شریعت کی ضرورت نہیں رہی اسی طرح آیت خاتم النبیین سے یہ ثابت ہوگیا کہ سلسلہ نبوت ورسالت بھی ختم ہوگیا۔

آیت نمبر ۲

" الله یصطفی من الملائکته وسلاً ومن الناس " بیشک اللہ تعالیٰ فرشتوں اور آدمیوں میں سے پیغام پہچانے والوں کو چن لیتا ہے۔"

﴿پارہ ۱۷ الحج ۷۵ ع ۱۰﴾

☆طرز استدلال

اس آیت سے واضح طور پر معلوم ہو رہا ہے کہ نبوت اور رسالت کا سلسلہ جاری ہے۔ یصطفی مضارع کا صیغہ ہے جو حال اور استقبال پر دلالت کرتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں اور لوگوں سے رسول چنتا رہے گا لہذا ہمارا مدعا ثابت ہوا۔

جواب نمبر ۱

یہ دلیل بھی دعویٰ کے مطابق نہیں مطابقت ثابت کیجئے دعویٰ خاص ہے اور دلیل عام ہے کیونکہ رسول کا لفظ مرزا صاحب کے نزدیک عام ہے۔

(آئینہ کمالات اسلام ۳۲۲ روحانی خزائن ص ۳۲۲ ج ۵، ایام الصلح ۱۷۱ ص ۸، ۱۷ روحانی خزائن ص ۴۱۹ ج ۱۴)

یہاں عام لفظ کو کسی خاص معنی میں محدود کرنا صریح شرارت ہے، مرزا صاحب خود تسلیم کرتے ہیں، ''ایک عام لفظ کو کسی خاص معنی میں محدود کرنا صریح شرارت ہے۔'' (نور القرآن ص ۶۹ ج ۲ روحانی ص ۴۴۴ ج ۹)

جواب نمبر ۲

یہاں پر اللہ تعالیٰ نے یصطفی فرمایا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ چنے گا حالانکہ تم جس نبوت کے اجراء کے قائل ہو وہ اللہ تعالیٰ کی اصطفاء سے نہیں بلکہ اطاعت سے (کسبی) ہوگی۔

جواب نمبر۳

آپ کا دعویٰ حضورﷺ کے بعد نبوت جاری ہونے کا ہے اس میں حضور کا کوئی ذکر نہیں بلکہ مطلق ہے لہذا اس اعتبار سے دعویٰ آپ کی دلیل کے مطابق نہیں رہا۔

﴿آیت نمبر۳

" من یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین "

جو کوئی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے پس یہ لوگ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے نعمت کی پیغمبروں اور صدیقین اور شہداء اور صالحین۔ ﴿پارہ۵ النساء۶۵ع۸﴾

طرز استدلال

اس آیت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کی امت کو آپ کی اطاعت سے نبوت حاصل ہوتی ہے جس طرح آپ کی اطاعت سے امت مین صالح شہید اور صدیق ہوتے ہیں اسی طرح آپ کی اطاعت سے نبی بھی ہوتے ہیں اور یہی ہمارا دعویٰ ہے کہ آپ کی اطاعت والی نبوت جاری ہے لہذا ہمارے دعویٰ کیلئے یہ صریح دلیل ہے کیونکہ بالاتفاق حضور ﷺ کی اطاعت سے تین درجے ہوتے ہیں اس لئے آیت کا یوں معنی کرنا درست نہیں ہوگا کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنے والے ان چار قسم کے لوگوں کے ساتھ ہونگے اور انہیں ان کی رفاقت حاصل

ہوگی بلکہ جب تین درجہ اطاعت سے حاصل ہوتے ہیں تو چوتھا درجہ بھی اطاعت سے حاصل ہوگا وہ نبوت کا درجہ ہے اور یہاں پر مع کا معنی وہی ہے جو توفنا مع الابرار میں ہے۔

جواب نمبرا:

کسی ایک مجدد یا مفسر سے اپنے معنی کی توثیق پیش کریں۔

جواب نمبر۲:

دلیل دعویٰ کے مطابق نہیں کیونکہ النبیین کا لفظ نبیوں کی تمام اقسام کو شامل ہے اگر اطاعت سے نبوت حاصل ہورہی ہے تو وہ ہر قسم کی ہوگی اور یہ تمہارے اپنے عقیدے اور دعویٰ کے خلاف ہے۔

جواب نمبر۳:

آیت کے شان نزول سے آیت کا مطلب بخوبی واضح ہورہا ہے شان نزول یہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ کے ایک غلام حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ قیامت کے روز آپ بہت بلند مقام پر ہوں گے اور ہم خدا جانے کہاں ہونگے کیا ہماری آپ سے ملاقات ہوسکے گی اور ہم اپنی آنکھوں کو آپ کے دیدار سے ٹھنڈا کرسکیں گے دنیا میں تو جب تھوڑی دیر بھی ہم آپ سے جدا ہوتے ہیں تو آپ کی جدائی قابل برداشت نہیں ہوتی اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنے والوں کو ان نیک لوگوں کی رفاقت حاصل ہوگی اس سے معلوم ہوا کہ یہاں درجات کا ذکر نہیں ہے بلکہ محض رفاقت کا ذکر ہے۔

جواب نمبر۴

بخاری اور مسلم میں ایک حدیث ہے جو بعینہ اس آیت کی طرح ہے فرمایا

التاجر الصدوق مع النبيين والصديقين والشهداء والصالحين

تو کیا یہاں پر یہ مطلب ہوگا کہ سچا تاجر بھی نبی اور صدیق بن جائے گا یا یہ مطلب ہے کہ سچے تاجروں کو ان لوگوں کی رفاقت نصیب ہوگی۔

مرزائی اعتراض

اگر آیت میں درجات کا ذکر نہیں اور محض رفاقت کا ذکر ہے تو آپ نے تین درجے صدیق، شہید اور صالح سے نکال لیے کیونکہ بقول آپ کے اس آیت کا معنی یوں ہوگا کہ جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا وہ نبیوں کے ساتھ ہوگا وہ خود نبی نہیں ہوگا اور اسی طرح وہ صدیقوں کے ساتھ ہوگا خود صدیق نہیں بنے گا حالانکہ اس طرح تمہارے نزدیک بھی نہیں۔

جواب نمبر۱

اس آیت میں اس بات کا قطعاً ذکر نہیں ہے کہ کوئی شخص اطاعت کر کے نبی یا صدیق یا شہید ہوگا یا نہیں بلکہ یہاں مقصود صرف اطاعت کا نتیجہ بیان کرنا ہے کہ جو اطاعت کرے گا اس کو ان حضرات کے ساتھ رفاقت فی المکان حاصل ہوگی۔

جواب نمبر۲:

ہم جو یہ سمجھتے ہیں کہ اطاعت کرنے سے نبی نہیں ہوگا یہ مقدمہ اس آیت سے نہیں بلکہ دوسری آیتوں کی بناء پر ہے جیسے خاتم النبیین والی آیت کیونکہ خاتم

الصدیقین اور خاتم الشہداء اور خاتم الصالحین کی کوئی آیت نہیں ہے اگر اس طرح خاتم النبیین کی آیت بھی نہ ہوتی تو ہم نبوت بھی مان لیتے لیکن نبوت کا درجہ ماننے سے یہ آیت اور اس جیسی اور نصوص صریحہ اور احادیث صحیحہ مانع ہیں۔

جواب نمبر ۳:

اطاعت سے تین درجے جو ہم مانتے ہیں وہ اس آیت سے نہیں مانتے کیونکہ اس آیت میں درجات کا ذکر ہی نہیں وہ دوسری آیتوں سے مانتے ہیں جن میں درجات کا ذکر ہے اور جن آیات میں درجات بیان کئے گئے ہیں وہاں نبوت کا درجہ نہیں دیکھئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ''والذین آمنوا باللہ ورسلہ اولئك هم الصدیقون والشهداء عند ربهم '' اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے یہ لوگ ہیں صدیق اور شہداء اپنے رب کے نزدیک ﴿پارہ ۲۷ الحدید ۱۹ ع ۲﴾ دیکھئے یہاں درجوں کا ذکر ہو رہا ہے رفاقت اور رمعیت کا ذکر نہیں ہے تو یہاں اولئك هم النبیون نہیں فرمایا بلکہ صدیقون اور شہداء فرمایا۔

جواب نمبر ۴:

اگر بقول آپ کے اطاعت سے یہ درجات حاصل ہوتے ہیں تو ہم سوال کرتے ہیں کہ یہ درجات کیسے ہیں کیا حقیقی یا ظلی یا بروزی۔ اگر اطاعت سے نبی ظلی اور بروزی بنتے ہیں تو صدیق، شہید اور صالح بھی ظلی اور بروزی ہونے چاہییں اور اگر وہ تین درجے حقیقی ہیں تو نبی بھی حقیقی ہونا چاہیے یہ کہاں کا انصاف ہے کہ جب اطاعت کرنے سے یہ چار درجے حاصل ہوتے ہیں ان میں سے تین تو حقیقی ہوں اور

اگر مع کا معنی من لیا جائے تو درج ذیل آیات کا کیا معنی ہوگا:

محمد رسول اللہ والذین معہ...... الخ اور ان اللہ مع الصابرین

جواب نمبر۵:

مشہور مفسر امام رازی جو مرزا کے نزدیک چھٹی صدی کے مجدد ہیں انہوں نے تمہارے معنی کی صریح اور واضح تردید کی ہے:

"ومعلوم انہ لیس المراد من کون ھولاء معھم ھو انھم یکونون فی عین تلك الدرجات لان ھذا ممتنع" (تفسیر کبیر ص۲۶۳)

جواب نمبر۶:

مرزا نے خود اقرار کیا کہ اطاعت کرنے سے اور فنا فی الرسول ہو جانے سے نبوت نہیں ملتی بلکہ زیادہ سے زیادہ محدثیت کا درجہ حاصل ہو سکتا ہے اس سے نہیں بڑھ سکتا۔

حوالہ نمبر۱:

"جب کسی کی حالت اس نوبت تک پہنچ جائے (جو اس سے قبل مذکور ہو چکی ہے) تو اس کا معاملہ اس عالم سے وراء الوراء ہو جاتا ہے اور ان تمام ہدایتوں اور مقامات عالیہ کو ظلی طور پر پا لیتا ہے جو اس سے پہلے نبیوں اور رسولوں کو ملے تھے اور انبیاء اور رسل کا وارث اور نائب ہو جاتا ہے۔ وہ حقیقت جو انبیاء میں معجزہ کے نام سے موسوم ہوتی ہے وہ اس میں کرامت کے نام سے ظاہر ہوتی ہے اور وہی حقیقت جو انبیاء میں عصمت کے نام سے نامزد کی جاتی ہے اس میں محفوظیت کے نام سے پکاری

جاتی ہے اور وہی حقیقت جو انبیاء میں نبوت کے نام سے بولی جاتی ہے اس میں محدثیت کے پیرایہ میں ظہور پکڑتی ہے حقیقت ایک ہی ہے لیکن بباعث شدت اور ضعف رنگ کے ان کے نام مختلف رکھے جاتے ہیں۔اس لئے آنحضرت ﷺ کے ملفوظات مبارکہ ارشادفرمارہے ہیں کہ محدث نبی بالقوہ ہوتا ہے اگر باب نبوت مسدود نہ ہوتا تو ہرایک محدث اپنے وجود میں قوت استعداد نبی ہونے کی رکھتا ہے اوراس قوت اوراستعداد کے لحاظ سے محدث کا حمل نبی پر جائز ہے یعنی کہہ سکتے ہیں المحدث نبی جیسا کہ کہہ سکتے ہیں:

العنب خمر نظر اعلی القوة والاستعداد ومثل هذا الحمل شائع متعارف فی عبارات القوم وقد جرت المحاورات علی ذالك كما لایخفی علی كل ذكی عالم مطلع علی كتب الادب "

(ریویوآف ریلیجنز اپریل ۱۹۰۴ بعنوان اسلام کی برکات، آئینہ کمالات اسلام ص ۲۳۷/۲۳۸ ج ۵ ۔روحانی خزائن ۲۳۷/۲۳۸)

اس عبارت سے واضح ہوگیا کہ ظلی نبوت بھی درحقیقت محدثیت ہی ہے اور ظلی نبی جو کامل اتباع سے بنتا ہے وہ حقیقت میں محدث ہے لہذا قادیانیوں کا یہ کہنا کہ اتباع اور اطاعت سے نبوت حاصل ہو جاتی ہے غلط ٹھہرا۔ یہاں پر مرزا محدث کا حمل جو نبی پر کررہے ہیں اور المحدث نبی کہہ رہے ہیں وہ محض اس کی قوۃ اور استعداد کے لحاظ سے ہے۔

جیسا کہ عنب کا حمل قوت اوراستعداد کے لحاظ سے خمر پر ہوتا ہے تو اب ظاہر ہے کہ یہ حمل اگرچہ جائز ہے لیکن ان کے احکام مختلف ہیں جیسا کہ عنب اور خمر کے

احکام مختلف ہیں اسی طرح محدث جس کو بالقوۃ ہم نبی کہہ رہے ہیں اس کے احکام نبی سے مختلف ہونے چاہئیں۔ لہذا یہ بات ثابت ہوگئی کہ اطاعت کرنے سے مرزا کے نزدیک جو نبوت حاصل ہوتی ہے وہ محدثیت ہی ہے جس کا انکار کفر نہیں اور اطاعت سے اس مقام کے حاصل ہونے میں کوئی نزاع نہیں ہے۔

حوالہ نمبر۲:

''حضرت عمر کا وجود ظلی طور پر گویا آنحضرت ﷺ کا وجود ہی تھا۔

(ایام الصلح ص ۳۴، ۳۵، روحانی خزائن ص ۲۶۵ ج ۱۴)

حوالہ نمبر۳:

''صدہا ایسے لوگ گذرے ہیں جن میں حقیقت محمدیہ متحقق تھی اور عنداللہ ظلی طور پر ان کا نام محمد یا احمد تھا'' (آئینہ کمالات اسلام ج ۵ ص ۳۴۶، روحانی خزائن ص ۳۴۶ ج ۵)

☆ نتیجہ

مذکورہ بالا حوالوں سے بھی یہ بات واضح ہوگئی کہ اتباع اور اطاعت سے نبی نہیں ہوسکتے جبکہ بقول ان کے صدہا شخص ایسے گذر چکے ہیں جن کا نام ظلی طور پر محمد اور احمد تھا اور حضرت عمر کا وجود بھی ظلی طور پر حضور کا ہی وجود تھا۔ تو کیا ان میں سے کسی ایک نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا اور کوئی اپنی علیحدہ جماعت یا امت بنائی یا اپنے منکرین کو کافر یا جہنمی کہا۔ فعليكم البيان بالبرهان

جواب نمبر۷:

امت میں سے سب سے اونچا مقام صدیقیت کا ہے شہید اور صالح اس

سے نیچے کے مقام ہیں اطاطت کرنے سے یہ امت والے ہی مراتب حاصل ہو سکتے ہیں نہ کہ وہ خود نبی بن جائے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ صحابہ کرام کی جماعت جو حضور ﷺ کی پوری پوری متبع اور مطیع ہے جن کو دنیا ہی میں اللہ تعالیٰ نے راضی ہوکر جنت کے سرٹیفکیٹ عطا فرمادیے اور ایسی اتباع کا نمونہ پیش کیا کہ قیامت تک امت میں اس کی نظیر نہیں پائی جاسکتی اور بقول مرزا ان میں حقیقت محمدیہ متحقق ہوچکی تھی اور حضور بھی ان کے متعلق ارشاد فرمارہے ہیں۔ لو کان بعدی نبی لکان عمر اور حضرت ابوبکر صدیق کے بارے میں فرمایا ابوبکر خیر الناس بعدی الاان یکون نبی لیکن اس کے باوجود صحابہ کرام میں سے کوئی بھی نبوت کے مقام پر فائز نہ ہوا اور کسی نے نبوت کا دعویٰ نہ کیا بلکہ حضرت ابوبکر جیسے صدیق رہے اور عمر جیسے شہید اور محدث بنے نبی تو کوئی بھی نہ بن سکا اب امت میں کون دعویٰ کرسکتا ہے کہ اس نے ان حضرات سے بڑھ کر اتباع کی ہے اور نبوت کے مقام پر پہنچ گیا ہے

جواب نمبر۸:

اگر اطاعت سے نبوت ملتی ہے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو کیوں نہیں ملی کیا وہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ سے یہ سوال کرنے میں حق بجانب نہیں ہونگے کہ اے اللہ تو نے اطاعت سے نبوت عطا کرنی تھی تو ہم نے جبکہ تیرے رسول پر اپنی جانیں، مال اور اولاد ہر چیز قربان کردی تھی، کیا قصور کیا تھا کہ نبوت کے بلند اور اعلیٰ ترین منصب پر ہمیں سرفراز نہ فرمایا؟ کیا تیرے انصاف کا یہی تقاضا تھا کہ ایک انسان کہ جس کا ایمان بھی محل نزاع میں ہے اور انگریزوں کا جاسوس

اور ایجنٹ بھی تھا اور بجائے حضور ﷺ کی اطاعت کے انگریز کی اطاعت کو فرض سمجھتا تھا اس کو یہ مقام عطا کر دیا؟

ع ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیے

☆ مرزا صاحب اور اطاعت انگریز

''سو میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں اور دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو وہ سلطنت برطانیہ ہے۔'' (شہادۃ القرآن ص ۸۴ روحانی خزائن ص ۳۸۰ ج ۶)

مرزائی اعتراض

ہم نے جو معنی کیا ہے امام راغب ہمارے معنی کی تائید کرتے ہیں کیونکہ وہ فرماتے ہیں:'' قال الراغب ممن انعم علیهم من الفرق الاربع فی المنزلة والثواب النبی بالنبی والصدیق بالصدیق والشهید بالشهید والصالح بالصالح واجاز الراغب ان یتعلق من النبیین لقوله ومن یطع الله والرسول ای من النبیین ومن بعدهم ''

﴿البحر محیط ج ۳ ص ۲۸۷﴾

دیکھئے اس عبارت سے صاف واضح ہو رہا ہے کہ جبکہ من النبیین کو من یطع الله کے متعلق کریں گے تو معنی یہ ہوگا کہ نبیوں میں سے جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا وہ ایسا ہوگا۔ تو معلوم ہوا کہ اس امت میں بھی کچھ نبی

کیونکہ تمام انبیاء حضور ﷺ کے امتی اور متبع ہیں دیکھئے شب معراج میں تمام انبیاء علیہم السلام نے آپ کی اتباع اور اقتدا کی اور بیت المقدس میں آپ کی امامت میں نماز ادا کی اس کے علاوہ انبیاء سابقین اور بنی اسرائیل سلسلہ کے آخری نبی سیدنا عیسیٰ علیہ السلام آیات قرآنی اور احادیث نبویہ کی رو سے قیامت سے قبل اس امت مین تشریف لائیں گے اور آپ ﷺ کی شریعت کی اتباع اور اطاعت کریں گے۔ لہذا انبیاء میں سے ایک فرد کامل ایسا مل گیا جو آپ کی اتباع اور اقتدا کرے گا۔

﴿ہمارا سوال﴾

کیا نبوت وہبی ہے یا کسبی؟ اگر کہو کہ نبوت وہبی ہے تو تمہارا استدلال ختم، کیونکہ تم جس نبوت کے قائل ہو (یعنی کہ وہ اطاعت سے حاصل ہوتی ہے) وہ تو کسبی ہے اور اگر کہو کہ ہے تو وہبی لیکن کسب کو دخل ہے جیسا کہ یھب لمن یشاء اناثا تو اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو جب اس میں کسب کا دخل ہے تو وہ کسبی بھی ہوگئی صرف وہبی نہیں اور کسبی نبوت غلط ہے جیسا کہ آئندہ واضح کیا جاتا ہے۔ باقی جو آیت آپ نے پیش کی ہے اول تو وہ قیاس قیاس مع الفارق ہے۔ کہاں اولاد کا پیدا ہونا اور کہاں نبوت کا عطا ہونا دوسرے یہ بھی غلط ہے کہ یہاں کسب کو دخل ہے بلکہ ہم کہتے ہیں کہ یہاں کسب کو کوئی دخل نہیں ہے بلکہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ محض ہبہ ہے کیونکہ اگر وہ نہ چاہتے تو زوجین ساری عمر کسب کرتے رہیں اور ان کو کوئی چیز نہ دے اور اگر چاہے تو جہاں مطلقاً کسب نہ ہو وہاں دیدے جیسا کہ حوا علیہا السلام اور عیسیٰ علیہ

السلام۔

جواب نمبر۲:

اگر نبوت کسبی مانی جائے تو عصمت باقی نہیں رہتی۔

جواب نمبر۳:

حوالہ نمبر۱:

علامہ شعران فرماتے ہیں کہ " فان قلت فعل النبوة مكتسبة او موهوبة فالجواب ليست النبوة مكتسبة حتى يتوصل اليها بالنسك والرياضات كما ظنه جماعة من الحمقاء (كالقاديانية) وقد افتى الما لكيه وغيرهم بكفر من قال ان النبوة مكتسبة "

﴿الیواقیت والجواہر ص۱۶۴ ج۱﴾

حوالہ نمبر۲:

" من ادعى نبوة احد مع نبينا ﷺ او بعده وداعى النبوة لنفسه او جوز اكتسابها او البلوغ بصفاء القلب الى مرتبتها وكذلك من ادعى منهم انما يوحى اليه وان لم يدعى النبوة فهولاء كلهم كفار مكذبون للنبى ﷺ لانه اخبر ﷺ انا خاتم النبيين لانبى بعدى ۔"

﴿شرح شفاء للقاضی عیاض ص۲۷۰، ۲۷۱﴾

امام رازیؒ کی تفسیر:

" ومعلوم انه ليس المراد من كون هولا و معهم هو انهم

یکونون فی عین تلک الدرجات لان ھذا ممتنع ”﴿تفسیر کبیر ص ۲۶۳﴾

امام رازیؒ مرزا کے نزدیک چھٹی صدی کے ایک مشہور اور مسلم مجدد ہیں۔

دیکھئے کس صراحت سے انہوں نے مرزائیوں کی تفسیر کی تردید کی ہے کہ فاؤلئک مع الذین سے مراد یہ نہیں کہ اطاعت کرنے سے ان کو وہ درجات حاصل ہوں گے کیونکہ یہ ممتنع ہے بلکہ اس سے مراد صرف ان کی صحبت ہے جیسا کہ ہم کہتے ہیں۔

جواب نمبر ۴:

” ان رسول اللہ ﷺ کان یدعو قرب وفاتہ اللھم بالرفیق الاعلیٰ مع الذین انعمت علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین ھل مراد منہ ان یصیر من النبیین الخ وھو نبی ورسول عظیم من قبل بل معناہ ان الرسول کان یطلب عن ربہ الرؤف الرحیم یتقلہ من دارالدنیا الی جوارہ حیث یحصل لہ رفقہ الانبیاء والصدیقین ۔“

جواب نمبر ۵:

اس آیت میں ہے من یطع اللہ ورسولہ اور من عام ہے جو کہ مذکر مؤنث دونوں کو شامل ہے اس آیت سے کوئی عورت بھی نبی ہونے پر استدلال کرسکتی ہے حالانکہ قادیانی بھی اس کے قائل نہیں۔ ما ھوا جوابکم فھو جوابنا

نبوت کے کسبی نہ ہونے کے بارے میں مرزا کا اعتراف:

حوالہ نمبر ۱: ”اور اس میں کوئی شک نہیں کہ محدثیت محض وہبی ہے کسب سے حاصل نہیں

ہوسکتی جیسا کہ نبوت کسب سے حاصل نہیں ہوسکتی۔''

(اردو ترجمہ حمامۃ البشریٰ ل۸۲ روحانی خزائن ص ۳۰۱ ج ۷)

حوالہ نمبر۲: '' صراط الذین انعمت علیهم اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جس شخص کو یہ مرتبہ ملا انعام کے طور پر ملا یعنی محض فضل سے نہ کسی عمل کا جر۔''

(چشمہ مسیحی ص ۴۲ روحانی خزائن ص ۳۶۵ ج ۲۰)

﴿فائدہ﴾

یہ آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت کا اعجاز ہے کہ مرزا اپنے ہی مسلمات کے خلاف لکھ گیا اسی لیے کہا گیا ہے کہ '' جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے ''

لفظ خاتم کا معنی:

قادیانی حضرات لفظ خاتم کے مختلف معنی کرتے ہیں کبھی تو اس کا معنی مہر لگانے کا اور کبھی خاتم المحدثین والشعراء کی طرح افضل النبیین معنی کرتے ہیں۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ مرزا نے یہی خاتم کا لفظ اپنی متعدد کتابوں میں استعمال کیا ہے اور تمام جگہوں میں اس کا معنی آخری ہی لیا ہے۔ مثلاً

(۱) ''خدا کی کتابوں میں مسیح موعود کے کئی نام ہیں من جملہ ایک نام اس کا خاتم الخلفاء ہے یعنی ایسا خلیفہ جو سب سے آخر آنے والا ہے۔'' (چشمہ معرفت بر حاشیہ ص ۳۱۸ روحانی خزائن ص ۳۳۳ ج ۲۳)

(۲) ''میں اس رسول پر دلی صدق سے ایمان لایا ہوں اور جانتا ہوں کہ تمام نبوتیں اس پر ختم ہیں اس کی شریعت خاتم الشرائع ہے۔'' (چشمہ معرفت ص ۳۲۴ برحاشیہ روحانی خزائن ص ۳۴۰ ج ۲۳)

(۳) ''ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن شریف خاتم کتب سماوی ہے۔'' (ازالہ اوہام ص ۱۳۶ روحانی خزائن ص ۱۷۰ ج ۳)

(۴) '' وہ اس امت کا خاتم الاولیاء ہے جیسا کہ سلسلہ موسویہ کے خلیفوں میں حضرت عیسیٰ خاتم الانبیاء ہے۔'' (تحفہ گولڑویہ ص ۲۵ روحانی خزائن ص ۱۲۷ ج ۱۷)

مرزا صاحب نے مذکورہ بالا تمام جگہوں میں خاتم کا معنی آخری لیا ہے جو واضح طور پر ہماری تائید کرتا ہے۔

(۵) مرزا صاحب اپنی پیدائش کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ''میں اور میری بہن جنت اکٹھے پیدا ہوئے تھے پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی اور بعد اس کے پھر میں نکلا تھا اور میں اپنے والدین کے ہاں خاتم الاولاد تھا میرے بعد کوئی لڑکا یا لڑکی نہیں پیدا ہوا۔'' (تریاق القلوب ص ۱۵۷ ص ۳۰۰ روحانی خزائن ج ۱۵ ص ۴۷۹ ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۸۶ روحانی خزائن ص ۱۱۳ ج ۲۱)

(۶) ''اور نیز یہ راز بھی کہ آخر پر بنی اسرائیل کے خاتم الانبیاء کا نام جو عیسیٰ ہے اور اسلام کے خاتم الانبیاء کا نام جو احمد اور محمد ہے۔'' (ضمیمہ خاتمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص، روحانی خزائن ص ۴۱۲ ج ۲۱)

یہاں بھی مرزا نے خاتم الاولاد اور خاتم الانبیاء سے مراد آخری کے لئے ہیں اور خاتم الاولاد کا معنی یہ کیا ہے کہ میرے بعد میرے ماں باپ کے ہاں اور کوئی لڑکا یا لڑکی پیدا نہیں ہوا جس کا صاف معنی یہ ہے کہ یہ اپنے ماں باپ کا آخری لڑکا ہے اس طرح خاتم النبیین میں بھی یہی معنی ہوگا کہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا جیسا کہ مرزا صاحب کی پیدائش کے بعد مرزا کے والدین کے ہاں

کوئی لڑکا رلڑکی نہیں ہوا اس سے ان کے ایک اور شبہ کا ازالہ بھی ہو گیا۔

☆شبہ☆

اگر حضور ﷺ آخری نبی ہیں تو پھر عیسیٰ علیہ السلام کیسے آئیں گے جب وہ آئیں گے تو آخری نبی وہ بن جائیں گے اس سے ثابت ہوا کہ یا تو عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں یا حضور ﷺ خاتم النبیین یعنی آخری نبی نہیں ہیں۔

جواب:

مذکورہ بالا حوالہ سے قادیانیوں کا یہ شبہ بھی هباء منثورا ہو گیا کہ حضور ﷺ کے آخری نبی ہونے سے یہ کیسے لازم آ گیا کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں اور اگر وہ فوت نہیں ہوئے تو حضور ﷺ آخری نبی نہیں، دیکھئے مرزا صاحب خاتم الاولاد ہیں اور اس کا بڑا بھائی غلام قادر زندہ موجود تھا مرزا غلام احمد اپنے ماں باپ کا آخری لڑکا بھی ہے اور اس کا بڑا بھائی زندہ موجود بھی ہے نہ تو اس کے آخری ہونے سے یہ لازم آیا کہ اس کا بڑا بھائی ضرور مر ہی چکا ہے اور نہ بڑے بھائی کے زندہ ہونے سے مرزا کے آخری ہونے میں کوئی فرق پڑا۔ اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام کو بھی سمجھ لیجئے ان کے زندہ رہنے سے حضور ﷺ کی خاتمیت میں کوئی فرق نہیں پڑتا اگر کسی والد کے چار بیٹے یا کسی استاد کے کئی شاگرد یا پیر کے کئی مرید ہوں ان کا پہلا بیٹا زندہ ہو اور آخری مر جائے تو اس کے زندہ رہنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ آخری مر جانے والا بیٹا آخری نہ ہو۔

نہایت ضروری حوالہ:

متنازع فیہ آیت کا ترجمہ مرزا نے ''نبیوں کا ختم کرنے والا'' کیا ہے نہ کہ مہر یا افضل ''یعنی محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں ہے مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا ہے نبیوں کا۔''

(ازالہ اوہام ص ۲۵۲ آیت نمبر ۲۱ روحانی خزائن ص ۴۳۱ ج ۳، ازالہ اوہام حصہ دوم ص ۶۱۴)

لا نبی بعدی پر اعتراضات مع جوابہ

اعتراض نمبر ۱:

لا نبی بعدی سے مراد یہ ہے کہ میرے بعد کوئی صاحب شریعت نبی نہیں ہوگا جیسا کہ اکثر علماء کی تصریحات سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے بعد کوئی صاحب شریعت نبی نہیں ہوسکتا نبی کریم ﷺ کی مراد بھی یہی معلوم ہوتی ہے کیونکہ آپ نے عیسیٰ علیہ السلام کی آمد بتلائی ہے اس سے معلوم ہوا کہ لا میں عام نفی مراد نہیں ہے۔

جواب نمبر ۱:

یہاں پر لا نفی جنس کا ہے اور نفی عام ہے جیسا کہ مرزا نے خود تسلیم کیا ہے کہ: ''الا تعلم ان الرب الرحیم المتفضل سمی نبینا ﷺ خاتم

النبيين بغير استثناء وفسره نبينا ﷺ في قوله لا نبي بعدي بيان واضح للطالبين ولو جوزنا ظهور نبي بعد نبينا ﷺ لجوزنا انفتاح باب وحي النبوة بعد تغليقها وهذا خلف كما لا يخفى على المسلمين وكيف يجئ نبي بعد نبينا ﷺ وقد انقطع الوحي بعد وفاته وختم الله به النبيين ـ''

(حمامۃ البشریٰ ص۲۰ مطبوعہ ۱۸۹۴ روحانی خزائن ص۲۰۰ ج۷)

جواب نمبرا:

مرزا صاحب نے کس صراحت کے ساتھ خاتم النبیین اور لا نبی بعدی کا وہی ترجمہ اور مفہوم لیا ہے جو ہم لیتے ہیں باقی رہا عیسیٰ علیہ السلام والا اعتراض تو اس کا جواب گزر چکا ہے ان کی آمد سے کسی قسم کا فرق نہیں پڑتا کیونکہ ان کے دوبارہ آنے سے انبیاء کی فہرست میں کسی قسم کا اضافہ نہیں ہوگا۔

جواب نمبر۲:

جیسے لا الہ الا اللہ میں اللہ کے بعد اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی ظلی بروزی خدا نہیں اسی طرح لا نبی بعدی میں بھی یہی مفہوم ہوگا۔

اعتراض:

یہاں پر متکلم کی مراد دیکھنی چاہیے مراد متکلم یہی ہے کہ آپ کے بعد صاحب شریعت نبی کوئی نہیں ہوگا ہر کلام میں متکلم کی مراد کا لحاظ رکھنا ضروری ہوتا ہے۔

جواب نمبر۳:

ہم کہتے ہیں کہ متکلم کی مراد بھی وہی ہے جو ہم بیان کرتے ہیں اور نزع صرف لفظی ہے جیسا کہ مرزا نے اپنی کتاب چشمہ معرفت ص ۱۸۰، روحانی خزائن ۱۸۹ ج ۲۳ پر تحریر کیا ہے واضح ہو کہ یہ کتاب مرزا کی موت سے چھ دن قبل ۲۰ مئی ۱۹۰۸ء کو چھپی : ''اور ہم میں اور ہمارے مخالف مسلمانوں میں صرف لفظی نزاع ہے اور وہ یہ کہ ہم خدا کے ان کلمات کو جو نبوت یعنی پیش گوئیوں پر مشتمل ہوں، نبوت کے اسم سے موسوم کرتے ہیں اور ایسا شخص جس کو بکثرت ایسی پیش گوئیاں بذریعہ وحی دی جائیں یعنی اس قدر کہ اس کے زمانے میں اسکی کوئی نظیر نہ ہو اس کا نام ہم نبی رکھتے ہیں کیونکہ نبی اس کو کہتے ہیں جو خدا کے الہام سے بہ کثرت آئندہ کی خبریں دے مگر ہمارے مخالف مسلمان مکالمہ الٰہیہ کے قائل ہیں لیکن اپنی نادانی سے ایسے مکالمات کو جو بکثرت پیش گوئیوں پر مشتمل ہوں، نبوت کے نام سے موسوم نہیں کرتے حالانکہ نبوت صرف آئندہ کی خبر دینے کو کہتے ہیں جو بذریعہ وحی والہام ہو اور ہم سب اس بات پر اتفاق کرتے ہیں کہ شریعت قرآن شریف پر ختم ہوگئی، صرف مبشرات یعنی پیش گوئیاں باقی ہیں۔'' (چشمہ معرفت حصہ دوم ص ۱۸۰ روحانی خزائن ص ۱۸۹ ج ۲۳)

اعتراض:

لا نبی بعدی کا یہ مطلب ہے کہ میرے مدمقابل اور مخالف ہو کر کوئی نبی نہیں آسکتا جیسا کہ حدیث فاولتها کذابین یخرجان بعدی سے ثابت ہو رہا ہے۔

جواب نمبر ۱:

بعدی سے مراد بعثت کے بعد مراد ہے خواہ زندگی میں ہو یا زندگی کے بعد جیسا کہ قرآن مجید میں اسی لفظ کا استعمال ہوا ہے اور وہاں موت مراد نہیں بلکہ زندگی کے متعلق استعمال ہوا ہے جیسے بئس ما خلفتمونی من بعدی اور آیت وقفینا من بعدہ الرسل سے معلوم ہوتا ہے کیونکہ حضرت موسیٰ کی زندگی ہی میں کئی نبی موجود تھے نیز بعدی کا معنی خود مرزا نے زمانے کا کیا ہے مقابلہ کا نہیں کیا۔

(کتاب البریہ ص ۲۱۷، روحانی خزائن ص ۲۱۸ ج ۱۳)

''کوئی نبی نبوت کے حقیقی معنوں کی رو سے آنحضرت ﷺ کے بعد تشریف لاوے۔''

(انجام آتھم ص ۲۷ روحانی خزائن ص ۲۷ ج ۱۱، حمامۃ البشریٰ ص ۲۰ روحانی خزائن ص ۲۰۰ ج ۷)

جواب نمبر ۲:

لفظ بعدی کا مخالفت یا مقابلہ کے معنی میں استعمال ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہاں بھی یہی معنی مراد ہو اگر آپ میں ہمت ہو تو کسی قرینہ سے ثابت کریں کہ یہاں یہی معنی ہے یا کسی مسلّم مجدد نے یہ معنی کئے ہوں۔

اقوال بزرگان براجرائے نبوت و جوابات آں

ضروری نوٹ:

(۱) مرزائی جس قدر بزرگوں کے اقوال اجرائے نبوت کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں ان میں اکثر و بیشتر میں دجل و تلبیس سے کام لیا جاتا ہے انہی بزرگوں کی

ختم نبوت کے متعلق تصریحات موجود ہیں۔

(۲) جو عبارتیں مرزائی پیش کرتے ہین جن سے وہ نبوت جاری ثابت کرتے ہیں ان تمام سے مقصد یہ ہے کہ ان کی تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ انکے نزدیک عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی چونکہ یقینی ہے اور وہ حضور ﷺ کی شریعت کے تابع ہونگے اس لئے وہ یوں کہہ دیتے ہیں کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا جو آپ کی شریعت کو منسوخ کرے بلکہ آپ کا تابع ہوکر آسکتا ہے اس سے مراد ان کی صرف عیسیٰ علیہ السلام ہی ہوتے ہیں نہ یہ کہ کوئی قاعدے کے طور پر وہ پیش کرتے ہیں تفصیل کیلئے علامہ خالد محمود کی کتاب ''عقیدۃ الامت ''اور مولانا محمد نافع کا رسالہ '' ختم نبوت اور سلف صالحین ''ملاحظہ ہو۔

(۳) سلف صالحین کی جس قدر عبارتیں پیش کی جاتی ہیں ان کا مقصد یہ ہرگز نہیں کہ حضور کے بعد نبوت جاری ہے بلکہ مرزا صاحب خود تسلیم کرتے ہین کہ سلف صالحین محدثیت اور مجددیت کے قائل ہیں۔ مرزا نے اپنے مرنے سے ایک دن قبل ۲۵ مئی ۱۹۰۸ء بوقت ظہر ایک سرحدی پٹھان کے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ:

''میں کسی نئی نبوت کا قائل نہیں بلکہ جس قسم کی نبوت کے قائل شیخ ابن العربی وغیرہ ہیں مین بھی اسی قسم کی نبوت کا قائل ہوں اور اس کی ضرورت ہے۔''

اور یہ بالکل واضح ہے کہ یہ حضرات مجددیت اور محدثیت کے قائل تھے اگر یہ نبوت کے قائل ہوتے تو یہ لوگ اپنے پر ایمان لانے کی دعوت دیتے اور اپنے منکرین کو کافر کہتے حالانکہ ان میں سے کوئی بھی بات نہیں ہے۔

﴿باب ششم﴾

صداقت مرزا پر ادلہ اور ان کے وجوہات

دلیل اول:

''فقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ'' مرزائی کہتے ہیں کہ جس طرح نبی کریم ﷺ نے اپنی نبوت سے قبل کی زندگی جو کفار میں گزاری تھی کو بطور دلیل پیش کیا اسی طرح مرزا صاحب کی بھی نبوت سے قبل کی زندگی بے داغ ہے بعد کی زندگی پر الزامات لگائے گئے مگر چونکہ اس وقت مخالفت تھی اس لئے الزامات لگائے گئے تو مرزا کی پہلی زندگی دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ وہ بے داغ ہے اور مرزا صاحب خدا کے سچے نبی ہیں۔

جواب نمبر۱:

نبی کی ساری زندگی پاک اور بے داغ ہوتی ہے بعد کی زندگی سے بحث سے فرار اختیار کرنا اس پر دال ہے کہ اس کی زندگی میں ضرور کچھ کالا کالا ہے۔

جواب نمبر۲

مرزا نے اپنی پہلی زندگی میں انگریز کی عدالت میں مقدمہ لڑ کر وراثت حاصل کی حالانکہ نبی کسی کا وارث نہیں ہوسکتا۔ نحن معشر الانبیاء لانرث ولانورث۔

جواب نمبر ۳:

آپ کا یہ صغریٰ اور کبریٰ ہی مسلم نہیں ہے یہ تو بالکل صحیح ہے کہ نبی کی نبوت سے پہلے کی زندگی بھی پاک وصاف اور بے داغ ہوتی ہے اور دعوائے نبوت سے بعد کی زندگی بھی پاک وصاف ہوتی ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ جس کی پہلی زندگی پاک وصاف اور بے عیب ہو وہ نبی بھی ہو جائے جس طرح نبی کیلئے ضروری ہے کہ وہ شاعر نہ ہو، وہ کسی سے لکھنا پڑھنا نہ سیکھے، جو جھوٹ نہ بولتا ہو لیکن یہ تو ضروری نہیں کہ جو شاعر نہ ہو یا لکھنا پڑھنا نہ جانتا ہو یا جھوٹ نہ بولتا ہو وہ نبی بھی ہو جائے۔

جواب نمبر ۴:

مرزا قادیانی نے خود تسلیم کیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے سوا کوئی معصوم نہیں اور نہ میں معصوم ہوں ملاحظہ ہو: ''لیکن افسوس کہ بٹالوی صاحب نے یہ نہ سمجھا کہ نہ مجھے اور نہ کسی اور انسان کو بعد انبیاء علیہم السلام کے معصوم ہونے کا دعویٰ ہے۔''

(کرامات الصادقین ص ۵ روحانی خزائن ص ۴۷ ج ۷)

جواب نمبر ۵:

مرزا قادیانی خود اقرار کرتا ہے کہ میں نے بہت عرصہ گم نامی کا گزارا ہے کہتا ہے: ''یہ اس زمانہ کے الہام ہیں جس پر تیس برس سے زیادہ عرصہ گذر چکا ہے اور یہ تمام الہام براہین احمدیہ میں شائع ہو چکے ہیں جن کے شائع ہونے پر اب ۲۶ برس سے زیادہ عرصہ گذر گیا اور یہ وہ زمانہ تھا جس میں مجھے کوئی بھی نہیں جانتا تھا نہ کوئی موافق تھا نہ مخالف کیونکہ میں اس زمانہ میں کچھ بھی چیز نہ تھا اور ایک احد من

الــنـاس اور زاویہ گمنامی میں پوشیدہ تھا، بلکہ اس قصبہ کے تمام لوگ اور دوسرے ہزار ہا لوگ جانتے ہیں کہ اس زمانہ میں در حقیقت میں اس مردہ کی طرح تھا جو قبر میں صدہا سال سے مدفون ہو اور کوئی نہ جانتا ہو کہ یہ کس کی قبر ہے۔''

(تتمہ حقیقت الوحی ص ۲۷،۲۸ روحانی خزائن، ۴۵۹،۴۶۰ ج ۲۲)

جب مرزا قادیانی بقول اپنے ایسا گمنام تھا کہ اس کا نہ کوئی مخالف تھا نہ موافق بلکہ وہ ایک مردے کی طرح تھا جو صدہا سال سے قبر میں مدفون ہو تو اب ایسی زندگی کا بطور صفائی ودعویٰ پیش کرنا کیسے صحیح ہوسکتا ہے؟؟؟؟

جواب نمبر ۶:(ماں کی نافرمانی)

''بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ بعض بوڑھی عورتوں نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ بچپن میں حضرت نے والدہ سے روٹی کے ساتھ کچھ کھانے کو مانگا انہوں نے کوئی چیز شاید گڑ بتایا کہ یہ لے لو حضرت نے فرمایا کہ نہیں میں یہ نہیں لیتا انہوں نے کوئی اور چیز بتائی حضرت صاحب نے اس پر بھی وہی جواب دیا وہ اس وقت کسی بات پر چڑی ہوئی بیٹھی تھیں سختی سے کہنے لگیں کہ جاؤ پھر راکھ سے روٹی کھالو حضرت روٹی پر راکھ ڈال کر بیٹھ گئے اور گھر میں ایک لطیفہ ہوگیا۔''

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۲۴۵ روایت ۲۴۵)

ہر عقل مند بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ مرزا کی ماں کا مقصود ہرگز یہ نہیں تھا کہ تم سچ مچ راکھ ہی سے روٹی کھاؤ بلکہ بطور زجر کہا گیا تھا اور جہاں اس حوالہ سے مرزا صاحب کی بے وقوفی ثابت ہورہی ہے وہاں مرزا صاحب کی ماں کی نافرمانی بھی ثابت ہورہی ہے۔اب بتائیے کوئی نبی اپنی ماں کی نافرمانی کرسکتا ہے؟ اور وہ بھی معروف کام میں

جواب نمبر ۷:

''بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے ایک دفعہ اپنی جوانی کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام تمہارے دادا کی پنشن وصول کرنے گئے تو امام دین پیچھے پیچھے چلا گیا۔ جب آپ نے پنشن وصول کرلی تو وہ آپ کو پھسلا کر اور دھوکہ دے کر بجائے قادیان لانے کے باہر لے گیا ور ادھر اُدھر پھراتا رہا پھر جب اس نے سارا روپیہ اڑا کر ختم کرلیا تو آپ کو چھوڑ کر کہیں اور چلا گیا۔ حضرت مسیح موعود اس شرم سے گھر واپس نہیں آئے......الخ۔'' (سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۴۳ روایت نمبر ۴۹)

واضح ہو کہ مرزا کی عمر اس وقت ۲۴/۲۵ سال تھی کیونکہ پیدائش (حسب تحریر کتاب البریہ ص ۱۴۶) ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء ہے اور تاریخ ملازمت (حسب تحریر سیرۃ المہدی ص ۱۵۴) ۱۸۶۴ء ہے۔ نیز واضح ہو کہ یہ پنشن کی رقم معمولی رقم نہ تھی بلکہ سات صد روپیہ تھی جو آجکل کے ساتھ لاکھ کے برابر ہو سکتی ہے۔

اب مرزا صاحب کی عمر کو ملحوظ رکھتے ہوئے اور اتنی خطیر رقم کو بھی ذہن میں رکھتے ہوئے خط کشیدہ الفاظ پر غور فرمائیں کہ آخر اتنی رقم کہاں کہاں خرچ ہوئی؟ کیا حضرت صاحب اس وقت بچے تھے کہ امام دین آپکو بہلا پھسلا کر اور دھوکہ دے کر کہیں اور لے گیا اور ادھر اُدھر پھرانے کا کیا مطلب ہے؟ اگر مرزا صاحب اتنے بھولے اور چھوٹے تھے تو گھر والوں نے اتنی بڑی رقم لینے کیلئے انہیں کیوں بھیجا؟ ذرا غور فرمائیں کہ یہ لفظ کہاں کہاں کی غمازی کرتا ہے؟ پھر سوچیں کہ یہ روپیہ کوئی نیک کام میں خرچ نہیں ہوا بلکہ ''اڑایا گیا'' اور اڑانا وہاں ہی بولا جاتا ہے جہاں کار خیر نہ ہو۔

ہم مرزائیوں سے سوال کرتے ہیں کہ آپ اس سات صد روپے کا حساب دیں کہ کہاں خرچ ہوا؟ بصورت دیگر آپ کے نبی کی عصمت باقی نہین رہتی اور آپ کا دعویٰ باطل ہو جاتا ہے کہ مرزا صاحب کی نبوت سے قبل کی زندگی بالکل بے داغ تھی۔

جواب نمبر۸:

نبی کریم ﷺ نے سب سے پہلے اپنے گھر کے آدمیوں کو بلا کر ان کے سامنے اپنی صفائی کا اعلان کیا انہوں نے یک زبان جو کر اعلان کیا کہ " جربنا ك مرار فما وجدنا فيك الا صدقا " یعنی ہم نے آپ کو بار بار آزمایا پس ہم نے تجھ میں سچائی کے سوا کچھ نہیں پایا۔ اس کے برعکس مرزا قادیانی اپنی صفائی میں مولوی محمد حسین پیش کرتا ہے جو کہ کچھ تھوڑا عرصہ اس کے ساتھ رہا تھا حالانکہ وہ مرزا قادیانی کے شہر کا رہنے والا بھی نہ تھا۔ حضور اکرم ﷺ کی صفائی تو آپکے قبیلے کے سردار ابو سفیان نے ہرقل بادشاہ کے سامنے اسوقت پیش کی تھی جبکہ ابھی انہوں نے اسلام قبول نہیں کیا تھا اور اسی طرح حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا جو آپ کی رفیقہ حیات تھیں انہوں نے آپ کی پہلی زندگی کی صفائی پیش کی، جبکہ آپ کی طرف پہلی دفعہ جبرائیل امین آئے تھے اور آپ ﷺ کی آخری زندگی کی صفائی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پیش کر رہی ہیں فرماتی ہیں "كان خلقه القرآن " آپ کا اخلاق قرآن ہے۔

اب مرزا قادیانی کی بیویوں کی گواہی و حالت سنیں، مرزا قادیانی اپنی پہلی بیوی فضل احمد اور سلطان احمد کی ماں المعروف "پھجے دی ماں" سے فضل احمد کی پیدائش

کے بعد تقریباً ۳۳ سال عملاً مجرد رہا نہ اسے طلاق دی اور نہ ہی اسے بیوی کی طرح بسایا بلکہ عملاً مجردہ کر آیت کریمہ ولا تذروها كالمعلقة کی صریح مخالفت کی اس طرح عاشروهن بالمعروف ولا تميلوكل الميل کی بھی صریح مخالفت ہوئی۔

حوالہ نمبر ا:

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حافظ نور محمد متوطن فیض اللہ چک نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کئی دفعہ فرمایا کرتے تھے کہ سلطان احمد (مرزا سلطان احمد صاحب) ہم سے سولہ سال چھوٹا ہے اور فضل احمد بیس برس اور اس کے بعد ہمارا اپنے گھر سے کوئی تعلق نہ رہا۔'' (سیرۃ المہدی حصہ ۲ ص ۶۳ روایت ۳۸۲)

حوالہ نمبر ۲:

''بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو اوائل سے ہی مرزا فضل احمد کی والدہ جن کو لوگ عام طور پر ''پھجے دی ماں'' کہا کرتے تھے بے تعلقی سی تھی جس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت صاحب کے رشتہ داروں کو دین سے سخت بے رغبتی تھی اور ان کا ان کی طرف میلان تھا اور وہ اسی رنگ میں رنگین تھیں اسلئے حضرت مسیح موعود نے ان سے مباشرت ترک کر دی تھی۔'' (سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۳۳ روایت ۴۱)

اس حوالہ کی چند سطور کے بعد لکھا ہے ''حتیٰ کہ محمدی بیگم کا سوال اٹھا اور آپ کے رشتہ داروں نے مخالفت کر کے محمدی بیگم کا نکاح دوسری جگہ کرا دیا اور فضل احمد کی والدہ نے (مرزا کی دوسری بیوی) ان سے قطع تعلق نہ کیا بلکہ ان کے ساتھ رہیں

تب حضرت صاحب نے ان کو طلاق دی۔" (سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۳۴ روایت ۴۱)

نوٹ: مرزا نے دوسری شادی نصرت جہاں بیگم سے ۱۸۸۴ء میں کی تھی اور بھیجے کی ماں کو ۱۸۹۲ء میں طلاق دی تھی اور ۱۸۹۲ء میں محمدی بیگم کا نکاح سلطان احمد سے ہوا۔

دلیل ثانی

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا " ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منه بالیمین ثم لقطعنا منه الوتین " ۔اگر محمد مصطفیٰ ﷺ مجھ پر کوئی جھوٹا افترا باندھیں میں ان کی شہ رگ کاٹ کر ہلاک کر دیتا۔اس سے ثابت ہوا کہ اگر مرزا قادیانی خدا تعالیٰ پر جھوٹا افترا کرتا تھا تو اسے ۲۳ سال کے اندر اندر ہلاک کر دیا جاتا اور اسکی شہ رگ کاٹ دی جاتی کیونکہ نبی اکرم ﷺ دعویٰ نبوت کے بعد ۲۳ سال تک بقید حیات رہے۔

جواب نمبر ا:

اس آیت کا سیاق وسباق دیکھیں تو بات واضح ہو جائے گی کہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد کسی قاعدہ کلیہ کے طور پر نہیں بلکہ یہ قضیہ شخصیہ ہے اور صرف حضور ﷺ کے متعلق یہ بات کہی جارہی ہے اور یہ بھی اس بناء پر کہ بائبل میں موجود تھا کہ اگر آنے والا پیغمبر اپنی طرف سے کوئی جھوٹا الہام یا نبوت کا دعویٰ کرے تو وہ جلد مارا جائے گا:

"میں ان کیلئے ان ہی بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ اسے حکم دوں گا وہی ان سے کہے گا اور جو کوئی میری باتوں کو جن کو وہ میرا نام لے کر کہے گا نہ سنے تو میں ان کا حساب ان سے لوں گا لیکن جو

نبی گستاخ بن کر کوئی ایسی بات میرے نام سے کہے جس کے کہنے کا میں نے اس کو حکم نہیں دیا یا اور معبودوں کے نام سے کچھ کہے تو وہ نبی قتل کیا جائے''،

(کتاب استثناء ۱۸تا۲۰)

جواب نمبر۲:

اگر مرزا قادیانی اوراس کے متبعین کے اس اصول کوتسلیم کرلیا جائے تو کئی سچے نبی نعوذ باللہ جھوٹے بن جائیں گے اور کئی جھوٹے نبی سچے ہوجائیں گے۔

حضرت یحیٰ اوران کے علاوہ کئی اور اسرائیلی پیغمبر بہت تھوڑی عمر میں یعنی ۲۳ سال کی مدت کے اندراندر شہید کردیے گئے۔ مرزا کے اصول کے مطابق یحیٰ علیہ السلام اور دیگر انبیاء جو۲۳ سال کے اندر شہید ہوئے وہ جھوٹے بن جائیں گے نعوذ باللہ اور کئی جھوٹے نبی سچے ہوجائیں گے جیسے بہاؤاللہ ایرانی جو دعویٰ نبوت کے چالیس سال بعد تک زندہ رہا، مرزا قادیانی کے اس اصول کیمطابق بہاؤاللہ جو صاحب شریعت نبی ہونے کا مدعی تھا سچا ثابت ہوز ہا ہے حالانکہ مرزائی اس کو جھوٹا مانتے ہین۔ بہاؤاللہ نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ ۱۲۶۹ھ میں کیا تھا اور ۱۳۰۹ھ تک زندہ رہا تو اسکی بعداز دعویٰ نبوت زندگی چالیس سال بنتی ہے۔

(کتاب الفرائد بہائیوں کی کتاب ص ۲۵، ۱۲۶ اور الحکم ۲۴ اکتوبر ۱۹۰۴ ص ۴)

جواب نمبر۳:

مرزا قادیانی اپنی دلیل کی رو سے بھی جھوٹا ثابت ہوتا ہے اس کا دعویٰ نبوت اگر چہ محل نزاع ہے کیونکہ اس کے ماننے والے دو جماعتوں میں منقسم ہیں لاہوری گروپ اس کو نبی نہیں تسلیم کرتا اور نہ اس کا دعویٰ نبوت مانتا ہے اس کے برعکس قادیانی

گروپ اس کو نبی مانتا ہے لیکن ان کی تحقیق یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے دعوائے نبوت ۱۹۰۱ء میں کیا ہے اور مرزا قادیانی کی موت ۱۹۰۸ء میں ہوئی۔ لہذا ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی اپنی دلیل کیمطابق بھی جھوٹا ہے کیونکہ وہ ۲۳ سال کی مدت کے اندر ہیضے سے ہلاک ہوا۔

جواب نمبر۴:

بالفرض اگر یہ قانون عام بھی تسلیم کرلیا جائے تو سچے نبیوں کے متعلق ہو گا جھوٹے نبیوں کو مہلت مل سکتی ہے فرعون ونمرود جنہوں نے خدائی کا دعویٰ کیا ان کو بھی مہلت ملی اور جب مرزا کا دیگر دلائل سے جھوٹا ہونا ثابت ہوگیا تو ان پر یہ قانون نہ لگے گا پہلے مرزا کے سچا نبی ہونے کا ثبوت پیش کرو۔

مرزائی عذر

مرزا پر جب علماء نے اعتراض کیا کہ بعض ایسے مفتری بھی ہیں جو ۲۳ سال کے اندر اندر ہلاک نہ ہوئے جیسے اکبر بادشاہ اور روشن دین جالندھری وغیرہ۔ اگر ۲۳ سال کے اندر ہلاک ہونا ضروری ہے تو یہ حضرات جنہوں نے نبوت کے جھوٹے دعوے کیے تھے ۲۳ سال کے اندر اندر ہلاک کیوں نہ ہوئے؟

تو مرزا قادیانی نے اس کا یہ جواب دیا کہ جن جھوٹوں کے آپ نام پیش کرتے ہیں آپ ثابت کریں کہ انہوں نے نبوت کا دعویٰ بھی کیا ہو اور اپنے پر وحی نازل ہونیکا بھی دعویٰ کیا ہو پھر وہ ۲۳ سال تک زندہ رہے ہوں۔ کیونکہ ہماری تمام تر بحث وحی نبوت میں ہے۔ مطلق دعوے میں نہیں۔ (ضمیمہ اربعین ۳،۴ ص ۱۱، روحانی خزائن ص ۴۷۷ ج ۱۷، ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۴ تا ۶ روحانی خزائن ص ۴۲، ۴۴ ج ۱۷)

''اس مقام سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی تمام پاک کتابیں اس بات پر متفق ہیں کہ جھوٹا نبی ہلاک کیا جاتا ہے اب اس کے مقابل یہ پیش کرنا کہ اکبر بادشاہ نے نبوت کا دعویٰ کیا یا روشن دین جالندھری نے دعویٰ کیا یا کسی اور شخص نے دعویٰ کیا اور وہ ہلاک نہیں ہوئے یہ دوسری حماقت ہے جو ظاہر کی جاتی ہے بھلا اگر یہ سچ ہے کہ ان لوگوں نے نبوت کے دعوے کیے اور ۲۳ برس تک ہلاک نہ ہوئے تو پہلے ان لوگوں کو خاص تحریر سے ان کا دعویٰ ثابت کرنا چاہیے اور وہ الہام پیش کرنا چاہیئے جو الہام انہوں نے خدا کے نام پر لوگوں کو سنایا یعنی یہ کہا کہ ان لفظوں کے ساتھ میرے پر وحی نازل ہوئی ہے کہ میں خدا کا رسول ہوں اصل لفظ ان کی وحی کے کامل ثبوت کے ساتھ پیش کرنے چاہییں کیونکہ ہماری تمام بحث وحی نبوت میں ہے۔''

الجواب:

یہ عبارت ہمارے حق میں ہے کیوں کہ اگر تمام بحث وحی نبوت میں مانی جائے تو مرزا نے ۱۹۰۱ء مین دعویٰ کیا اور ۱۹۰۸ء میں مرگیا اور اس اپنی تحریر سے اس کے کذب پر مہر لگ گئی۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

دلیل ثالث

پیغمبر خدا ﷺ نے فرمایا کہ مہدی کی نشانی یہ ہے کہ اس کے زمانہ میں

رمضان المبارک کے مہینہ میں چاند اور سورج گرہن ہوگا یہ نشان مرزا قادیانی پر پورا ہوتا ہے جس سے ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی حدیث نبوی کے مطابق سچا مہدی ہے۔

جواب نمبرا:

قادیانی جس روایت کو حدیث نبوی بنا کر پیش کرتے ہیں یہ سراسر جھوٹ ہے، پیغمبر خدا پر بہتان عظیم ہے اور صریح دھوکہ ہے۔ یہ حدیث رسول نہیں بلکہ امام محمد باقر کا قول ہے جو دارقطنی نے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے۔

جواب نمبر۲:

امام محمد باقر کا یہ قول سند کے لحاظ سے انتہائی ساقط اور مردود ہے یہ قول مع سند یوں ہے: "عن عمر و بن شمر عن جابر عن محمد بن علی قال ان لمهدينا آيتين لم تكونا منذ خلق الله السموات والارض تنكسف القمر لاول ليلة من رمضان وتنكسف الشمس فی النصف منه ولم تكونا منذ خلق الله السموات والارض "

(دارقطنی ج اص ۸۸)

اس عبارت میں پہلا راوی عمرو بن شمر ہے جس کے متعلق میزان الاعتدال میں لکھا ہے کہ " ليس بشئی زائغ ، كذاب، رافضی ،يشتم الصحابة ويروی الموضوعات عن الثقات ، منكر الحديث ،لايكتب حديثه ، متروك الحديث۔"

علامہ شمس الدین ذہبی جو فن رجال کے امام ہیں وہ اس راوی کی مذمت میں نو جملے لکھتے ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ اس راوی کی روایت ہرگز قابل اعتبار نہیں۔

دوسرا راوی ہے جابر، اس نام کے بہت سے راوی ہیں جن میں ایک جابر جعفی ہے جس کے متعلق امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے جس قدر جھوٹے لوگ ملے ہیں جابر جعفی سے زیادہ جھوٹا کوئی نہیں ملا۔

تیسرا راوی محمد بن علی ہے اس نام کے بہت سے راوی گذرے ہیں اس کی کوئی دلیل نہیں کہ اس محمد بن علی سے مراد محمد باقر ہی ہوں۔ کیونکہ عمرو بن شمر کی عادت تھی "یروی الموضوعات عن الثقات" کہ وہ موضوع روایت ثقہ راویوں کی طرف منسوب کر کے روایت کیا کرتا تھا۔ جس روایت کی سند کا یہ حال ہو وہ کیسے قابل حجت ہو سکتی ہے۔

جواب نمبر ۳:

بفرض محال اگر اسے امام محمد باقر کا صحیح قول مان لیا جائے تو مرزا قادیانی پھر بھی جھوٹا ہے کیونکہ مرزا قادیانی کے زمانہ میں رمضان کی جن تاریخوں میں یہ گرہن لگا تھا وہ اس قول کے مطابق نہیں ہے۔ مرزا قادیانی کے زمانہ میں رمضان کی تیرہ تاریخ کو چاند گرہن اور اٹھائیس تاریخ کو سورج گرہن لگا تھا۔ حالانکہ اس قول کے مطابق مہدی کی نشانی یہ ہے کہ اس زمانہ میں چاند گرہن رمضان المبارک کی پہلی تاریخ کو اور سورج گرہن پندرہ تاریخ کو لگے گا۔

مرزائی عذر

قانون قدرت یہ ہے کہ چاند گرہن ہمیشہ تیرہ، چودہ، پندرہ چاند کی تاریخوں میں سے کسی ایک تاریخ میں لگتا ہے اور سورج گرہن چاند کی ستائیس،

اٹھائیس اور انتیس میں سی کسی ایک تاریخ کو لگتا ہے۔آج تک چاند کی پہلی تاریخ میں چاند گرہن اور پندرہ تاریخ میں سورج گرہن نہیں لگا۔لہذا امام محمد باقرؒ کے قول میں لاول لیلة من رمضان سے مراد گرہن کی ان راتوں میں سے پہلی رات یعنی تیرھویں کی رات مراد ہے اور فی النصف منہ سے مراد سورج گرہن کی تین تاریخوں میں سے درمیانی تاریخ یعنی اٹھائیس مراد ہے اور مرزا صاحب کے زمانہ میں رمضان کی تیرہ کو چاند گرہن اور اٹھائیس کو سورج گرہن لگا تو یہ گرہن امام محمد باقرؒ کے قول کے مطابق ہو گیا۔

جواب نمبرا:

روایت کے الفاظ اس بے ہودہ تاویل کے ہر گز متحمل نہیں ہو سکتے۔آپ نے فرمایا "اول لیلة من رمضان" نہ کہ "اول لیلة من لیالی الکسوف"۔تیرہ رمضان کو کوئی احمق بھی اول رمضان نہیں کہتا اور نہ ہی "فی النصف منہ" سے مراد اٹھائیس تاریخ مراد لی جاسکتی ہے۔اٹھائیس تاریخ، ستائیس ،اٹھائیس، انتیس تاریخوں میں درمیانی کہلاسکتی ہے ان تاریخوں کی نصف نہیں ہو سکتی، اور نہ ہی کوئی احمق اٹھائیس تاریخ کو نصف رمضان کہہ سکتا ہے۔

جواب نمبر۲

مرزا قادیانی کی یہ تاویل اس لئے بھی باطل ہے کہ اس قول میں دو مرتبہ یہ جملہ آیا ہے کہ "لم تکونا منذ خلق اللہ السموات والارض" یعنی ہمارے مہدی کے یہ دو نشان ایسے ہوں گے کہ جب سے آسمان و زمین بنے ہیں

تب سے ایسے نشان ظاہر نہیں ہوئے ہوں گے۔

یہ قول اسی صورت میں صحیح ہوسکتا ہے کہ جب اسے ظاہری الفاظ کے مطابق رکھا جائے، اول لیلۃ سے یکم رمضان اور نصف منہ سے پندرہ رمضان مراد لی جائے کیونکہ جب سے آسمان وزمین بنے ہیں ان تاریخوں میں چانداور سورج کا بھی گرہن نہیں لگا۔ تیرہ رمضان کو چاند گرہن اور اٹھائیس رمضان کو سورج گرہن مرزا قادیانی سے قبل ہزاروں مرتبہ لگ چکا ہے مرزا سے قبل ۴۵ سال کے عرصہ میں تین مرتبہ رمضان کی انہی تاریخوں میں گرہن لگ چکا ہے۔ مسٹر کیتھ کی کتاب ''ویوز آف دی گلوبز'' اور ''حدائق النجوم'' میں اٹھارہ سو ایک سے لے کر ۱۹۰۰ تک ایک صدی کے گرہنوں کی فہرست دی گئی ہے جس میں سے ۴۵ سالوں کی فہرست اس کتاب یعنی'' شہادت آسمانی '' مولفہ مولانا سید ابواحمد رحمانی میں صفحہ ۱۵ سے ۲۲ تک درج ہے۔

☆ایک اہم قاعدہ☆

انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کی ۲۷ ویں جلد میں گرہن کے متعلق حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے سات سو تریسٹھ برس پہلے سے ۱۹۰۱ء تک کا تجربہ لکھا ہے جس کے بعد وہ لکھتے ہیں کہ ہر ثابت شدہ یا مانا ہوا گہن ۲۲۳ برس قبل اور بعد اس قسم کا گہن ہوتا ہے یعنی وہ مانا ہوا گہن جس وقت اور جس مہینہ میں جس طور کا ہوگا ۲۲۳ برس سے قبل اور بعد بھی ان ہی خصوصیات کے ساتھ ویسا ہی دوسرا گہن ہوگا اب اس حساب کی روشنی میں آپ غور کریں جب ۱۲۶۷ھ سے ۱۳۱۲ھ تک چھیالیس برس میں تین مرتبہ گرہنوں کا

اجتماع رمضان کی تیرہ اور اٹھائیس کو ہوا، اس قاعدے کو جاری کر کے دیکھا جائے کہ کس وقت میں گرہنوں کا اجتماع رمضان کی تیرہ اور اٹھائیس کو ہوا ہے۔ ذیل میں اس کا حساب پیش کر کے چند مدعیوں کے نام جو میرے علم میں ہیں پیش کئے جاتے ہیں اس واقع میں کتنے ہوئے ہیں اس سے زیادہ ماہرین تاریخ جان سکتے ہیں۔

(۱) ۱۱۷ھ مطابق ۷۳۶ء رمضان کی تیرہ اور اٹھائیس تاریخوں کو گرہن لگا اور اس وقت ظریف نامی بادشاہ مدعی موجود تھا یہ صاحب شریعت نبی ہونے کا مدعی تھا ۱۲۶ھ میں مرا تو اس کا بیٹا صالح بادشاہ ہوا۔

(۲) ۳۴۶ھ مطابق ۹۵۹ء رمضان کی انہی تاریخوں میں گرہن لگا اس وقت ابو منصور عیسیٰ مدعی نبوت موجود تھا تفصیل کیلئے کتاب ''دوسری شہادت آسمانی ص ۸۳،۸۴'' ملاحظہ فرمائیں۔ دوسرے نقشے کے مطابق پہلا گرہن ۱۶۱ھ مطابق ۷۷۹ء رمضان کی انہی تاریخوں میں لگا۔ اس وقت صالح نامی مدعی نبوت موجود تھا اور اس صالح کے زمانہ میں مرزا قادیانی کی طرح دو مرتبہ رمضان کی ان تاریخوں میں گرہن لگا ہے یعنی ۱۶۱ھ اور ۱۶۲ھ کا ظہور ہندوستان میں نہ ہوا بلکہ امریکہ میں ہوا اس وقت مسٹر' ڈوئی' وہاں مسیح موعود ہونے کا جھوٹا مدعی تھا۔

(۳) اس کے بعد ایک گرہن ۱۶۲ھ مطابق ۷۸۰ء میں لگا جس میں صالح مدعی تھا اور دوسرا گرہن ۱۳۱۲ھ مطابق ۱۸۹۵ء میں لگا جس میں مرزا قادیانی جھوٹا مدعی نبوت تھا۔

اس نقشہ کا خلاصہ یہ ہے کہ ۴۵ سال میں سورج گرہن اور چاند گرہن تین مرتبہ رمضان المبارک میں اکٹھے لگے، تاریخیں حسب ذیل ہیں:

پہلا اجتماع ☜ پہلا چاند گرہن ۱۳ رمضان ۱۲۶۷ھ مطابق ۱۳ جولائی ۱۸۵۱ء

اور سورج گرہن ۲۸ جولائی ۱۸۵۱ء مطابق ۲۸ رمضان ۱۲۶۷ھ کو لگا۔

دوسرا اجتماع ﴿ چاند گرہن ۲۱ مارچ ۱۸۹۴ء مطابق ۱۳ رمضان ۱۳۱۱ھ، سورج گرہن ۶ اپریل ۱۸۹۴ء مطابق ۲۸ رمضان ۱۳۱۱ھ

تیسرا اجتماع ﴿ چاند گرہن ۱۱ مارچ ۱۸۹۵ء مطابق ۱۳ رمضان ۱۳۱۲ھ اور سورج گرہن ۲۶ مارچ ۱۸۹۵ء مطابق ۲۸ رمضان ۱۳۱۲ھ۔

واضح رہے کہ ان ۴۵ سالوں میں صرف مرزا قادیانی ہی نہیں بلکہ اور بھی مسیح یا نبی ہونے کے مدعی موجود تھے جس کی تفصیل کتاب ''دوسری شہادت آسمانی'' میں دیکھی جاسکتی ہے۔

﴿خلاصہ بحث﴾

ہر ایک ذی علم سمجھتا ہے کہ اگر اس اجتماع کو نشان قرار دیا جائے گا تو صرف ایک نشان ثابت ہوگا اور حدیث میں نہایت صاف طور سے دو نشانوں کی پیش گوئی کی گئی ہے اور ہر ایک نشان کو بے نظیر کہا ہے۔ اس لئے اگر ۱۳ اور ۲۸ رمضان کو گہن ہونا نشان ہے تو حدیث کے بموجب ہر ایک گہن کو نشان ہونا چاہیے اور ہر ایک کو بے نظیر ہونا چاہیے مگر مذکورہ فہرست سے ظاہر ہے کہ ۹۰ برس کے عرصہ میں چاند گرہن رمضان کی ۱۳ تاریخ کو پانچ مرتبہ یعنی ۱۲۶۳ھ، ۱۲۶۷ھ، ۱۲۹۱ھ، ۱۳۱۰ھ، ۱۳۱۱ھ، ۱۳۱۲ھ ہوا ہے۔ اور سورج گرہن اٹھائیس رمضان کو ۴۶ برس میں چھ مرتبہ ہوا ہے، اور ان دونوں کا اجتماع ان تاریخوں میں تین مرتبہ ہوا۔ پھر کیا ایسے ہی گہن نشان و معجزہ ہو سکتے ہیں؟ ذرا ہوش کر کے جواب دو۔ (دوسری شہادت آسمانی ص ۱۴ بر حاشیہ ۲)

پنتالیس برس کی قلیل مدت میں گہنوں کا نقشہ

نقشہ ملاحظہ ہو

نمبر شمار	چاند گہن یا سورج گہن	کلی یا جزوی	سن عیسوی	سن ہجری	انگریزی مہینہ	انگریزی تاریخ	عربی مہینہ	عربی تاریخ	وقت گہن	
۱	چاند	جزئی	۱۸۵۱	۱۲۶۷	جولائی	۱۳	رمضان	۱۳	آٹھ بجے رات	یہ گہن ہندوستان میں مرزا قادیانی کے دعوی سے قبل ہوا جبکہ اس کی عمر گیارہ یا بارہ برس کی ہوگی
	سورج		〃	〃	جولائی	۲۸	رمضان	۲۸	دوپہر بجے	
۲	چاند	جزئی	۱۸۹۴	۱۳۱۱	مارچ	۲۱	رمضان	۱۲	آٹھ بجے رات	یہ گہن ہندوستان میں ہوا ہی نہیں بلکہ امریکہ میں ہوا جس وقت مسٹر ڈوئی مدعی مسیحیت وہاں موجود تھا
	سورج		〃	〃	اپریل	۶	رمضان	۲۸	دوپہر بجے	
۳	چاند	کلی	۱۸۹۵	۱۳۱۲	مارچ	۱۱	رمضان	۱۳	آٹھ بجے رات	یہ گہن ہندوستان میں ہوا لیکن یہ اس حدیث کا مصداق نہیں کیونکہ اس سے قبل ایک ہی صدی میں اس گہن کی نظیر موجود ہے
	سورج	〃	〃	〃	〃	۲۶	رمضان	۲۸		

﴾متفرقات﴿

(۱) بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ حضرت سناتے تھے کہ جب میں بچہ ہوتا تھا ایک دفعہ بعض بچوں نے مجھے کہا کہ جاؤ گھر سے میٹھالاؤ میں گھر میں آیا اور بغیر کسی سے پوچھنے کے ایک برتن میں سے سفید بورا (چینی) اپنی جیبوں میں بھر کر باہر لے گیا اور راستہ میں ایک مٹھی بھر کر منہ میں ڈال لی بس پھر کیا تھا میرا دم رک گیا اور بڑی تکلیف ہوئی کیونکہ معلوم ہوا کہ جسے میں نے بورا سمجھ کر جیبوں میں بھرا تھا وہ بورا نہ تھا بلکہ پسا ہوا نمک تھا۔ (سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۲۴۴ روایت نمبر ۲۴۴)

(۲) براہین احمدیہ کی ابتدا میں مرزا کے ایک مرید معراج الدین عمر مرزائی نے مرزا صاحب کے حالات لکھے ہیں لکھتا ہے: ''اگر کبھی اتفاق سے ان سے (مرزا کے والد سے) کوئی دریافت کرتا کہ مرزا غلام احمد کہاں ہے تو وہ یہ جواب دیتے کہ مسجد جا کر سقاوہ کی ٹونٹی میں تلاش کرو اگر وہاں نہ ملے تو مایوس ہو کر واپس مت آنا مسجد کے اندر چلے جانا اور وہاں کسی گوشہ میں تلاش کرنا اگر وہاں بھی نہ ملے تو پھر بھی ناامید ہو کر مت لوٹ آنا۔ کسی صف میں دیکھنا کہ کوئی اسکو لپیٹ کر کھڑا کر گیا ہوگا کیونکہ وہ تو زندگی میں مرا ہوا ہے اور اگر کوئی اسے صف میں لپیٹ دے تو وہ آگے سے حرکت بھی نہیں کرے گا آپ کو شیرینی سے بہت پیار ہے اور مرض بول بھی عرصہ سے آپ کو لگا ہوا ہے اس زمانہ میں آپ مٹی کے ڈھیلے بعض وقت جیب میں رکھتے تھے اور اسی جیب میں گڑ کے ڈھیلے بھی رکھ لیا کرتے تھے اس قسم کی اور بھی بہت سی باتیں ہیں جو اس بات پر شاہد ناطق ہیں کہ آپ کو اپنے یار ازل کی محبت میں ایسی محویت تھی کہ جس کے باعث سے

اس دنیا سے بالکل بے خبر ہو رہے تھے۔ (سیرۃ المہدی حصہ اول ۲۱۱ روایت ۱۸۱)

(۳) ایک دفعہ کوئی شخص آپ کیلئے گرگابی لے آیا اور آپ نے پہن لی مگر اسکے الٹے سیدھے پاؤں کا پتہ نہیں چلتا تھا کئی دفعہ الٹا پہن لیتے تھے۔ والدہ صاحبہ فرمایا کہ میں نے آپ کی سہولت کے واسطے الٹے سیدھے پاؤں کی شناخت کیلئے نشان لگادیے تھے باوجود اسکے آپ الٹے سیدھے پہن لیتے تھے۔ (سیرۃ المہدی ص ۶۷ حصہ اول روایت ۸۸)

(۴) بارہا دیکھا گیا کہ بٹن اپنا کاج چھوڑ کر دوسرے ہی میں لگے ہوتے تھے بلکہ صدری کے بٹن کوٹ کے کاجوں میں لگائے گئے دیکھے گئے۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم ص ۱۲۶ روایت ۴۴۴)

(۵) ڈاکٹر میر محمد اسماعیل نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی جسمانی عادات میں ایسے سادہ تھے کہ بعض دفعہ جب حضور جراب پہنتے تھے تو بے توجہی کے عالم میں اسکی ایڑی پاؤں کے تلوے کی بجائے اوپر کی طرف ہو جاتی تھی اور بارہا ایک کاج کا بٹن دوسرے کاج میں لگا ہوتا تھا آپ بسا اوقات دایاں پاؤں بائیں میں ڈال لیتے تھے اور بایاں پاؤں دائیں میں اسی طرح کھانا کھانے کا یہ حال تھا کہ خود فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں تو اس وقت پتہ لگتا ہے کہ کیا کھا رہے ہیں جب کھاتے کھاتے کوئی کنکر وغیرہ کا ریزہ دانت کے نیچے آجاتا۔ (سیرۃ المہدی حصہ دوم ص ۵۸ روایت ۳۷۵)

(۶) مگر بارہا جراب اسطرح پہن لیتے کہ پیر پر سرآگے لٹکتا رہتا اور کبھی جراب کی ایڑی کی جگہ پیر کی پشت پر آجاتی کبھی ایک جراب سیدھی اور دوسری الٹی اگر ایک جراب کہیں سے پھٹ جاتی تو بھی مسح جائز رکھتے، جوتی اگر تنگ ہوتی تو ایڑی پھٹا لیتے۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم ص ۱۲۷ روایت ۴۴۴)

مرزائی عذر:

مرزائی ان روایات کا جواب یہ دیتے ہیں کہ یہ ان کی سادگی پر دلالت کرتی ہیں اب ذرا دوسرا رخ ملاحظہ فرمائیں کہ وہ کس قدر ماہر تھا۔

''بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ مدت کی بات ہے کہ جب میاں ظفر احمد صاحب کپورتھلوی کی پہلی بیوی فوت ہوگئی اور ان کو دوسری بیوی کی تلاش ہوئی تو ایک دفعہ حضرت صاحب نے ان کو کہا کہ ہمارے گھر میں دو لڑکیاں رہتی ہیں میں ان کو لاتا ہوں آپ ان کو دیکھ لیں پھر ان میں سے جو آپ کو پسند ہو اس سے آپ کی شادی کردی جائے۔ چنانچہ حضرت صاحب گئے ان دو لڑکیوں کو بلا کر کمرہ کے باہر کھڑا کر دیا اور پھر اندر آ کر کہا کہ وہ باہر کھڑی ہیں آپ چک کے اندر سے دیکھ لیں چنانچہ میاں ظفر احمد صاحب نے ان کو دیکھ لیا پھر حضرت صاحب نے ان کو رخصت کر دیا اس کے بعد میاں ظفر صاحب سے پوچھنے لگے کہ آپ کو کون سی لڑکی پسند ہے وہ نام تو کسی کا جانتے نہیں تھے اس لیے انہوں نے کہا کہ جس کا منہ لمبا ہے وہ اچھی ہے اس کے بعد حضرت صاحب نے میری رائے لی میں نے عرض کیا کہ حضور میں نے تو نہیں دیکھا پھر خود فرمانے لگے کہ میرے خیال میں تو دوسری لڑکی بہتر ہے جس کا منہ گول ہے پھر فرمایا جس شخص کا چہرہ لمبا ہوتا ہو وہ بیماری وغیرہ کے بعد عموماً بدنما ہو جاتا ہے لیکن گول چہرہ کی خوبصورتی قائم رہتی ہے۔

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص۲۵۹ روایت نمبر ۲۶۸)

غیر محرم عورتیں اور مرزا قادیانی

تصویر کا ایک رخ

(۱) ہمارے سید مولیٰ افضل الانبیاء خیر الاصفیاء محمد مصطفیٰ ﷺ کا تقویٰ دیکھئے کہ وہ ان عورتوں کے ہاتھ سے ہاتھ نہیں ملاتے تھے جو پاک دامن اور نیک بخت ہوتی تھیں اور بیعت کیلئے آتی تھیں بلکہ دور ہی بٹھا کر تلقین توبہ کرتے تھے۔

(نور القرآن ۲ ص ۲۷ روحانی خزائن ص ۴۴۹ ج ۹)

(۲) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ ڈاکٹر محمد اسماعیل خاں صاحب مرحوم نے حضرت مسیح موعود سے عرض کیا کہ میرے ساتھ شفا خانہ میں ایک انگریز لیڈی کام کرتی ہے وہ ایک بوڑھی عورت ہے وہ کبھی کبھی میرے ساتھ مصافحہ کرتی ہے اس کے متعلق کیا حکم ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ یہ تو جائز نہیں ہے آپ کو عذر کر دینا چاہیے کہ ہمارے مذہب میں یہ جائز نہیں۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم ص ۶۷ روایت ۴۰۱)

(۳) عورتوں کو چاہیے کہ اپنے خاوندوں کا مال نہ چراویں اور نامحرم سے اپنے تئیں بچاویں اور یاد رکھنا چاہیے کہ بغیر خاوند اور لوگوں کے جن کے ساتھ نکاح جائز نہیں اور جتنے مرد ہیں ان سے پردہ کرنا ضروری ہے۔

(تبلیغ رسالت ج ا ص ۴۰، مجموعہ اشتہارات ص ۶۹ ج ۱)

(۴) یہ اسلام کی اعلیٰ تعلیم کا ایک نمونہ ہے کہ ہرگز قصداً کسی عورت کی طرف نظر اٹھا کر نہ دیکھو کہ یہ بدنظری کا پیش خیمہ ہے۔

(نور القرآن نمبر ۲ ص ۲۷ مطبوعہ الشرکۃ الاسلامیہ چناب نگر (ربوہ) روحانی خزائن ص ۴۴۸ ج ۹)

﴿تصویر کا دوسرا رخ﴾

(۱) اس سلسلہ میں اس سے قبل ایک حوالہ گذر چکا ہے گول منہ والی اور لمبے منہ والی لڑکی

(۲) ''مائی رسول بی بی صاحبہ بیوہ حافظ حامد علی صاحب مرحوم نے بواسطہ مولوی فاضل مجھ سے بیان کیا کہ ایک زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وقت میں میں اور اہلیہ بابو شاہ دین رات کا پہرہ دیتی تھیں اور حضرت صاحب نے فرمایا ہوا تھا کہ اگر میں سوتے میں کوئی بات کیا کروں تو مجھے جگا دیا کرو۔ ایک دن کا واقعہ ہے کہ میں نے آپ کی زبان پر کوئی لفظ جاری ہوتے ہوئے سنے اور آپ کو جگا دیا اس وقت رات کے بارہ بجے تھے ان ایام میں عام طور پر پہرہ پر مائی فجو منشیانی اہلیہ منشی محمد دین گوجرانوالہ اور اہلیہ بابو شاہ دین ہوتی تھیں۔'' (سیرۃ المہدی حصہ سوم ص ۲۱۳ روایت ۷۸۶)

(۳) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ مجھ سے میری لڑکی زینب نے بیان کیا کہ میں تین ماہ کے قریب حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں رہی ہوں۔ گرمیوں میں پنکھا وغیرہ اور اسی طرح کی خدمت کرتی تھی بسا اوقات ایسا ہوتا کہ نصف رات یا اس سے زیادہ مجھ کو پنکھا ہلاتے گزر جاتی تھی مجھ کو اس اثناء میں کسی قسم کی تھکان اور تکلیف محسوس نہیں ہوتی تھی بلکہ خوشی سے دل بھر جاتا تھا دو دفعہ ایسا موقع پیش آیا کہ عشاء کی نماز سے لے کر صبح کی اذان تک مجھے ساری رات خدمت کرنے کا موقع ملا پھر بھی اس حالت میں مجھ کو نہ نیند نہ غنودگی اور تھکان معلوم ہوتی بلکہ خوشی اور سرور پیدا ہوتا تھا۔ حضور نے فرمایا کہ زینب اس قدر خدمت کرتی ہے کہ ہمیں اس سے شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔

(سیرۃ المہدی حصہ سوم ص ۲۷۲ روایت نمبر ۹۱۵)

(۴) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت ام المؤمنین نے ایک دن سنایا کہ حضرت صاحب کے ہاں ایک بوڑھی ملازمہ مسماۃ بھانو تھی وہ ایک رات جبکہ خوب سردی پڑ رہی تھی حضور کو دبانے بیٹھی چونکہ وہ لحاف کے اوپر سے دباتی تھی اس لیے اسے یہ پتہ نہ لگا کہ جس چیز کو میں دبا رہی ہوں وہ حضور کی ٹانگیں نہیں بلکہ پلنگ کی پٹی ہے تھوڑی دیر کے بعد حضرت صاحب نے فرمایا بھانو آج بڑی سردی ہے۔ بھانو کہنے لگی ''جی ہاں تدے تے تہاڈی لتاں لکڑی وانگوں ہو یاں ہو یاں نیں'' یعنی جبھی تو آپ کی لاتیں لکڑی کی طرح سخت ہو رہی ہیں۔

(سیرۃ المہدی حصہ سوم ص ۲۱۰ روایت ۷۸۰)

(۵) حضور کو مرحومہ کی خدمت (پاؤں دبانے کی) بہت پسند تھی۔ حضور نے ایک دفعہ مرحومہ کو دعا دے کر فرمایا اللہ تجھے اوا دے۔ حضور کی دعا سے مرحومہ کے چھ بچے ہوئے ایک لڑکی اور پانچ لڑکے پیدا ہوئے۔ (الفضل ۲۰ مارچ ۱۹۲۸ء)

﴿نوٹ﴾

مرحومہ عائشہ نام کی ایک کنواری دوشیزہ تھی جو پندرہ سال کی عمر میں مرزا صاحب کی خدمت میں بھیجی گئی تقریباً دو سال مرزا صاحب کی خدمت میں رہی اور ان کے پاؤں دبایا کرتی تھی بعد میں مرزا صاحب نے اس کی شادی کر دی لیکن یہ شرط لگا دی کہ اسے قادیان سے باہر نہ لے جایا جائے۔

ضمیمہ

﴿مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروکار کافر کیوں؟﴾

محمد خالد قریشی

سابق متعلم درجہ تخصص فی رد القادیانیہ

مرزا غلام احمد قادیانی اور اسکے پیروکاروں کے کفر میں کسی مسلمان کو شک نہیں رہا۔ پاکستان سمیت دنیا کے تقریباً جمیع مسلم ممالک نے مرزائیوں کے کفر کے احکامات جاری کردیے ہیں اور مسلمان علماء، فقہاء تو مرزا کے دور سے مرزائیوں کے کفر کی قلعی کھولتے آرہے ہیں۔

قادیانی اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اسلام کے نام پر اپنے باطل و کفریہ عقائد کی تبلیغ اور اشاعت اور امت مسلمہ کے مفادات سے غداری کرتے ہیں اور عالم اسلام میں استعمار اور اسرائیل کی ایجنٹی کا کام سرانجام دیتے ہیں انکی انہی ناپاک سازشوں اور اسلام دشمنی کی بناء پر مکہ مکرمہ میں ۱۰ اپریل ۱۹۷۴ء کو پورے عالم اسلام کی ایک سو چار (۱۰۴) تنظیموں کا اجتماع ہوا جس میں دس اپریل ۱۹۷۴ء کو ان تمام تنظیموں کے اجتماع میں ایک مشترکہ قرارداد پاس کی گئی جس میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا۔

چنانچہ حکومت پاکستان نے بھی ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء قومی اسمبلی نے ایک قرارداد کے ذریعے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر رابطہ عالم اسلامی کے فیصلہ کی تائید کی۔ ذیل میں مختصراً قادیانیوں کے کفر کی چند وجوہات درج کی جاتی ہیں۔

۱۔ مرزا کا دعویٰ نبوت

امت مسلمہ کا اس بات پر عہد صحابہ سے آج تک اجتماع چلا آ رہا ہے کہ آنحضرت ﷺ اللہ کے آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد مدعی نبوت کافر ہے۔ چنانچہ ملا علی قاری (م ۱۰۱۶ھ) شرح فقہ اکبر میں ص ۲۰۲ پر لکھتے ہیں " دعوی النبوة بعد نبینا ﷺ کفر بالاجماع " یعنی اس بات پر امت کا کامل اجماع ہے کہ حضرت محمد ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا کفر ہے۔ اور مرزا نے جس وقت تک دعویٰ نبوت نہیں کیا تھا اس وقت وہ بھی مدعی نبوت کو کافر سمجھتا تھا چنانچہ اپنی کتاب حمامۃ البشریٰ ص ۷۹ روحانی خزائن ص ۲۹۷ ج ۷ پر لکھتا ہے:

" وما كان لي ان ادعى النبوة واخراج من الاسلام والحق بقوم كفرين " ترجمہ: میرا کیا حق ہے کہ میں نبوت کا دعویٰ کروں اور اسلام سے خارج ہو جاؤں اور کفار سے جاملوں۔

مگر جب مرزا کو اس مقام پر فائز ہونے کا شوق ہوا تو اس وقت نہ اس نے اسلام اور اہل اسلام کا فتویٰ دیکھا اور نہ اپنے ہی گریبان میں جھانک کر دیکھا بلکہ فوراً کہہ اٹھا کہ:

(۱) میں رسول اور نبی ہوں۔ (نزول مسیح ص ۷، روحانی خزائن ص ۳۸۱ ج ۱۸)

(۲) سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان مین اپنا رسول بھیجا۔
(دافع البلاء ص ۱۱ روحانی خزائن ۲۳۱ ج ۱۸)

(۳) محمد رسول اللہ والذین معہ اس وحی میں میرا نام محمد رکھا گیا ہے۔ رسول بھی رکھا گیا ہے۔ (ایک غلطی کا ازالہ ص ۳ روحانی خزائن ص ۲۰۷ ج ۱۸)

(۴) اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے۔

(حقیقت الوحی ص ۶۸ روحانی خزائن ص ۵۰۳ ج ۲۲)

۲۔ توہین انبیاء کرام

انبیاء کرام علیہم السلام کی توہین کفر ہے اور یہ کفر ایک بدیہی بات ہے کسی دلیل کا محتاج نہیں۔ مرزا قادیانی ہی کی زبانی سنیئے۔

(۱) اسلام میں کسی نبی کی تحقیر کرنا کفر اور سب پر ایمان لانا فرض ہے۔

(چشمہ معرفت ص ۱۸ روحانی خزائن ص ۳۹۰ ج ۲۳)

(۲) وہ شخص بڑا ہی خبیث اور مطعون اور بد ذات ہے جو خدا کے برگزیدہ و مقدس لوگوں کو گالیاں دیتا ہے۔ (البلاغ المبین ص ۱۹)

اب مرزا کیطرف سے توہین انبیاء مختصراً ملاحظہ فرماویں۔

(۱) شیطانی کلمہ کا دخل انبیاء اور رسولوں کی وحی میں بھی پایا جاتا ہے

(ازالہ اوہام ج ۲ ص ۶۲۸ روحانی خزائن ۴۳۹ ج ۳)

(۲) چار سو انبیاء کی پیش گوئی جھوٹی نکلی

(ازالہ اوہام ص ۶۲۹ ج ۳ سائیڈ والا، روحانی خزائن ج ۳ ص ۴۳۹)

(۳) چوہڑہ، بھنگی اور حرامزادہ بھی نبی اور رسول ہوسکتا ہے۔

(تریاق القلوب ۱۳۳ روحانی خزائن ۲۷۹ ج ۱۵)

(۴) سورۃ روم کی پیش گوئی صاف صاف ظاہر کر رہی ہے کہ جو کچھ آنحضرت ﷺ نے اپنے اجتہاد سے پیش گوئی کا محل و مصداق سمجھا تھا وہ غلط نکلا۔

(ازالہ اوہام ج ۲ ص ۶۸۹، روحانی خزائن ص ۴۷۲ ج ۳)

(۵) خداوند تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو چھپانے کیلئے ایک ایسی ذلیل جگہ تجویز کی جونہایت متعفن اور تنگ اور تاریک اور حشرات الارض کی نجاست کی جگہ تھی۔

(تحفہ گولڑویہ ص ۷۰ روحانی خزائن ص ۲۰۵ ج ۱۷)

(۶) حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے خود اخلاقی تعلیم پر عمل نہیں کیا...... بدزبانی میں اس قدر آگے بڑھ گئے کہ یہودی بزرگوں کو ولد الحرام تک کہہ دیا اور ہر ایک وعظ میں ہے کہ یہود علماء کو سخت گالیاں دیں۔ (چشمہ مسیحی ص ۱۱ روحانی خزائن ص ۳۴۶ ج ۲۰)

(۷) یسوع (یعنی حضرت عیسیٰ) اس لئے اپنے تئیں نیک نہیں کہہ سکا کہ لوگ جانتے تھے کہ یہ شخص شرابی کبابی اور خراب چلن کا ہے۔ (ست بچن ص ۱۷۲ روحانی خزائن ص ۲۹۶ ج ۱۰)

(۸) حضرت عیسیٰ شراب پیا کرتے تھے شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے۔ (کشتی نوح صفحہ ۶ جدید ص ۶۵ قدیم حاشیہ روحانی خزائن ص ۷۱ ج ۱۹)

(۹) آپ (حضرت عیسیٰ) کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔ (حاشیہ انجام آتھم ص ۵ روحانی خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۹)

(۱۰) آپ (حضرت عیسیٰ) کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر، تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔

(ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ ص ۷ روحانی خزائن ص ۲۹۱ ج ۱۱)

(۱۱) لیکن مسیح کی راست بازی اپنے زمانے میں دوسرے راست بازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آکر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا یا ہاتھوں اور سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت

اس کی خدمت کرتی تھی اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام حصور رکھا مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔

(دافع البلاء ص ۴ روحانی خزائن ص ۲۲۰ ج ۱۸)

۳۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع ونزول کا انکار

امت مسلمہ کا چودہ سو برس سے اجماعی عقیدہ ہے کہ رب العزت نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بجسدہ عنصری آسمان پر اٹھالیا ہے اور قرب قیامت میں ان کا نزول ہوگا اور وہ دجال کو قتل کریں گے اور دین اسلام کی تائید کریں گے چنانچہ تفسیر بحرالمحیط ج ۲ ص ۴۷۳ پر مذکور ہے:" حیاة المسیح بجسمه الی الیوم و نزوله من السماء بجسمه العنصری مما اجمع علیه الامة وتواتر به الا احادیث"۔ "ترجمہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس وقت تک زندہ ہونے اور اسی جسم عنصری کے ساتھ نازل ہونے کا عقیدہ ایسا عقیدہ ہے جس پر امت کا اجماع ہے اور احادیث متواترہ سے ثابت ہے" چنانچہ ۱۸۹۲ء تک مرزا کا یہی عقیدہ تھا بلکہ اس نے آیات قرآنیہ سے استدلال کر کے اس عقیدہ کو ثابت کیا ہے مگر جب خود مسیح ابن مریم بننے کا شوق ہوا تو اس عقیقدہ سے منحرف ہو کر یوں گویا ہوا:

(۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی واپسی اور ان کی حیات کا عقیدہ عیسائیوں کی عبارت آرائی اور ان کی اختراع پردازی ہے اور مسلمانوں میں سے جو لوگ حضرت عیسیٰ کے اترنے کا گمان کرتے ہیں لاریب انہوں نے حق کی پیروی نہیں کی بلکہ وہ گمراہی کی وادیوں میں سرگرداں ہیں۔ (تذکرہ ص ۳۴۲،۳۴۳)

(۲) یہ کہنا کہ عیسیٰ نہیں مرے سوءادبی اور شرک عظیم ہے جو عقل ورائے کے خلاف ہے

اور نیکیوں کو کھا جانے والی چیز ہے بلکہ وہ اپنے دوسرے بھائیوں کی طرح وفات پا گیا ہے اور اپنے اہل زمان کی طرح ہو گیا اور اسکی حیات کا عقیدہ عیسائیوں سے آیا ہوا ہے

(ملخص از ضمیمہ حقیقت الوحی باب الاستفتاء اردو ترجمہ ص ۳۹ روحانی خزائن ص ۶۶۰ ج ۲۲)

(۳) حضرت عیسیٰ فوت ہو چکے ہیں اور ان کا زندہ مع جسم عنصری جانا اور اب تک زندہ ہونا اور پھر کسی وقت مع جسم عنصری زمین پر آنا یہ ان پر تہمتیں ہیں۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ ۵ ص ۲۳۰ قدیم، جدید حصہ ۵ روحانی خزائن ۴۰۶ ج ۲۱)

(۴) مگر یہ بات (رفع ونزول عیسیٰ بجسد عنصری، ناقل) تو بالکل جھوٹا منصوبہ اور یا کسی مراقی عورت کا وہم تھا۔ (کتاب البریہ حاشیہ ص ۲۳۹ روحانی خزائن ص ۲۷۴ ج ۱۳)

۴ حرمت جہاد

آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے کہ " الجهاد ماض الی یوم القیامة " جہاد (قرب) یوم قیامت تک جاری رہے گا۔ یعنی جس وقت تک دنیا میں طاغوتی طاقتیں موجود ہیں اس وقت تک جہاد جاری رہے گا اور جب عیسیٰ کے نزول کے بعد باطل اور طاغوتی قوتیں ختم ہو جائیں گی تو پھر جہاد بھی ختم ہو جائے گا کیونکہ جہاد ہوتا ہے کفار اور اہل باطل سے جبکہ اس وقت کفار اور ہل باطل کا خاتمہ ہو جائے گا۔

انگریزوں نے جب ہندوستان پر اپنا طاغوتی قدم رکھا تو مسلم مجاہدین نے ان کا بھرپور مقابلہ کیا جس کے باعث اس کا مستقبل ہندوستان میں خطرے میں پڑ گیا چنانچہ مسلمانوں کے ازلی غدار مرزا غلام مرتضیٰ نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں ۶۴ گھوڑے اور ۶۴ شہسوار بھیج کر مسلمانوں کے خلاف انگریزوں کی مدد کی اور پھر بھی

جب کچھ نہ بنا اور مسلمانوں کے دلوں سے جذبہ جہاد ختم نہ ہوا تو اس خاندان کے ایک چشم و چراغ نے اسلام اور مسلمانوں کا لبادہ اوڑھ کر اپنے آقاؤں کے مستقبل کو پر امید اور خالی از خطرات بنانے کے لئے جہاد کے منسوخ ہونے کا اعلان کر دیا مگر الحمدللہ پھر بھی نہ تو وہ انگریز ہی یہاں قرار پا سکا اور نہ اس کا خود کاشتہ پودا۔ چنانچہ مرزا غلام احمد خود رقمطراز ہے:

(۱) آج سے دین کیلئے لڑنا حرام کیا گیا اب اس کے بعد جو دین کے لئے تلوار اٹھاتا ہے اور غازی نام رکھ کر کافروں کو قتل کرتا ہے وہ خدا اور اس کے رسول کا نافرمان ہے

(اشتہار چندہ منارۃ المسیح ص: ب، ت ضمیمہ خطبہ الہامیہ روحانی خزائن ص ۱۷ ج ۱۶)

(۲) میں نے بیسیوں کتابیں عربی، فارسی اور اردو میں اس غرض سے تالیف کی ہیں کہ اس گورنمنٹ محسنہ (برطانیہ، ناقل) سے ہرگز جہاد درست نہیں۔

(تبلیغ رسالت ج ۶ ص ۶۵ مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۳۶۶)

(۳) ہر شخص جو میری بیعت کرتا ہے اور مجھ کو مسیح موعود مانتا ہے اسی روز سے اسکو یہ عقیدہ رکھنا پڑتا ہے کہ اس زمانے میں جہاد قطعاً حرام ہے۔

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد ضمیمہ ص ۷ روحانی خزائن ص ۲۸ ج ۱۷)

(۴) ؎ اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دین کیلئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۲۶، ۲۸ روحانی خزائن ج ۱۷ ص ۷۷)

جواب از احسان الخالق خلیق

جواب از احسان الخالق خلیق

؎ اب چھوڑ دو دجال کا اے دوستو خیال
تمہارے لیے ہے سب سے بڑا شیطان یہ دجال
دشمنی رکھنا مرزے سے ہے سب سے بڑا جہاد
چنیوٹیؒ کے فرامین پہ رکھنا تم اعتقاد

﴿5﴾ انکار معجزات

اللہ تعالیٰ اپنے مقرب بندوں کو ان کی تصدیق کیلئے خاص نشان عطا فرماتے ہیں، اگر انبیاء کو یہ نشانات دیے جائیں تو معجزات کہلاتے ہین اور اگرامت میں سے کسی نیک شخص سے یہ نشانات ظاہر ہوں تو کرامات کہلاتے ہیں ۔ مرزا غلام احمد قادیانی انبیاء کرام کے معجزات کو بھی تسلیم نہیں کرتا ہے خصوصاً حضرت عیسیٰ کے معجزات کا منکر ہے جن کی بابت ارشاد ربانی ہے کہ " انی قد جئتکم باية من ربکم انی اخلق لکم من الطین کھیئة الطیر فانفخ فیه فیکون طیراً باذن الله وابری الاکمه والابرص واحی الموتی باذن الله وانبئکم بما تاکلون وما تدخرون فی بیوتکم ان فی ذلك لاية لکم ان کنتم مومنین ۔" ﴿پارہ ۳ آل عمران ۴۹﴾

ترجمہ: میں تمہارے پاس تمہارے رب کی نشانیاں لایا ہوں کہ میں تمہارے لیے مٹی کے پرندے کی صورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے اڑتا ہوا جانور ہوجاتا ہے اور میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے مادر زاد اندھے اور

کوڑھی کو تندرست کرتا ہوں اور مردوں کو زندہ کرتا ہوں اور جو کچھ تم کھاتے ہو اور جو کچھ تم اپنے گھروں میں ذخیرہ کرتے ہو اس کی تمہیں خبر دیتا ہوں اگر تم مومن ہو تو یقیناً اس میں تمہارے لیے نشانی موجود ہے۔

اب معجزات مسیح اور مرزا غلام احمد قادیانی کی بے ایمانی واضح ہو:

(۱) عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۶ روحانی خزائن ص ۲۹۰ ج ۱۱ حاشیہ)

(۲) مسیح کے معجزات تو اس تالاب کی وجہ سے بے رونق اور بے قدر تھے جو مسیح کی ولادت سے بھی پہلے مظہر عجائبات تھا جس میں ہر قسم کے بیمار اور تمام مجذوم مفلوج وغیرہ ایک ہی غوطہ مار کر اچھے ہو جاتے تھے۔

(ازالہ اوہام ص ۳۲۲ روحانی خزائن ۲۶۳ ج ۳ حاشیہ)

(۳) یہ اعتقاد بالکل غلط اور فاسد اور مشرکانہ خیال ہے کہ مسیح مٹی کے پرندے بنا کر ان میں پھونکے مار کر انہیں سچ مچ جانور بنا دیتا تھا نہیں بلکہ صرف عمل الترا ب تھا جو روح کی قوت سے ترقی پذیر ہو گیا تھا۔ (ازالہ اوہام ص ۳۲۲ حاشیہ روحانی خزائن، ص ۲۶۳ ج ۳)

(۴) موسوا اس کے پھر بھی قرین قیاس ہے کہ ایسے ایسے اعجاز عمل الترا ب یعنی مسمریزی طریق سے بطور لہو لعب نہ بطور حقیقت ظہور میں آ سکیں کیونکہ عمل الترا ب میں جس کو زمانہ حال میں مسمریزم کہتے ہیں ایسے ایسے عجائبات ہیں کہ اس میں پوری پوری مشق کرانے والے بھی اپنی روح کی گرمی دوسری چیزوں پر ڈال کر ان چیزوں کو زندہ کے موافق کر دکھاتے ہیں۔ (ازالہ اوہام ص ۳۰۵ حاشیہ روحانی خزائن ص ۲۵۵، ۲۵۶ ج ۳)

(۵) مگر یاد رکھنا چاہیے کہ یہ عمل (عمل الترب) ایسا قدر کے لائق نہیں جیسا کہ عوام

الناس اسکو خیال کرتے ہیں اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدائے تعالیٰ کے فضل و توفیق سے امید قوی رکھتا ہے کہ ان عجوبہ نمائیوں میں حضرت مسیح ابن مریم سے کم نہ رہتا۔ (ازالہ اوہام ص ۳۰۹ حاشیہ روحانی خزائن ص ۲۵۷ ج ۳)

(۶) اور چونکہ قرآن شریف اکثر استعارات سے بھرا ہوا ہے اس لیے ان آیات کے روحانی طور پر معنی بھی کر سکتے ہیں کہ مٹی کی چڑیوں سے مراد وہ اُمّی اور نادان لوگ ہیں جن کو حضرت عیسیٰ نے اپنا رفیق بنایا،، گویا اپنی صحبت میں لے کر پرندوں کی صورت کا خاکہ کھینچا پھر ہدایت کی روح ان میں پھونک دی جس سے وہ پرواز کرنے لگے۔

(ازالہ اوہام ص ۳۰۴ حاشیہ روحانی خزائن ص ۲۵۵ ج ۳)

(۷) سو کچھ تعجب کی جگہ نہیں کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح کو عقلی طور پر سے اپنے طریق پر اطلاع دے دی ہو جو ایک مٹی کا کھلونا کسی کل کے دبانے یا کسی پھونک مارنے کے طور پر ایسا پرواز کرتا ہو جیسے پرندہ پرواز کرتا ہے یا اگر پرواز نہیں تو پیروں سے چلتا ہو کیونکہ حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے ہیں اور ظاہر ہے کہ بڑھئی کا کام درحقیقت ایک ایسا کام ہے جس میں کلوں کے ایجاد کرنے اور طرح طرح کی صنعتوں کے بنانے میں عقل تیز ہو جاتی ہے۔ (ازالہ اوہام حاشیہ ص ۳۰۳ روحانی خزائن ص ۲۵۴ ج ۳)

(۸) یہ بھی ممکن ہے کہ مسیح ایسے کام کیلئے اس تالاب کی مٹی لاتا تھا جس میں روح القدس کی تاثیر رکھی گئی تھی بہرحال یہ معجزہ (پرندے بنا کر اڑانے کا، ناقل) صرف ایک کھیل کی قسم میں سے تھا۔ (ازالہ اوہام حاشیہ ص ۳۲۲ روحانی خزائن ص ۲۶۳ ج ۳)

کیا عجیب ہے قادیانی عقل و دانش کہ اگر روح القدس کی تاثیر تالاب میں

ہوتو عین توحید ہے اس سے شرک کا واہمہ بھی نہیں ہوسکتا لیکن اگر وہی خارق عادت فعل معجزانہ طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے صادر ہوتو شرک ہو جاتا ہے، بئس للظالمین بدلا معجزہ کو کھیل سمجھنا صرف اسی کا کام ہوسکتا ہے جس کی عقل ودانش اس سے روٹھ گئی ہواور وہ ارتداد کی تپتی ہوئی صحرا میں بھٹک رہا ہو کیونکہ ان معجزات کا ثبوت قرآن سے ملتا ہے اور منکر قرآن مرتد، زندیق اور کافر ہے۔

۶﴾ عیسیٰ علیہ السلام کے بن باپ پیدا ہونے سے انکار

آیات قرآنیہ، احادیث صحیحہ اور اجماع امت سے یہ بات ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے متولد ہوئے چنانچہ جب آپ کی والدہ کو جبرئیل نے حضرت عیسیٰ کی پیدائش کی خوشخبری سنائی تو وہ فرمانے لگیں قرآن کے الفاظ میں:

" قالت رب انی یکون لی ولد ولم یمسسنی بشر قال کذلك الله یخلق ما یشاء "یعنی انہوں نے کہا اے میرے پروردگار، مجھے بچہ کیسے ہوگا حالانکہ مجھے کسی بھی بشر نے نہیں چھوا ہے۔ فرمایا کہ اللہ کا کام ایسا ہی ہوتا ہے وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔

مگر قادیانی ہیں کہ نہ تو قرآن کو دیکھا اور نہ احادیث نبویہ کو اور نہ اجماع امت کی پرواہ کی۔ کافر بننے کے شوق میں ان سب باتوں کو بھلا کر حضرت عیسیٰ کو یوسف نجار کا بیٹا (اور وہ بھی ناجائز حمل سے) نعوذ باللہ قرار دیا۔ مختصراً ملاحظہ ہو:

(۱) وہ شخص جو مجھے کہتا ہے کہ میں مسیح ابن مریم کی عزت نہیں کرتا بلکہ مسیح تو مسیح میں تو اس کے چاروں بھائیوں کی بھی عزت کرتا ہوں کیونکہ پانچوں ایک ہی ماں کے بیٹے

ہیں نہ صرف اسی قدر بلکہ میں حضرت مسیح کی دونوں حقیقی ہمشیروں کو بھی مقدس سمجھتا ہوں کہ یہ سب بزرگ مریم بتول کے پیٹ سے ہیں اور مریم وہ نشان ہے جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا پھر بزرگان قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کرلیا۔ (کشتی نوح ص۱۶ روحانی خزائن ص۱۸ ج۱۹)

(۲) حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے۔ (ازالہ اوہام ص۳۰۳ روحانی خزائن ص۲۵۴ حاشیہ ج۳)

(۳) یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور حقیقی بہنیں تھیں یعنی سب یوسف اور مریم کی اولاد تھیں۔

(کشتی نوح ص۱۶ روحانی خزائن ۱۸ ج۱۹ حاشیہ)

(۴) آپ کی انہی حرکات سے آپ کے حقیقی بھائی آپ سے سخت ناراض رہتے تھے۔

(ضمیمہ انجام آتھم ص۶ روحانی خزائن ص۲۹۰ ج۱۱)

۷) مسلمانان عالم قادیانیوں کی چشم کور میں

دجال قادیان نے جہاں پر سکھوں اور ہندوؤں کو گالیاں دی ہیں وہاں علمائے اسلام، صوفیائے کرام، صحابہ کرام اور انبیائے کرام کو بھی فحش گالیاں دی ہیں اور طرفہ یہ کہ مرزا کی ان فحش گالیوں سے پورے عالم میں کوئی مسلمان بھی نہ بچ سکا ہے۔ مزید برآں یہ کہ اس نے اور اسکے پیروکاروں نے مسلمانوں کو کافر کہہ کہ آنحضرت ﷺ کے فرمان عالی شان کے مطابق اپنے کفر کی تاکیدی مہر ثبت کردی ہے۔ ملاحظہ ہو:

۱) "تلك كتب ينظر اليها كل مسلم بعين المحبة والمودة

ویتنفع عن معارفها و یقلبنی ویصدق دعوتی الاذریة البغایا الذین ختم اللہ علی قلوبھم فھم لایقبلون " ترجمہ: یہ میری کتابیں ہیں جن کو ہر مسلمان محبت اور دوستی کی نظر سے دیکھتا ہے اور ان کتابوں میں، مَیں نے جو معرفت کی باتیں لکھی ہیں ان سے نفع اٹھاتا ہے مجھے قبول کرتا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے مگر کنجریوں کی اولاد کہ جن کے دلوں پر اللہ نے مہر لگادی ہے اور وہ نہیں مانتے۔ (آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن ص ۵۴۷ ج ۵)

۲) اب ظاہر ہے کہ ان الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ، خدا کا مامور، خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا ہے جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ اور اس کا دشمن جہنمی ہے۔ (انجام آتھم ص ۶۲ روحانی خزائن ص ۶۳ ج ۱۱)

(۳) (مجھے خدا کا الہام ہے کہ) جو شخص تیری پیروی نہ کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہ ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے۔

(اشتہار معیار الاخیار از مرزا قادیانی ص ۸ مجموعہ اشتہارات ص ۲۷۵ ج ۳)

(۴) خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا مسلمان نہیں۔

(مرزا قادیانی کا خط بنام ڈاکٹر عبدالحکیم خان تذکرہ طبع دوم ص ۶۰۰)

(۵) ہمارا یہ فرض ہے کہ غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں کیونکہ وہ ہمارے نزدیک خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں یہ دین کا معاملہ ہے اس میں کسی کا اپنا اختیار نہیں کہ کچھ کر سکے۔ (انوار خلافت ص ۹۰ از مرزا محمود احمد قادیانی)

(۶) کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے

حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں میں تسلیم کرتا ہوں کہ میرے یہ عقائد ہیں۔ (آئینہ صداقت ص ۳۵ از مرزا محمود احمد خلیفہ قادیان)

(۷) ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ علیہ السلام کو مانتا ہے مگر عیسیٰ علیہ السلام کو نہیں مانتا یا عیسیٰ علیہ السلام کو مانتا ہے مگر محمد ﷺ کو نہیں مانتا یا محمد ﷺ کو مانتا ہے مگر مسیح موعود (دجال قادیان) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ (کلمۃ فصل ص ۱۱۰، مرزا بشیر احمد ایم اے پسر مرزا قادیانی)

مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروؤں کے کفر کی صرف چند وجوہات اور وہ بھی مختصراً تحریر کی ہیں اللہ تعالیٰ قفس ارتداد کے ان اسیروں کو راہ ہدایت نصیب فرمائے اور اس مختصر سی محنت کو ان کیلئے ذریعہ ہدایت اور راقم کیلئے ذریعہ نجات بنائے،

واللہ المستعان و علیہ التکلان

﴿مرزا قادیانی کے جھوٹا ہونے پر دس عقلی دلائل﴾

یوں تو بے شمار دلائل عقلیہ مرزا کے جھوٹا ہونے پر شاہد ہیں مگر صرف دس عقلی دلائل کذب مرزا پر پیش کیے جاتے ہیں:

۱) نبی کا دینی علوم میں کوئی بشر استاذ نہیں ہوتا ہے جبکہ مرزا کے کئی استاد ہیں جن میں سے فضل الٰہی، فضل احمد اور گل علی شاہ خاص طور پر قابل ذکر ہین جن سے قرآن مجید و دیگر علوم پڑھے۔ (کتاب البریہ ص ۱۶۱ قدیم حاشیہ ص ۱۷۷ جدید روحانی خزائن ص ۱۷۹ ج ۱۳)

۲) جس ملک اور شہر میں نبی ہوتا ہے اس میں عذاب الٰہی نہیں نازل ہوتا" ما کان

لیعذبہم وانت فیہم" جبکہ مرزا کی زندگی میں قادیان مین سخت زلزلہ آیا اور طاعون جیسی موذی مرض نے قادیان والوں کو آ پکڑا۔

(حقیقت الوحی ص ۲۴۴ ج ۲۲ روحانی خزائن ص ۸۷)

(۳) نبی کبھی وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ جبکہ مرزا نے وعدہ خلافی کی وہ مثالیں قائم کیں کہ اذا وعدا خلف کا عظیم مصداق ٹھہرا ہے مثلاً براہین احمدیہ کی پچاس جلدوں کی قیمت وصول کر کے صرف پانچ جلدیں لکھیں اور یہ کہنے لگا کہ اول پچاس جلدیں لکھنے کا ارادہ تھا مگر اب صرف پانچ پر اکتفا کیا ہے کیونکہ پچاس اور پانچ میں صرف صفر کا فرق ہے،

(۴) نبی کسی پر لعنت نہیں کرتا۔ آنخضرت' کا فرمان ہے" انی لم ابعث لعانا ولکن بعثت داعیا ورحمۃ اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون" جبکہ مرزا لعنتوں کی مشین گن تھا اور کئی شخصیات پر اس نے اپنی لعنتی مشین گن سے لعنتوں کی بوچھاڑ کی ہے مثلاً اس نے اپنی کتاب نور الحق ص ۱۵۸ روحانی خزائن ۱۵۸ ج ۸ میں ایک ہزار مرتبہ گن کر لعنت کا لفظ لکھا ہے (ممکن ہے یہ مرزائیوں کا درود ہزاروی ہو)۔

(۵) مرزا کہتا ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی عمر ۱۲۰ برس تھی اور آنخضرت کی عمر آپ کی عمر کے تقریباً نصف یعنی ۶۳ سال ہوئی اب اس قانون کے تحت مرزا قادیانی کی عمر آنخضرت ﷺ کی عمر کے نصف یعنی ۳۲ سال ہونی چاہیے مگر اسکی عمر ۶۹ برس ہوئی

(۶) ہجرت بھی انبیاء کرام کی سنت ہے

(سیرۃ المہدی ص ۱۳۹ حصہ اول روایت ۱۳۵)

مگر مرزا نے کبھی ہجرت نہیں کی بلکہ اپنے وقت کے کافر ظالم انگریز حکمران کے

قصیدے لکھتا رہا ہے۔

(۷) نبی امی ہوتا ہے، لکھنا پڑھنا نہیں جانتا۔ کتابیں تصنیف نہیں کرتا بلکہ اس پر خدا تعالیٰ کی طرف سے کتابیں نازل ہوتی ہیں مرزا قادیانی پڑھتا لکھتا رہا ہے اس کی چوراسی تصنیفات ہیں جن پر قادیانی اپنی جہالت سے فخر کرتے ہیں، الٹی مت ماری گئی

(۸) نبی شاعر نہیں ہوتا۔ جبکہ مرزا قادیانی نے سینکڑوں شعر لکھے اور کہے ہیں بطور نمونہ اس کا ایک شعر ملاحظہ ہو:

؎ کرم خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

(درثمین ص ۹۴ براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن ص ۱۲۷ ج ۲۱)

(۹) نبی اپنے ارادہ اور وعدہ میں کبھی ناکام نہیں ہوتا کیونکہ نصرت ایزدی اس کے ساتھ ہوتی ہے مگر مرزا اپنے سینکڑوں ارادوں اور وعدوں میں ناکام و نامراد ہوا۔ بطور مثال محمدی بیگم کے ساتھ نکاح کا ارادہ بزعم مرزا خدائی وعدہ آسمانوں پر نکاح یاد رکھنے کے قابل ہے۔

(۱۰) نبی جس جگہ فوت ہوتا ہے اسے اسی مقام میں دفن کیا جاتا ہے

" فاذا توفیٰ اللہ عزو وجل نبیا قط حیث یقبض روحہ الا دفن حیث یقبض روحہ " (کنز العمال ص ۱۱۹ ج ۶)

" ما قبض اللہ تعالیٰ نبیا الا فی موضع الذی یجب ان یدفن فیہ " (ترمذی)

مگر مرزا کے ساتھ اسکے الٹ ہوا کہ لاہور میں ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء بروز منگل

بمرض ہیضہ فوت ہوا اور پھر مال گاڑی میں (جس میں گدھے، کتے اور خنزیر، پتھر، اور کوئلہ وغیرہ لاد کر ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاتے ہیں) لاد کر قادیان میں دفن کیا گیا۔ بالآخر "پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا"

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

چند کتب جن کا حاصل کرنا ضروری ہے

۱) شہادۃ القرآن	از مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی
۲) توضیح الکلام فی حیات عیسیٰ علیہ السلام	از مولانا نظام الدین کوہاٹی
۳) کلمۃ اللہ فی حیات روح اللہ	از مولانا محمد ادریس کاندھلوی
۴) سیف چشتیائی	از پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی
۵) عقیدۃ الاسلام فی حیات عیسیٰ علیہ السلام	از مولانا سید محمد انور شاہ کاشمیری
۶) العبرۃ الناظر فی نزول عیسیٰ علیہ السلام قبل الآخرہ	از علامہ زاہد کوثری (حنفی مصری)
۷) نزول عیسیٰ علیہ السلام	از مولانا محمد بدر عالم صاحب میرٹھی
۸) التصریح بما تواتر فی نزول المسیح	از حضرت علامہ انور شاہ کاشمیری
۹) ختم نبوت کامل	از مولانا مفتی محمد شفیع صاحب
۱۰) النبی الخاتم	از مولانا مناظر احسن صاحب گیلانی
۱۱) ختم نبوت	از مولانا محمد اسحاق سندھیلوی
۱۲) عقیدت الامت فی معنی ختم نبوت	از علامہ خالد محمود صاحب
۱۳) تاریخ محاسبہ قادیانیت	از پروفیسر خالد شبیر احمد

۱۴) عقیدہ ختم نبوت اور سلف صالحین	از مولانا محمد نافع صاحب
۱۵) قادیانی مذہب	از پروفیسر محمد الیاس برنی
۱۶) قادیانی قول وفعل	از پروفیسر محمد الیاس برنی
۱۷) رئیس قادیان	از مولانا محمد رفیق صاحب دلاوری
۱۸) الکاویۃ علی الغاویۃ	از مولانا محمد عالم صاحب عاصی
۱۹) حرف مجرمانہ	از پروفیسر غلام جیلانی برق
۲۰) قادیانیت	از مولانا سید ابوالحسن علی الندوی
۲۱) اسلام اور مرزائیت	از علامہ احسان الٰہی ظہیر
۲۲) محمدی پاکٹ بک بجواب احمدیہ پاکٹ بک	از مولانا محمد عبداللہ معمار
۲۳) ختم نبوت، اسلام اور قادیانیت	از مولانا عبدالغنی صاحب پٹیالوی
۲۴) فاتح قادیان	از مولانا ثناء اللہ امرتسری
۲۵) چراغ ہدایت	از مولانا محمد چراغ صاحب
۲۶) حرف اقبال	
۲۷) روئیداد مقدمہ بہاولپور (تین جلد)	
۲۸) قادیانی نبوت	از مولانا عتیق الرحمٰن تائب
۲۹) قادیانی فتنہ	از مولانا عتیق الرحمٰن تائب
۳۰) اسلام اور قادیانیت	از مولانا مشتاق احمد
۳۱) آئینہ قادیانیت	از مولانا مشتاق احمد
۳۲) تحفہ قادیانیت (چار جلدیں)	از مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید
۳۳) ردقادیانیت کے زریں اصول	از مولانا منظور احمد چنیوٹی
۳۴) تحریک احمدیت	از پروفیسر بشیر احمد

مرزا قادیانی کی کتب کا اجمالی تعارف

نام کتاب	سن اشاعت	نام کتاب	سن اشاعت
براہین احمدیہ جلد اول و دوم	۱۸۸۰	کرامات الصادقین	۱۸۹۳
براہین احمدیہ جلد سوم	۱۸۸۲	حمامۃ البشریٰ	۱۸۹۳
براہین احمدیہ جلد چہارم	۱۸۸۴	نور الحق جلد اول	۱۸۹۳
پرانی تحریریں	۱۸۷۹،۱۸۸۹	نور الحق جلد ثانی	۱۸۹۴
سرمہ چشم آریہ	۱۸۸۶	اتمام الحجہ	۱۸۹۴
شحنہ حق	۱۹۲۳	سر الخلافہ	۱۸۹۴
سبز اشتہار	۱۸۸۸	انوار الاسلام	۱۸۹۴
فتح الاسلام	۱۸۹۱	منن الرحمٰن	۱۸۹۵
توضیح مرام	۱۸۹۰،۱۸۹۱	ضیاء الحق	۱۸۹۵
ازالہ اوہام جلد اول و دوم	۱۸۹۱	نور القرآن نمبر ۱	۱۸۹۵
الحق مباحثہ لدھیانہ	۱۸۹۱	نور القرآن نمبر ۲	۱۸۹۵
الحق مباحثہ دہلی	۱۸۹۱	معیار المذاہب	۱۸۹۵
آسمانی فیصلہ	۱۸۹۱	آریہ دھرم	۱۸۹۵
نشان آسمانی	۱۸۹۱،۱۸۹۲	ست بچن	۱۸۹۵
آئینہ کمالات اسلام	۱۸۹۳	اسلامی اصول کی فلاسفی	۱۸۹۶
برکات الدعا	۱۸۹۳	انجام آتھم	۱۸۹۶
حجۃ الاسلام	۱۸۹۳	سراج منیر	۱۸۹۷
جنگ مقدس	۱۸۹۳	حجۃ اللہ	۱۸۹۷
شہادۃ القرآن	۱۸۹۳	تحفہ قیصریہ	۱۸۹۷
تحفہ بغداد	۱۸۹۳	محمود کی آمین	۱۸۹۷
نزول مسیح	۱۹۰۲	کتاب البریہ	۱۸۹۸

تحفۃ الندوہ	۱۹۰۲	البلاغ رفریاد درد	۱۸۹۸
اعجاز احمدی	۱۹۰۲	ضرورت الامام	۱۸۹۸
حکم ربانی کا ریویو	۱۹۰۲	نجم الہدیٰ	۱۸۹۸
مواہب الرحمٰن	۱۹۰۳	راز حقیقت	۱۸۹۸
نسیم دعوت	۱۹۰۳	کشف الغطا	۱۸۹۸
سناتن دھرم	۱۹۰۳	ایام الصلح	۱۸۹۸
تذکرۃ الشہادتین	۱۹۰۳	حقیقت الوحی	۱۸۹۹
سیرت الابدال	۱۹۰۳	مسیح ہندوستان میں	۱۸۹۹
لیکچر لاہور	۱۹۰۴	ستارہ قیصرہ	۱۸۹۹
لیکچر سیالکوٹ	۱۹۰۴/۱۹۰۳	تریاق القلوب	۱۹۰۲/۱۸۹۹
لیکچر لدھیانہ	۱۹۰۵	تحفہ غزنویہ	۱۹۰۰
براہین احمدیہ جلد پنجم	۱۹۰۵	روئیداد جلسہ دعا	۱۹۰۰
الوصیت	۱۹۰۵	خطبہ الہامیہ	۱۹۰۱/۱۹۰۰
احمدی اور غیر احمدی میں فرق	۱۹۰۵	لجۃ النور	۱۹۰۰
ضمیمہ الوصیت	۱۹۰۶	رسالہ جہاد	۱۹۰۰
چشمہ مسیحی	۱۹۰۶	تحفہ گولڑویہ	۱۹۰۲/۱۹۰۰
تجلیات الہیہ	۱۹۰۶	اربعین	۱۹۰۰
قادیان کے آریہ اور ہم	۱۹۰۷	اعجاز المسیح	۱۹۰۱
حقیقت الوحی	۱۹۰۷	ایک غلطی کا ازالہ	۱۹۰۱
چشمہ معرفت	۱۹۰۸	دافع البلاء	۱۹۰۲
پیغام صلح	۱۹۰۸	الہدیٰ والتبصرۃ لمن یریٰ	۱۹۰۲

سراج دین عیسائی کے چار سوالوں کے جواب ۱۸۹۷

منقول از مطبوعہ اشتہار اجمالی تعارف ۴ دار الفضل چناب نگر (ربوہ)

ادارہ مرکزیہ دعوت و ارشاد کی مطبوعات

نمبر شمار	نام کتاب	ہدیہ
۱)	چودہ میزائل از مولانا منظور احمد چنیوٹی	۱۰۰ روپے
۲)	فتویٰ حیات مسیح ایضاً	۵۰
۳)	معرکہ حق و باطل (قادیانیت کے خلاف ہائیکورٹ رسپریم کورٹ کے تاریخی فیصلے	۲۰
۴)	القادیانی و معتقداتہ (عربی) از مولانا منظور احمد چنیوٹی	۱۰
۵)	قادیانی اوران کے عقائد ایضاً	۱۰
۶)	انگریزی نبی ایضاً	۱۰
۷)	تصویر کے دورخ ایضاً	۱۰
۸)	دورہ یورپ وافریقہ ایضاً	۲۰
۹)	حرف ناقدانہ بجواب اک حرف ناصحانہ ایضاً	۵
۱۰)	ابن مریم زندہ ہیں حق کی قسم از مولانا محمد ابراہیم	۱۰
۱۱)	الحق الصریح فی حیاۃ المسیح ایضاً	۲۵
۱۲)	مناظرہ ناروے از مولانا منظور احمد چنیوٹی	۱۵
۱۳)	لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا ایضاً	۱۵
۱۴)	ملت اسلامیہ کے خلاف قادیانی سازشیں ایضاً	۱۵
۱۵)	ردقادیانیت کے زریں اصول ایضاً	۲۰۰
۱۶)	قادیانی اینڈ ہز فیتھ (انگلش) ایضاً	۱۰
۱۷)	ڈبل ڈیلر (انگلش) ایضاً	۱۰
۱۸)	مرزا طاہر کی لاکھوں، کروڑوں بیعتیں ایضاً	۱۰
۱۹)	ربوہ سے چناب نگر تک از مولانا محمد الیاس چنیوٹی	۵
۲۰)	جب پنجاب اسمبلی نے ربوہ کا نام چناب نگر رکھا	۱۰۰
۲۱)	مرزا مسرور کو دعوت مباہلہ و دعوت ایمان	۵

دل کا ستارا قائد ہمارا

تلمیذ حضرت چنیوٹی احسان الخالق خلیق

میرے آسمان دل کا ستارہ وہی تو تھا — ٹوٹے ہیں دل ہمارے اس کے وصال سے
اندھیروں میں صبح کا کنارہ وہی تو تھا — ٹوٹے ہوئے دلوں کا سہارا وہی تو تھا

ہر آنکھ جس کے غم میں رہتی ہے اشکبار — ختم نبوت کی حفاظت تھا اس کا منشور
چنیوٹی اس کا نام قائد ہمارا وہی تو تھا — مشن یہی تھا جس کو پیارا وہی تو تھا

برداشت اس سے نہ ہوا کوئی مدعی جھوٹا — تھا بخاری کا بیٹا نہ جھکا کسی کے آگے
سردار جو حق پکارا وہی تو تھا — دشمن کو ہر جا جس نے للکارا وہی تو تھا

انتہا خوشی کی نہ رہتی کسی کے مسلماں ہونے پر — ہر پہ ضرب کاری تھی اس کی ہر دشمن
اسلام کو جس نے یوں سنوارا وہی تو تھا — میدان میں جو کبھی نہ ہارا وہی تو تھا

جس کے سینے میں تھا فخر اخلاق موج زن — الیاس ادریس ثناء اللہ و بدر عالم
ہر آدمی کے درد کا مارا وہی تو تھا — جس نے دشمن کے مقابل ان کو ابھارا وہی تو تھا

اس کی لحد میں ہو رحمتوں کی بارش اے خلیق
چنیوٹ کو جس نے دیا سہارا وہی تو تھا

ادارہ مرکزیہ دعوت و ارشاد کی مطبوعات

ختم نبوت کورس مرتبہ بلال احمد	۵۰
پندرہ روزہ رد قادیانیت کورس	۶۰
افادات چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ جلد اول	زیرِ طبع
افادات چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ جلد دوئم	زیرِ طبع
مقالات چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ	زیرِ طبع
مولانا چنیوٹی قادیانیت کے تعاقب میں	زیرِ طبع

ملنے کا پتہ

مکتبہ سیّد انور شاہ کاشمیریؒ، نزد مسجد تقویٰ، شاہراہ قائداعظم، چنیوٹ